مسند عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

تالیف **ابوامیہ محمد بن ابراہیم طرسوسی** (متوفی: 273ھ)

20



ترجمہ، تخریج وشرح **حافظ محمد فہد** نظرثانی **حافظ حامد محمود الخضری**

تقریظ شیخ الحدیث **عبداللہ ناصر رحمانی** حفظہ اللہ

انصار السنہ
پبلیکیشنز لاہور

مُسند عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

تالیف ابو امیہ محمد بن ابراہیم طرسوسی (متوفی: 273ھ)

20



ترجمہ، تخریج و شرح حافظ محمد فہد

نظر ثانی حافظ حامد محمود الخضری

تقریظ شیخ الحدیث عبد اللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ

انصار السُنّہ
پبلیکیشنز لاہور

اسلامی اکادمی
الفضل مارکیٹ، 17-اردو بازار لاہور
فون: 042-37357587

نام کتاب: **مُسندِ عبداللہ بن عمر** رضی اللہ عنہما

تالیف **ابو امیہ محمد بن ابراہیم طرسوسی** (متوفی: 273ھ)

ترجمہ، تخریج و شرح **حافظ محمد فہد** نظرِ ثانی **حافظ حامد محمود الخضری**

تقریظ شیخ الحدیث **عبداللہ ناصر رحمانی** حفظہ اللہ

اہتمام: محمد رمضان محمدی، محمد سلیم جلالی

ناشر: ابو مومن منصور احمد

اسلامی اکادمی، الفضل مارکیٹ، 17-اردو بازار لاہور فون: 042-37357587

Dar-us-Salam
486 ATLANTIC AVE, BROOKLYN, NY 11217
TEL(718) 625-5925 FAX:(718) 625-1511
E-Mail: darussalamny@hotmail.com
Web Site: www.darussalamny.com

فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضِ ناشر

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ ، أَمَّا بَعد!

حق و باطل اور صدق و کذب کی کشمکش ازل سے چلی آ رہی ہے۔ انبیاء ورسل حق کے مبلغ اور داعی تھے۔ ان کے مخالفین راہ حق سے برگشتہ کرنے کے لیے ہر طرح کے ہتھکنڈے استعمال کرتے رہے۔ گمراہی وضلالت سے بچنے اور راہ ہدایت پر مستقیم رہنے کا ہر دور میں ایک ہی اصول اور ضابطہ رہا کہ اس وقت کے نبی و رسول کی اتباع و فرمانبرداری کی جائے۔ آخر میں خاتم النّبیین محمد رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو آپ نے بھی وحی کی اتباع کو راہ حق پر قائم رہنے اور گمراہی سے تحفظ کا ضامن قرار دیا۔

دین اسلام کتاب وسنت کے مجموعے کا نام ہے۔ اہل اسلام کو اس پر عمل کی دعوت دی گئی ہے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے آپ کو قولاً، فعلاً وعملاً قرآن وحدیث کے سانچے میں ڈھال دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو عزت وشرف سے نوازا اور ان کے ایمان کو نمونہ قرار دیا۔ دین ودنیا کے تمام امور کو کتاب وسنت کے تناظر میں دیکھنا ضروری ہے۔ ہماری زندگی کے تمام معاملات کا حل اللہ اور اس کے رسول کے فرامین میں ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے موقع پر اختلاف ہوا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ فوت نہیں ہوئے اور اپنے اس مؤقف میں جذباتی نظر آئے۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قرآن کی ایک آیت پڑھی۔ مسئلہ کی وضاحت فرمائی تو عمر رضی اللہ عنہ قائل ہو گئے۔ خلافت وامارت کے سلسلہ میں اختلاف سامنے آیا، انصار نے خلافت کی آرزو کی، فرمان نبوی "الائمة من قريش" نے صحابہ کو ایک کر دیا اور خلعت خلافت قریش کے حصہ میں آئی۔

امت مسلمہ کے افتراق وانتشار کا سبب کتاب وسنت سے دوری ہے۔ نتیجتاً یہ خلیج بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ حالانکہ فی زمانہ ہر زبان میں قرآن کے تراجم وتفاسیر اور کتب احادیث کے مختلف زبانوں میں ترجموں نے ایک عام انسان کے لیے کتاب وسنت تک رسائی کو آسان بنا دیا ہے۔ اہل علم نے ہر دور کے تقاضوں کے مطابق عوام الناس کی راہنمائی کا فریضہ انجام دیا۔ محدث ابوامیہ محمد بن ابراہیم طرسوسی کی کتاب ''مسند عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ'' بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ اس کتاب کا ترجمہ اور احادیث کی علمی توضیح اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فضل وکرم سے ''ادارہ انصار السنہ پبلی کیشنز'' نے خوبصورت انداز میں شائع کی ہے۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے ہمارے فاضل دوست حافظ محمد فہد حفظہ اللہ (آف منڈی بہاؤ الدین) کو جنہوں نے اس عظیم کتاب کا سلیس ترجمہ ترجمانی کی صورت میں کر دیا تا کہ اُردو خواں طبقہ اس سے کامل طور پر مستفید ہو سکے، مزید برآں علمی تخریج اور مفید حواشی نے اس کتاب کو چار چاند لگا دیے ہیں، اور حافظ حامد محمود الخضری حفظہ اللہ

نے دن رات کی اَن تھک محنت سے اس پر نظرِ ثانی، تصحیح وتنقیح کا فریضہ انجام دیا اور ایک علمی مقدمہ بھی لکھ دیا۔ ہم اُن کے انتہائی شکر گزار ہیں جن کی کاوش اور نگرانی میں یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچا۔

ہم اپنے شیخ اور مربی عصرِ حاضر کی عظیم شخصیت فضیلۃ الشیخ عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ کے انتہائی شکر گزار ہیں جو اپنی مصروفیات کے باوجود ادارہ کی سرپرستی کر رہے ہیں، ان کی ترغیب، تشجیع اور اشراف کا ہی نتیجہ ہے کہ کتب حدیث زیورِ طباعت سے آراستہ ہوکر منظرِ عام پر آرہی ہیں اور ساتھ میں علمی و اصلاحی تقریظ تحریر کر کے ہماری حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ کثر اللّٰہ أمثاله فی العالم .

ممبران ادارہ جناب ابویحییٰ محمد طارق جاوید، منصور سلیم، میاں سجاد، محمد ناظر سدھو، ظفر اقبال، محمد نادر، فیصل جاوید، فیصل خان، اسجد محمود منج، محمد عرفان، اختر علی، شوکت حیات، انتصار، عبدا لوحید، زاہد حسین، محمد مشتاق، ماسٹر الطاف، عندلیب اور ادارہ کی مجلس شوریٰ جناب محمد شاہد انصاری، حاجی نوید آصف، شمشیر اشرف، محمد اکرم سلفی، مرزا ذاکر احمد اور ابوطلحہ صدیقی کو اللہ جزائے خیر عطا فرمائے کہ جن کے تعاون سے کتب حدیث کا کام جاری و ساری ہے۔

جناب ابومؤمن منصور احمد، محمد رمضان محمدی اور محمد سلیم جلالی حفظہم اللہ (اسلامی اکادمی) کی تمام کوششیں اللہ عزوجل اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے، کیونکہ ان کے تعاون سے ان کتابوں کی اشاعت ہورہی ہے اور ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ انکل منصور احمد حفظہ اللہ کو دنیا و آخرت میں اس کا بہترین صلہ عطا فرمائے۔ ہم مَنْ لَا يَشْكُرُ النَّاسَ لَا يَشْكُرُ اللّٰه کے تحت ان کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں اور دل کی گہرائیوں سے احسان مند بھی ہیں۔ کیونکہ انھوں نے ایسے حالات میں کتب حدیث کی اشاعت کر کے ہماری حوصلہ افزائی کی کہ جب ہم ہر طرف سے شکستہ دل لے کر مایوس ہو چکے تھے۔

ہمارے ادارہ کے کمپوزر جناب ابوحفص محمد حسن خان صاحب نے کمپوزنگ کا کام بطریق احسن سرانجام دیا ہے اور دیدہ زیب و جاذب نظر کمپیوٹر ڈیزائننگ کی۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم و عمل میں برکت عطا فرمائے اور اس کام کو ان کے لیے صدقہ جاریہ بنائے۔

اللہ کے حضور سربسجود ہوکر دعا گو ہیں کہ وہ اس کتاب کا نفع عام کر دے، ادارہ کو تا روزِ قیامت باقی رکھے۔ تاکہ اسلام دشمن قوتوں کے خلاف محدثین اور فقہاء کی علمی تراث کو منصۂ شہود پر لایا جاسکے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ .

وکتبہ

ابوحمزہ عبدالخالق صدیقی

رئیس: ادارہ انصار السنہ پبلی کیشنز، لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ

الحمد للّٰہ والصلاۃ والسلام علی رسول اللّٰہ ، وبعد!

اللہ تعالیٰ کے ہم ناتواں بندوں پر بے پناہ احسانات ہیں، جنہیں بفحوائے قولہ تعالیٰ: ﴿ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ط ﴾ (ابراھیم : 34) احاطۂ شمار میں لانا ہرگز ممکن نہیں، تمام سمندروں کی روشنائیاں اور درختوں کے قلم لکھتے لکھتے ختم ہو جائیں گے، لیکن اللہ رب العزت کی نعم عظیمہ اور آلائے متتالیہ کا شمار مکمل نہیں ہو سکے گا۔

ان احسانات میں سے ایک احسان یہ ہے کہ اس نے خود ہی ہماری شریعت بنائی اور ہمیں عطا فرمائی، شریعت سازی کا معاملہ ہماری ناقص عقلوں پر نہیں چھوڑا بلکہ خود بنا کر قرآن و حدیث کی صورت میں اپنے نبی برحق، اکرم الخلائق، سیّد ولد آدم محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سے مکمل طور پر ہم تک پہنچا دی۔

دوسرا احسان یہ فرمایا کہ اس شریعت مطہرہ کو انتہائی آسان اور سہل رکھا، ﴿ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ط ﴾ (الحج : 78) اور "الدین یسر" سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ مزید برآں اس آسان دین پر چلنے کی آسانی بھی بتوفیقہ مرحمت فرما دی، کما فی قولہ تعالیٰ: ﴿ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ﴾ (اللیل: 7) ﴿ وَنُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرٰى ﴾ (الاعلیٰ:8)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منجانب اللہ یہ توفیق بھی مہیا ہوئی کہ آپ اس دنیا فانی سے تشریف لے جانے سے قبل دین کو مکمل طور پر نکھار اور روشن فرما چکے تھے: "تَرَكْتُكُمْ عَلَى الْبَيْضَاءِ ، لَيْلُهَا وَنَهَارُهَا سَوَاءٌ" رات اور دن کے فرق کی مانند، حق و باطل کے مابین ایک حد فاصل قائم فرما چکے تھے، اس دین میں کوئی خفاء یا غموض و ابہام نہیں ہے، ہر چیز انتہائی نکھری ہوئی موجود ہے۔ فللّٰہ الحمد والمنّة .

اللہ رب العزت کا ایک احسان عظیم یہ بھی ہے کہ اس نے اس دین کی قیامت تک کے لیے حفاظت کا وعدہ فرما لیا، بلکہ یہ حفاظت اپنے ذمہ لے لی:

﴿ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ ﴾ (الحجر : 9)

ہمیں یقین کامل ہے کہ ہمارا دین قیامت تک محفوظ و متمیّز رہے گا، ایسا نکھرا ہوا کہ ملحدین و مبطلین کی سازشوں اور دسیسہ کاریوں سے بالکل پاک اور صاف اور ان کے وارد کردہ مغالطات وشبہات سے قطعی محفوظ و سالم۔

حفاظت دین کے لیے اللہ تعالیٰ کے پاس بے شمار راستے ہیں، مختلف طاقتوں کی صورت میں اَن گنت لشکر

ہیں، جن کا علم اسی کے پاس ہے: ﴿وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ ۚ﴾ (المدثر : 31)

اللہ تعالیٰ کے ان لشکریوں اور سپاہیوں میں ایک انتہائی اہم اور قابل ذکر جتھا علمائے ربانیین کا ہے، جنہیں راسخون فی العلم اور وارثانِ علومِ نبوت ہونے کا شرف حاصل ہے، جو اپنی اعمار اور نفائس وانفاس کو رسول کریم ﷺ کی وراثت (قرآن و حدیث) کو سمیٹنے میں صرف کرتے ہیں اور اس عظیم مقصد کے لیے ہمہ وقت مستعد رہتے ہیں، انہیں دنیاوی مال ومنال اور مناصب و مفاوض کی نہ تو کوئی تمنا ہوتی ہے اور نہ وہ کسی قسم کی بے فائدہ سعی اور مسابقت ہی میں اپنی جانیں کھپاتے ہیں۔

ان کی زندگی کے مقاصد جلیلہ اور اہدافِ نبیلہ میں سرفہرست رسول کریم ﷺ کے اس عظیم ورثے کی تطہیر و تنزیہ شامل ہے۔ دین حق میں کسی بدعت یا الحاد کے ادنیٰ سے عنصر کا تدخل بھی ان کے ناقابل برداشت ہے۔

حکمتِ الٰہیہ اس امر کی متقاضی ہے کہ علماءِ ربانیین و راسخین کی یہ جماعت ہر دور اور ہر مقام پر موجود رہی جو اہل باطل اور اہل الحاد کی بروقت گردن دبوچ سکے اور شریعت مطہرہ کو ان کے دسائس سے پاک صاف رکھ سکے۔

امام بخاری رحمہ اللہ کو یہ خواب دکھایا گیا کہ وہ ایک پنکھے سے امام الانبیاء والاصفیاء ﷺ کو ہوا بھی پہنچا رہے ہیں اور موذی جانوروں کو بھی ہٹا رہے ہیں، جس کی تعبیر واضح تھی کہ آپ نبی ﷺ کے اس بابرکت دین کو ان موذی کیڑوں مکوڑوں سے محفوظ بنانے کی سعی فرماتے رہیں گے، جو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے انتہائی کامیاب رہے گی، چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ کی جملہ کتب اسی حقیقت کی آئینہ دار ہیں اور صحیح بخاری کا تو ایک ایک ترجمۃ الباب (عنوان) کسی نہ کسی گمراہ فرقے پر ضرب کاری لگا رہا ہے۔ قدّس اللّٰہ روحه ورفع درجته فی أعلٰی علّیین .

امام بخاری رحمہ اللہ کے دور سے قبل بھی اور بعد بھی علمائے حق کی جماعتیں اسی فریضہ کی ادائیگی میں ہمہ تن مصروف رہیں، اس عظیم خدمت کی ادائیگی جماعت اہل حدیث کا ایک نمایاں وصف ہے، ایک ایسا کارنامہ جو اہل الحدیث کا تمیز بھی ہے اور مایۂ صد افتخار بھی۔ ایک یہودی منافق عبداللہ بن سبا کے دیے ہوئے غلیظ اور خبیث انڈوں سے بہت سے چوزے برآمد ہو چکے تھے۔ کوئی جہمیہ کے روپ میں تو کوئی مشبّہ کی شکل میں تھا، کسی کا تعلق معتزلہ سے تھا تو کسی کا متکلمین سے، کوئی قدریہ کے نام سے تو کوئی جبریہ کے نام سے میدان میں اتر چکا تھا، خوارج وروافض بھی دین حق پر اپنے مسموم تیر برسانے میں مصروف عمل ہو چکے تھے۔

ان تمام فرق واحزاب کے طوفانِ بدتمیزی کے آگے بند باندھنے والے محدثین ہی تھے، یعنی اہل الحدیث کی وہ جماعت جن کے تاقیامِ قیامت موجود رہنے کی رسول اللہ ﷺ نے پیش گوئی فرمائی تھی، تاکہ دفاعِ دین کا سلسلہ

قیامت تک قائم رہے، یہ عجالہ تفصیل کا متحمل نہیں ہے، ورنہ اہل الحدیث کی زریں تاریخ سینکڑوں مثالیں پیش کرسکتی ہے جو باطل کی سرکوبی اور دین کے دفاع پر منتج دکھائی دیں گی۔ وذلك فضل اللّٰه يؤتيه من يشاء .

زیرنظر کتاب ''مسند عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ'' عظیم محدث امام ابوامیہ محمد بن ابراہیم طرسوسی (ت۲۷۳ھ) کی تالیف لطیف ہے، یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کا ایسا جوہر بے بدل ہیں جو تزکیہ وتربیت کا سامان پیدا کرتی ہیں۔ اللہ کے حضور دعا گو ہوں کہ وہ ہمارے سینوں کو علم نافع (قرآن وحدیث) کے نور سے منور فرمائے، نیز عمل صالح کے اسباب کی ارزانی وفراہمی کا سبب بھی۔

اس کتاب میں مؤلف رحمہ اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم صحابی سیدنا ومحبوبنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی (97) روایات کو جمع کیا ہے۔ کتب مسانید وسنن اور معاجم کی طرح مؤلف نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی روایات کو بلاامتیاز اکٹھا کردیا۔

ادارہ انصار السنہ پبلی کیشنز لاہور کے سربراہان خصوصاً بھائی ابوحمزہ عبد الخالق صدیقی حفظہ اللہ اور ان کے جملہ معاونین ومساھمین مبارکباد کے حقدار ہیں جنھوں نے اس عظیم علمی تراث کو خوبصورت انداز میں شائع کیا، یہ اُردو دان طبقہ پر ایک عظیم احسان ہے۔ میں نے اس ترجمہ وتشریحات کا چیدہ چیدہ مقامات سے مطالعہ کیا ہے، بحمد اللہ یہ کام انتہائی نافع اور مبارک ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کے نفع کو عام کردے، اور ہم سب کی بخشش کا ذریعہ بنادے۔ اللہ رب العزت سے اپنی اور سب کی ہدایت اور ہدایت پر استقامت کے طلبگار ہیں۔

کتبہ

عبد اللہ ناصر رحمانی

جولائی 2020ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمۃ الکتاب

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰہِ نَحْمُدُہٗ وَنَسْتَعِینُہٗ، وَنَسْتَغْفِرُہٗ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا، مَنْ یَھْدِی اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ، وَاَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ.

﴿ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴾ (آل عمران: 102)

﴿ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِہٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا ﴾

(النساء: 1)

﴿ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا ۙ یُّصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ ؕ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا ﴾ (الأحزاب: 70، 71)

اللہ تعالیٰ نے انبیاء ورسل کو ہر دور میں نمایاں مقام عطا کیا اور ان کی فرمانبرداری کو فرض جبکہ نافرمانی کو حرام قرار دیا۔ نبی آخری الزماں جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی فضیلت کو اس طرح ظاہر کیا کہ اپنی ذات پر ایمان کے ساتھ رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے والوں کو مومن قرار دیا اور فرمایا:

﴿ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ﴾ (النور: 62)

''یقیناً مؤمن تو صرف وہ لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے۔''

کوئی شخص اللہ پر ایمان لائے اور اس کے رسول پر ایمان نہ لائے، ہرگز مومن نہیں ہوسکتا خود رسول اللہ ﷺ نے ایمان کا امتحان لیتے ہوئے یہی سنت جاری فرمائی چنانچہ معاویہ بن حکم السلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میری ایک لونڈی تھی جو احد پہاڑ اور جوانیہ کے پاس بکریاں چراتی تھی۔ ایک بار میں اس طرف پر گیا تو دیکھا بھیڑیا بکریوں میں سے ایک بکری لے جا چکا تھا۔ میں بھی انسان ہوں مجھے دکھ ہوا جیسے اور لوگوں کو ہوتا ہے۔ میں نے اسے زور سے ایک تھپڑ مارا۔ پھر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے میری اس حرکت کو میرے لیے بڑی (غلط) حرکت قرار دیا۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا میں اس کو آزاد نہ کر دوں؟ آپ ﷺ نے

فرمایا: ''اسے میرے پاس لاؤ۔'' میں اسے لے کر آپ کے پاس حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے اس لونڈی سے پوچھا: ''اللہ کہاں ہے؟'' اس نے کہا: آسمان کے اوپر ہے۔ پھر آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: ''میں کون ہوں؟ تو اس نے کہا: آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے آزاد کر دو، یہ مومنہ ہے۔'' ❶

جس طرح اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اسی طرح سنت رسول کا اتباع بھی لازم ہے۔ دونوں منزل من اللہ ہیں اور دونوں کی تعلیم و تعلم مقاصد بعثتِ رسالت مآب ﷺ میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں متعدد مقامات پر اپنی اطاعت کے ساتھ اپنے رسول ﷺ کی اطاعت کو بھی فرض قرار دیا ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ﴾ (النساء : 59)

''اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی اطاعت کرو۔''

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ﴾ (الانفال : 20)

''اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی اور اس کے رسول کی۔''

﴿ وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ احْذَرُوْا ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝ ﴾

(المائدہ : 92)

''اور اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور بچ جاؤ پھر اگر تم پھر جاؤ تو جان لو کہ ہمارے رسول کے ذمہ تو صرف واضح پہنچا دینا ہے۔''

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ لَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ ۝ ﴾ (محمد : 33)

''اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول (ﷺ) کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال برباد نہ کرو۔''

ہر رسول ہر دور میں واجب الاطاعت رہا اور اس کی اطاعت باذن اللہ تھی۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ ﴾ (النساء : 64)

''اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اس لیے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔''

نبی اکرم ﷺ بھی اللہ کے رسول اور دین الٰہی کے مبلغ ہیں۔ اس لیے آپ کی اطاعت و فرمانبرداری اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَ مَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۝ ؕ ﴾ (النساء : 80)

❶ صحیح مسلم، المساجد، باب تحریم الکلام فی الصلاة ونسخ ما کان من اباحته، رقم : 537.

’’اور جو رسول (ﷺ) کی اطاعت کرے بے شک اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے منہ موڑا تو ہم نے آپ کو اس پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا۔‘‘

گویا آپ ﷺ کی اطاعت عین، اللہ کی اطاعت ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت میں اور کتاب وسنت کے اتباع میں کوئی فرق نہیں کیا دونوں کو نہ صرف یکساں واجب الاطاعت جانا بلکہ احادیث کو قرآن ہی کا حصہ اور فرمان نبوی کو فرمان الٰہی سمجھا۔ جلیل القدر تابعی علقمہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، ایک دفعہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُوتَشِمَاتِ، وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ))

’’اللہ کی ان عورتوں پر لعنت ہے جو گودنے اور گودوانے والی ہیں اور جو چہرے سے بال اکھاڑنے والی ہیں اور خوبصورتی کے لیے دانتوں میں فاصلہ بنانے والی ہیں؟ اللہ کی تخلیق میں تبدیلی کرنے والی ہیں۔‘‘

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ بات بنو اسد قبیلہ کی ام یعقوب نامی عورت کو پہنچی تو وہ ان کے پاس آ کر کہنے لگی، مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے فلاں فلاں کام کرنے والی عورتوں پر لعنت بھیجی ہے تو انہوں نے اس عورت سے کہا:

((وَمَا لِيْ لَا أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَمَنْ هُوَ فِي كِتَابِ اللّٰهِ))

’’میں اس پر کیوں نہ لعنت کروں جس پر اللہ کے رسول ﷺ نے لعنت کی اور جس کا ذکر اللہ کی کتاب میں بھی ہے۔‘‘

ام یعقوب نے کہا: میں نے دو گتوں کے درمیان موجود سارا قرآن پڑھا، مگر مجھے آپ کی کہی بات نہیں ملی، تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر تم قرآن (کماحقہ) پڑھتی تو تمہیں یہ بات ضرور مل جاتی، کیا تم نے یہ آیت نہیں پڑھی:

﴿وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ﴾ (الحشر : 7)

’’اور رسول جو تمہیں دے لے لو اور جس سے منع کر دے باز آ جاؤ۔‘‘

اس عورت نے کہا: کیوں نہیں۔ یہ آیت تو پڑھی ہے۔ تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا، آپ ﷺ نے ان کاموں سے منع کیا ہے۔ اس عورت نے کہا: میرے خیال میں آپ کی بیوی بھی یہ کام کرتی ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ

نے کہا: جاؤ (میرے گھر چلی جاؤ) اور دیکھ لو۔ علقمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں وہ عورت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے گھر گئی، دیکھا لیکن اپنے مطلب کی کوئی چیز نظر نہ آئی (واپس آ گئی) تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر وہ (میری بیوی) ایسی ہوتی (کہ خلاف سنت عمل کرتی) تو میرے نکاح میں نہ رہتی۔ ❶

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ فہم زبان نبوت سے ملا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کرنے کا مطالبہ کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ''میں کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کروں گا۔'' اور پھر حد رجم اور شہر بدری کو کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ قرار دیا۔'' ❷

اب رجم کی حد اور کنوارے زانی کی ایک سال کی شہر بدری کا ذکر قرآن میں نہیں لیکن اس کے باوجود اس فیصلے کو کتاب اللہ کا فیصلہ قرار دیا گیا اس لیے کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مأخذ ایک ہی ہے اور وہ وحی ہے جس کو حرز جاں بنانا ہر بندہ و بشر کی فوز و فلاح کے لیے لازم ہے ؂

گفتہ او گفتہ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ اللہ کے بندے تھے مگر ان کا فرمان اللہ ہی کا فرمان ہے۔

اتباع سنت کے فوائد:

سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع و پیروی کے بے شمار فوائد کتاب اللہ میں ذکر ہوئے۔ جن میں سے چند درج ذیل ہیں۔

(i) **رحمت الٰہی کا موجب:** ......ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴾ (آل عمران : 132)

''اور اللہ اور رسول کا حکم مانو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔''

(ii) **محبت الٰہی کا حصول اور ذریعہ بخشش:** ......ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴾

(آل عمران : 31)

---

❶ صحيح بخاری، التفسير، باب وما آتاكم الرسول فخذوه ومانهكم عنه فانتهوا : 4886.

❷ صحيح بخاری، المحاربين، باب الاعتراف بالزنا : 6828.

''کہہ دیجئے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمھیں تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بے حد بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔''

(iii) اخروی کامیابی کے حصول کا ذریعہ:......ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝﴾ (الاحزاب: 71)

''اور جو اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے تو یقیناً اس نے کامیابی حاصل کرلی، بہت بڑی کامیابی۔''

اسی طرح فرمایا:

﴿وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝﴾ (النور: 52)

''اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے اور اللہ سے ڈرے اور اس سے بچے تو یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔''

(iv) انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کی رفاقت:......اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝﴾ (النساء: 69)

''جو اللہ اور رسول کی فرمانبرداری کرے تو یہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا، نبیوں، صدیقوں، شہداء اور صالحین میں سے اور یہ اچھے ساتھی ہیں۔''

(v) ذریعہ ہدایت:......ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝﴾

(الاعراف: 158)

''تم اللہ پر اور اس کے رسول نبی امی پر ایمان لاؤ جو اللہ اور اس کی باتوں پر ایمان رکھتا ہے اور اس کی پیروی کرو تا کہ تم ہدایت پا جاؤ۔''

سنت کے بغیر قرآن کا فہم ممکن نہیں:

سنت کے بغیر قرآن کا فہم ناممکن ہے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے رسول کے حکم کو اپنا حکم قرار دیا اور اپنے ساتھ اپنے رسول کی اتباع کو فرض ٹھہرایا بلکہ رسول کی اطاعت، اللہ کی اطاعت قرار پائی۔ لہٰذا سنت سے رہنمائی لیے بغیر قرآن کا فہم ناممکن ہے۔ چند ایک مثالوں سے اس امر کی وضاحت کی جاتی ہے۔

i: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَإِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا ۖ فَإِذَا أَمِنتُمْ فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَمَا عَلَّمَكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ ﴾

(البقرہ : 239)

''تمہیں دشمن کا خوف ہو تو پیدل یا سواری پر نماز ادا کر لو، پھر جب امن میں ہو جاؤ تو اللہ کو یاد کرو جیسے اس نے تمہیں سکھایا جو تم نہیں جانتے تھے۔''

حالت امن میں نماز پڑھنے کا کون سا طریقہ اللہ تعالیٰ نے سکھایا، قرآن میں کہیں بھی مذکور نہیں اور وہ طریقہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے ذریعے سکھایا جو سنت وحدیث سے ملتا ہے۔

ii: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا﴾ (المائدہ : 38)

''اور چوری کرنے والے مرد اور چوری کرنے والی عورت کے ہاتھ کاٹ دو۔''

آیت مذکورہ میں چوری کے مال کی مقدار، ہاتھ کہاں سے اور کتنا کاٹا جائے کا بیان نہیں اور نہ ہی قرآن کی کسی اور آیت میں ہے اس کا ذکر حدیث وسنت سے ملتا ہے۔

iii: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ ۖ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ ۚ﴾ (النساء : 11)

''اللہ تمہیں تمہاری اولاد کے بارے میں وصیت کرتا ہے کہ ایک لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے حصے کے برابر ہے۔''

کیا اختلاف دین وملت کی صورت میں اولاد والدین کے ترکہ سے وارث بنے گی؟ قرآن خاموش ہے سنت وحدیث نے آگاہ کیا، والد کافر اور بچہ مسلمان ہو یا اس کے برعکس تو وہ ایک دوسرے کے وارث نہیں بنتے۔

iv: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِن يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴾ (الجمعة : 9)

''اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کے لیے اذان دی جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید وفروخت چھوڑ دو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔''

آیت بالا میں مذکور جمعہ کی نماز کے لیے ندا کا حکم کس وقت کے لیے ہے؟ کون سی نماز کے لیے ہے مذکور نہیں۔اس کا علم بھی سنت سے ہوتا ہے۔

۷: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱرْكَعُوا۟ وَٱسْجُدُوا۟ وَٱعْبُدُوا۟ رَبَّكُمْ وَٱفْعَلُوا۟ ٱلْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴾

(الحج : 77)

''اے ایمان والو! رکوع کرو اور سجدہ کرو اور اپنے رب کی عبادت کرو اور نیکی کرو تاکہ تم کامیاب ہوجاؤ۔''

اس آیت میں رکوع وسجدہ کی کیفیت، اوقات، تعداد وغیرہ مذکور نہیں، اسی طرح عبادت کا حکم تو ہے لیکن طریقہ مذکورہ نہیں، یہ سب چیزیں سنت سے ملتی ہیں۔ ع

اَمَا الْحَدِيْثُ فَلَا يَخْفَىْ جَلَالَتُهٗ فَاِنَّهٗ مِنْ عُلُوْمِ الدِّيْنِ عُمَّانٗ

عُمَانُ فَيْض طَوِيْلُ الْبَاعِ مُكْرَمَةٌ فِيْهِ جُمَانُ وَيَاقُوْتُ وَمَرْجَانٗ

''حدیث کی بزرگی وعظمت پوشیدہ نہیں۔ یہ تمام علوم دین کا دریائے اعظم ہے، یہ فیض کا دریا، بزرگی میں بازو دراز رکھتا ہے۔اس میں بیش قیمت موتی اور یاقوت ومرجان ہیں۔''

صحابہ کرام اور فہم قرآن:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عربی دان تھے اور قرآن ان کی زبان میں نازل ہوا،لیکن اس کے باوجود مراد ربانی کو سمجھنے میں ان سے بھی غلطی ہوجاتی اور وہ صحیح مفہوم تک رسائی کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت وحدیث کے محتاج ہوتے تھے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، جب یہ آیت نازل ہوئی:

﴿ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَلَمْ يَلْبِسُوٓا۟ إِيمَٰنَهُم بِظُلْمٍ أُو۟لَٰٓئِكَ لَهُمُ ٱلْأَمْنُ وَهُم مُّهْتَدُونَ ﴾

(الانعام : 82)

''وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ نہیں ملایا۔ یہی لوگ ہیں جن کے لیے امن ہے اور وہی ہدایت پانے والے ہیں۔''

تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر اس آیت کا مضمون شاق گزرا۔ انہوں نے عرض کیا، ہم میں سے کون ہے جس نے خود

پر ظلم (گناہ) نہیں کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو تم سمجھ رہے ہو وہ بات نہیں، کیا تم نے لقمان علیہ السلام کا قول نہیں سنا جو وہ اپنے بیٹے سے کہہ رہے تھے:

﴿ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ۝ ﴾ (لقمان : 13)

''یقیناً شرک ظلم عظیم ہے۔'' ❶

سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب یہ آیت:

﴿ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ﴾ (البقرہ : 187)

''اور کھاؤ پیو یہاں تک کہ تمہارے لیے سیاہ دھاگے سے سفید دھاگا فجر کا خوب روشن ہو جائے۔''

نازل ہوئی تو میں نے ایک سیاہ دھاگا لیا اور ایک سفید اور دونوں کو تکیے کے نیچے رکھ لیا اور رات میں دیکھتا رہا، مجھ پر ان کے رنگ واضح نہ ہوئے تو صبح میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے اس بات کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس سے مراد رات کی سیاہی سے صبح کی سفیدی کا واضح ہونا ہے۔'' ❷

ان دونوں واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن سمجھنے کے لیے فقط عربی زبان سیکھ لینا یا عربی ادب پر دسترس حاصل کر لینا کافی نہیں بلکہ فہم قرآن حدیث کی معاونت وتشریح کے بغیر ناممکن ہے۔

وقد احکم اللّٰہ اٰیاتہ
وکان الرسول علیہ دلیلا
واوضح للمسلمین السبیل
فلا تتبعن سواھا سبیلا

''اللہ تعالیٰ نے اپنی آیات واضح طور پر بیان فرما دیں اور رسول اللہ ﷺ اس پر دلیل ہو چکے۔ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کے لیے راستے کو واضح کر دیا۔ لہٰذا اس راہ رسول کے سوا کسی اور راستے پر نہ چل۔''

گمراہی سے بچنے کا راستہ:

ہدایت قرآن وسنت میں محدود ہے اور انہیں دونوں چیزوں کا نام اسلام ہے۔ جو شخص اپنا دامن کتاب وسنت

❶ صحیح بخاری، التفسیر، باب "ولم یلبسوا ایمانھم بظلم : 4776، صحیح مسلم، الایمان، باب صدق الایمان واخلاصہ : 124.

❷ صحیح بخاری، الصوم، باب قول اللّٰہ تعالیٰ : وکلوا واشربوا : 1916، صحیح مسلم، الصیام، باب ان الدخول فی الصوم یحصل بطلوع الفجر : 1090.

سے وابستہ رکھتا ہے۔ وہ گمراہی وضلالت سے بچ جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((تَرَكْتُ فِيكُمْ اَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابُ اللّٰهِ وَسُنَّةُ رَسُوْلِهِ)) ❶

''میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں جب تک تم ان دونوں کو مضبوط پکڑے رکھو گے ہرگز گمراہ نہ ہو گے، اللہ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کی سنت۔''

جس نے کتاب وسنت کی خلاف ورزی کی وہ گمراہی میں چلا گیا اور جس نے کتاب وسنت کے کڑے کو مضبوطی سے پکڑ لیا، وہ راہ راست پر ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسی نظریہ کے حامل تھے اور موقع بہ موقع اس کا اظہار کرتے رہتے تھے۔ ایک دفعہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی باجماعت نماز میں سستی کا مشاہدہ کیا تو انہیں نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

((وَلَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَضَلَلْتُمْ)) ❷

''اگر تم اپنے نبی کی سنت کو چھوڑ دو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے۔''

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے بیٹی، پوتی اور بہن کی میراث کے بارے میں سوال ہوا تو انہوں نے کہا: آدھا مال بیٹی کو اور آدھا بہن کو ملے گا اور سائل سے کہا: ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ وہ بھی میرے ساتھ اتفاق کریں گے۔ سائل نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے وہی مسئلہ پوچھا اور ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی بات بھی گوش گزار کی تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((لَقَدْ ضَلَلْتُ إِذًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُهْتَدِينَ أَقْضِي فِيهَا بِمَا قَضَى النَّبِيُّ ﷺ .)) ❸

''میں اگر ایسا فتویٰ دوں تو گمراہ ہو جاؤں گا اور راہ راست سے بھٹک گیا۔ میں وہی فیصلہ کروں گا جو رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا (کہ بیٹی کو آدھا، پوتی کو چھٹا حصہ ملے گا اور اس طرح دو تہائی مکمل ہو جائے گا اور باقی ماندہ بہن کو ملے گا)۔''

مسلمان جب تک کتاب وسنت سے تمسک کئے رہے تو وہ متحد، متفق اور اخوت ومحبت کے پیکر، یک جاں دو قالب تھے، افتراق وانتشار، فرقہ بندیوں سے ناآشنا تھے۔

---

❶ مؤطا امام مالك : 2/ 899، مشكوٰة المصابيح : 1/ 66۔ محدث البانی نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

❷ صحيح مسلم، المساجد، باب صلاة الجماعة من سنن الهدى : 654.

❸ صحيح البخاری، الفرائض، باب ميراث ابنة مع ابنة : 6736.

تاجدار عالم بطحا کا جو فرمان تھا
کچھ نہ تھا اس کے سوا سنت تھی یا قرآن تھا
جب تلک یہ دیں مسلمانوں کا جان تھا
ان دنوں اقبال ان کے در پر اک دربان تھا

باہمی اختلافات کا حل:

اختلافات کا صدور وظہور معیوب نہیں، البتہ اختلاف کا باقی رہنا انتہائی خطرناک ہے۔ اختلاف کے حل کا شرعی اصول قرآن میں بیان ہوا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۝ ﴾

(النساء : 59)

’’اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور ان کی بھی جو تم میں سے حکم دینے والے ہیں پھر جب تم کسی چیز میں جھگڑ پڑو تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹاؤ، اگر تم اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو۔ یہ بہتر ہے اور انجام کے لحاظ سے اچھا ہے۔‘‘

معلوم ہوا باہمی نزاع اور جھگڑے کی صورت میں اللہ اور رسول کی تعلیمات کی طرف رجوع شرط ایمان ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس پابندی کے قبول کرنے کو ایمان باللہ اور ایمان بالیوم الاخر کے ساتھ مربوط ومنسلک کیا ہے اور اس کو دنیا وآخرت کی تمام بھلائیوں کا منبع ومرکز قرار دیا ہے۔ لہٰذا راہ نجات سبیل الرسول، کتاب وسنت ہی ہے۔

محدثین کی خدماتِ حدیث:

علمائے حدیث نے علم حدیث کی حفاظت کے لیے لازوال قربانیاں پیش کیں، ان کی خدمات کو اپنوں کے علاوہ اغیار نے بھی خوب خراج تحسین پیش کیا، اس علم کو محفوظ بنانے کی خاطر راویانِ حدیث کے لیے کڑی شرائط متعین کیں، ضبط الصدر اور ضبط الکتاب سے دوسروں تک اس کی ترویج وتبلیغ کی، اس راہ میں آنے والے مصائب وآلام کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا، فقر وفاقہ کی زندگی اختیار کی، غریب الوطنی برداشت کی، جانی، مالی قربانیاں دے کر خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات کو امت کے لیے محفوظ کیا۔

خدا رحمت کنند ایں عاشقان پاک طینت را

اقسام کتب احادیث:

آئمہ محدثین کے ہاں احادیث کے مجموعوں کی عمومی تقسیم درج ذیل ہے۔

(1) کتب صحاح:...... وہ کتب جو صحیح احادیث کا مجموعہ ہیں یا ان کے مؤلفین نے اپنی کتب میں صحیح روایات لانے کا التزام کیا، مثلاً: صحیح بخاری، صحیح مسلم، صحیح ابن حبان، صحیح ابن خزیمہ وغیرہ۔

(2) جامع:...... ہر وہ کتاب جامع ہے جس میں اسلام سے متعلق تمام موضوعات سے تعلق رکھنے والی احادیث روایت کی گئی ہوں، مثلاً: عقائد، احکام، زہد و الرقاق، کھانے پینے کے آداب، سفر، قیام وقعود کے مسائل، تفسیر، تاریخ وسیر، فتن، مناقب جیسے امام بخاری رحمہ اللہ کی الجامع الصحیح اور امام ترمذی رحمہ اللہ کی جامع۔

(3) سنن:...... جس کتاب میں عملی احکام سے متعلق احادیث فقہی ترتیب وتبویب سے جمع کی گئی ہوں، جیسے سنن ابوداود، سنن نسائی وغیرہ۔

(4) مسند:...... جس کتاب میں ایک صحابی یا متعدد صحابہ کی روایات کو الگ الگ حدیث کی صحت وتحسین کا لحاظ رکھے بغیر جمع کیا گیا ہو، جیسے مسند احمد، مسند حمیدی وغیرہ۔

(5) معجم:...... جس کتاب میں مصنف ایک خاص ترتیب کے ساتھ اپنے شیوخ کی احادیث جمع کرے ایسی کتب میں عموماً حروف تہجی کی ترتیب ہوتی ہے، جیسا کہ امام طبرانی رحمہ اللہ کی معاجم ثلاثہ ہیں۔

(6) مستدرک:...... جس کتاب میں مصنف کسی دوسرے محدث کی شرائط کے مطابق احادیث جمع کرے لیکن اس کی کتاب میں وہ احادیث نہ ہوں، جیسا کہ امام حاکم رحمہ اللہ کی مشہور ومعروف کتاب "مستدرك على الصحيحين" ہے۔

(7) مستخرج:...... جس کتاب میں مصنف کسی دوسری کتاب کی احادیث کو اپنی سند سے روایت کرے، جیسا کہ مستخرج اسماعیلی علی صحیح البخاری اور مستخرج ابی عوانہ علی صحیح مسلم۔

(8) جزء:...... وہ کتابچہ جس میں کسی ایک راوی کی روایات یا ایک موضوع سے متعلق روایات اکٹھی کی گئی ہوں، جیسے جزء رفع الیدین وجزء القراۃ للبخاری وغیرہ۔

(9) اربعین:...... جس کتاب میں کسی خاص موضوع یا مختلف موضوعات پر چالیس احادیث جمع کی گئی ہوں۔ مثلاً اربعین نووی وغیرہ۔

(10) الاطرف:...... ایسی کتاب جس میں حدیث کا ایک ٹکڑا ذکر کیا جائے جو بقیہ حدیث پر دلالت کرنے

والا ہواوراس کی اسانید یا مکمل طور پر احاطہ کرتے ہوئے یا مخصوص کتب کے ساتھ مقید کرتے ہوئے اکٹھی کر دی گئی ہوں، جیسا کہ حافظ ابوالحجاج مزی کی تحفۃ الاشراف بمعرفۃ الاطراف ہے۔

(11) العلل:...... وہ کتب جو معلول روایات کا ان کی علتوں کی وضاحت کے ساتھ احاطہ کیے ہوئے ہوں، امام احمد، امام دارقطنی اور ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ ان آئمہ میں سے ہیں جنہوں نے علل الحدیث پر کتب لکھیں۔

مسند عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ترجمہ اور فوائد سے متعلق:

اس کتاب کو مؤلف ابوامیہ محمد بن ابراہیم بن مسلم بن سالم طرطوسی (ت 273ھ) نے روایت کیا اور مؤلف رحمہ اللہ نے سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی (97) روایات کو جمع کیا ہے۔ کتب مسانید ومعاجم کی طرح مؤلف نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی روایات کو بلا امتیاز اکٹھا کر دیا۔

مسند عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ترجمہ وفوائد کے سلسلہ میں درج ذیل امور کو ملحوظ رکھا گیا ہے:

1. ترجمہ کرتے وقت ایک زبان کو دوسری زبان میں منتقل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ترجمہ عام فہم اور آسان ہے۔
2. ہر حدیث کے تحت فوائد کا اندراج کیا گیا ہے۔
3. فوائد درج کرتے وقت کوشش رہی کہ حدیث میں موجود اہم امور کو کتاب وسنت کی روشنی میں واضح کیا جا سکے۔
4. اگر ایک متن دو مختلف سندوں سے بیان ہوا ہے تو صرف ایک ہی جگہ فوائد کا اندراج ہے۔
5. فوائد میں درج کتاب وسنت کے دلائل کو اصل کتب کا حوالہ دے کر بیان کر دیا ہے۔
6. فوائد میں درج شدہ احادیث کی تصحیح وتحسین کے سلسلہ میں آئمہ محدثین، شیخ البانی رحمہ اللہ پر اعتماد کیا ہے۔
7. احادیث کی تحقیق وتخریج بھی کر دی گئی ہے۔
8. احادیث کی تحقیق کے سلسلہ میں محدث العصر علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کی تحقیق پر اعتماد کرتے ہوئے اسی کو نقل کر دیا ہے۔ جہاں کسی دوسرے محقق کی تحقیق ذکر ہوئی اس محقق کا نام لکھ کر اس کو بیان کیا ہے۔

میں تہ دل سے شکر گزار ہوں انتہائی مخلص ومہربان اور قریبی دوست حافظ محمد فہد (آف منڈی بہاؤ الدین) کا جن کے قلم سے ''مسند الشافعی''، ''مسند عمر بن عبدالعزیز''، ''مسند ابوبکر'' اور اب ''مسند عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ'' منظر عام پر آئی، اللہ رب العزت حافظ صاحب کو دین ودنیا کی بھلائیاں نصیب کرے اور انہیں دنیا وآخرت کی عزت اور فوز وفلاح کا حق دار بنائے۔ آمین

واجب الاحترام فضیلۃ الشیخ، محدث العصر عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ (سرپرست ادارہ) نے اپنی شدید گوناگوں

مصروفیات کے باوجود دینی فریضہ سمجھتے ہوئے مسودہ کو چیک کیا اور انتہائی قیمتی تقریظ تحریر فرمائی۔ مجھے اپنے مربی اور محسن ولی کامل بھائی ابوحمزہ عبدالخالق صدیقی حفظہ اللہ کا بھی شکریہ ادا کرنا ہے جو اشاعتِ حدیث کے لیے بڑی محنت اور خلوص سے مسلسل کام کر رہے ہیں۔

جناب انکل ابومؤمن منصور صاحب کے بھی تہہ دل سے شکرگزار ہیں کہ وہ ادارہ انصار السنہ کی تیار کردہ کتب احادیث کو اسلامی اکادمی کے پلیٹ فارم سے شائع کر رہے ہیں اور ایسے ہی انکل ظفر چیئرمین صاحب اور بھائی ریاست علی کے والدین مرحومین کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں اور اعلیٰ علیین میں بلندیٔ درجات کے لیے دست بدعا ہیں، ادارہ کے ساتھ ان کا تعاون ناقابل فراموش ہے۔

اگر کہیں کوئی خوبی ہے تو وہ اللہ ربّ العزت کا فضل و کرم ہے اور اگر کہیں خطا و نسیان ہے تو انسانی علمی کوتاہی کا نتیجہ ہے، امید کرتا ہوں اہل علم اصلاح فرمائیں گے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ اس کتاب کو عامۃ المسلمین کے لیے مفید بنائے اور اسے اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے نوازے۔ اور اسے ہماری نجات کا ذریعہ وسبب بنائے۔ آمین یا رب العالمین!

کتبہ

حافظ حامد محمود الخضری

خادم: انصار السنہ پبلیکیشنز لاہور

مصنف کے حالات زندگی

(از: حافظ حامد محمود الخضری)

<u>نام ونسب اور کنیت:</u>

آپ کا نام ونسب یہ ہے الامام الحافظ اَبواُمیہ محمد بن ابراہیم ابراہیم بن مسلم بن سالم الخزاعی الطرسوی بغدادی الاصل۔

<u>ثقاہت:</u>

آپ کے علمی اسفار معروف ہیں۔ فہم حدیث کی خاطر دور دراز کے ملکوں اور شہروں کی طرف سفر کیے۔

حافظ ابوبکر خلال کہتے ہیں: آپ حدیث کے امام اور بلند پایہ محدث تھے۔

محدث آجری نے کہا: آپ ثقہ عالم تھے۔

<u>وفات:</u>

آپ رحمہ اللہ نے مقام طرسوس پر ماہِ جمادی الثانی 273ھ کو وفات پائی۔ رحمه الله رحمة واسعة

سیّدنا عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما

(از: حافظ محمد فہد، منڈی بہاؤ الدین)

نام ونسب اور کنیت:

آپ کا نام ونسبت عبداللہ بن عمر بن خطاب بن نفیل بن عبد العزیٰ بن ریاح بن عبداللہ بن قرط بن رواح بن عدی بن کعب بن لؤی بن غالب القرشی العدوی ہے۔

آپ کا نسب کعب بن لؤی پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب نامہ سے جا ملتا ہے۔

آپ کی کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے۔ مکہ میں اپنے والد محترم خلیفہ ثانی امیر المؤمنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہی قبل از بلوغت اسلام لائے اور بعد ازاں ہجرت کی۔

آپ کی والدہ کا نام زینب بنت مظعون ہے۔ جو مشہور صحابی عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی بہن تھیں۔ ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا آپ کی سگی بہن ہیں۔

ولادت:

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وُلِدَ بَعْدَ الْمَبْعَثِ بِيَسِيْرٍ ، وَاسْتُصْغِرَ يَوْمَ أُحُدٍ وَهُوَ ابْنُ اَرْبَعَ عَشَرَةَ"[1]

''آپ بعث نبوی کے تھوڑا عرصہ بعد پیدا ہوئے، غزوہ احد کے موقع پر آپ چودہ سال کی عمر کی وجہ سے چھوٹے سمجھے گئے (لہٰذا شرکت کی اجازت نہ ملی۔)''

ذہانت وفطانت:

بچپن میں مسلمان ہو گئے تھے اور پھر اسلامی ماحول، نبوی تربیت سے ذہانت و فطانت کو جلا ملی۔ آپ کی ذہانت وفطانت کے بے شمار واقعات کتب احادیث میں موجود ہیں۔

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مجلس میں تشریف فرما تھے اور شرکاء مجلس میں ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما

---

[1] تقریب التهذیب: 3490.

وغیرہ جیسے کبار صحابہ کرام ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: ''مجھے بتاؤ وہ کونسا درخت ہے جس کی مثال مسلمان جیسی ہے اور وہ ہمیشہ اپنے رب کے حکم سے پھل دیتا ہے، اس کے پتے (خزاں میں بھی) نہیں جھڑا کرتے؟'' سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میرے دل میں (فوراً) آ گیا، وہ کھجور کا درخت ہے لیکن میں نے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی وہاں موجودگی کی وجہ سے بات کرنا مناسب نہ سمجھی۔ لیکن جب ان دونوں نے بھی جواب نہ دیا، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ کھجور کا درخت ہے۔''

ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب میں اپنے باپ کے ساتھ اس مجلس سے نکلا تو میں نے گزارش کی ابا جان! میرے دل میں فوراً آ گیا تھا کہ یہ کھجور کا درخت ہے۔ تو والد محترم نے پوچھا، پھر جواب کیوں نہ دیا، اگر آپ جواب دے دیتے تو یہ مجھے فلاں فلاں چیز سے زیادہ محبوب ہوتا؟ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں نے آپ کو اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خاموش دیکھا تو بولنا مناسب نہ سمجھا۔'' ❶

نیکی و پارسائی:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا تعلق ایک ایسی جماعت حقہ سے ہے جس کا ہر فرد نیکی و پارسائی میں مثال ہے۔ کبار تابعی حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''أُولٰئِكَ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ كَانُوا اَبَرَّ هٰذِهِ الْاُمَّةِ قُلُوْبًا وَاَعْمَقَهَا عِلْمًا وَاَقَلَّهَا تَكَلُّفًا، قَوْمٌ اخْتَارَهُمُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لِصُحْبَةِ نَبِيِّهٖ، وَاِقَامَةِ دِيْنِهٖ فَتَشَبَّهُوْا بِأَخْلَاقِهِمْ وَطَرَائِقِهِمْ فَاِنَّهُمْ كَانُوْا وَرَبِّ الْكَعْبَةِ عَلَى الْهُدٰى اَلْمُسْتَقِيْمِ'' ❷

''وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ تھے جو اس امت کے سب سے زیادہ نیک دل لوگ، سب سے زیادہ گہرا علم رکھنے والے اور سب سے کم تکلف کرنے والے تھے۔ انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی سربلندی اور اپنے نبی کی رفاقت کے لیے منتخب فرمایا۔ ان کے کردار اور اطوار کو اختیار کرو، رب کعبہ کی قسم! وہ لوگ صراط مستقیم پر تھے۔''

ان پارساؤں کے گروہ میں ایک شخصیت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی ہے جن کی نیکی پر زبان نبوت سے مہر ثبت

---

❶ صحيح البخاري، الادب، باب اكرام الكبير، ويبدأ الأكبر بالكلام والسوال: 6144، صحيح مسلم، صفة القيامة والجنة والنار، باب مثل المؤمن مثل النخلة: 2811.

❷ الشريعة للآجري: 4/ 1686.

ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ صَالِحٌ لَوْ كَانَ يُكْثِرُ الصَّلَاةَ مِنَ اللَّيْلِ))

''یقیناً عبداللہ نیک آدمی ہے، اگر رات کو نماز زیادہ پڑھے۔''

سالم رحمہ اللہ کہتے ہیں، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اس کے بعد بکثرت رات کو نفل نماز پڑھتے تھے۔ ❶

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((مَا مِنَّا مِنْ اَحَدٍ أَدْرَكَ الدُّنْيَا اِلَّا قَدْ مَالَتْ بِهٖ وَمَالَ بِهَا اِلَّا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ)) ❷

''ہم میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی شخص ایسا نہیں جس نے دنیا کو پایا اور وہ دنیا کی طرف اور دنیا اس کی طرف نہ جھکی ہو۔''

نافع رحمہ اللہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے متعلق بیان کرتے ہیں:

((كَانَ لَا يَصُوْمُ فِي السَّفَرِ وَلَا يَكَادُ يُفْطِرُ فِي الْحَضَرِ)) ❸

''آپ سفر میں روزہ نہیں رکھتے تھے اور حضر میں کم ہی چھوڑتے تھے۔''

اللہ تعالیٰ نے آپ کو کمال درجہ کی سخاوت سے نواز رکھا تھا۔ آپ نے ایک ہزار سے زیادہ غلاموں کو خرید کر آزاد کیا۔ ❹

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے غلام اور شاگرد خاص جلیل القدر تابعی نافع رحمہ اللہ آپ کی سخاوت کا واقعہ بیان کرتے ہیں، کہتے ہیں: ہم عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ سے باہر تھے کہ کھانے کے لیے دسترخوان لگا اور ہم کھانا کھانے لگے کہ ایک بکریوں کا چرواہا آ گیا، اس نے سلام کہا تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اسے کھانے کی دعوت دی، اس نے کہا میرا روزہ ہے۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے تعجب سے کہا گرمی کے دنوں میں روزہ بھی ہے اور بکریاں بھی چرا رہا ہے، اس نے کہا اللہ کی قسم! میں اپنے فرصت کے دنوں کو غنیمت جانتا ہوں۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس کا امتحان لینا چاہا تو اسے کہا، اپنی بکریوں میں سے ایک بکری ہمیں فروخت کر دو، ہم اس کا گوشت بھی تمہیں دیں گے جس سے

❶ صحيح بخاری، التعبير، باب الاخذ على اليمين فی النوم: 7030، صحيح مسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل عبد الله بن عمر: 2479.

❷ مستدرك حاكم: 3/ 560، رقم: 6369۔ حاکم نے اسے شیخین کی شرط پر صحیح کہا اور ذہبی نے اس کی موافقت کی ہے۔

❸ الاصابه فی تميز الصحابة لابن حجر: 2/ 349.

❹ سير اعلام النبلاء: 3/ 218.

تم روزہ افطار کر لینا۔اس چرواہے نے کہا: یہ بکریاں میری نہیں بلکہ میرے مالک کی ہیں۔عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''امید ہے ایک بکری گم ہو جانے کی تیرا مالک پروا نہیں کرے گا، اگر اس نے پوچھا تو کہہ دینا بکری بھیڑیا لے گیا تھا۔ چرواہے نے کہا: پھر اللہ کہاں ہے؟ پھر وہ بار بار بلند آواز سے یہ کہتا: ''اللہ کہاں ہے؟'' اور آسمان کی طرف اشارہ کرتا تھا۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ واپس مدینہ تشریف لائے تو اس چرواہے کے مالک سے ملے، اس سے اس چرواہے کو بکریوں سمیت خرید کر آزاد کر دیا اور بکریاں اسے ہبہ کر دیں۔ ❶

معلوم ہوا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نہ صرف خود نیک تھے بلکہ خدا ترس، نیکی و پارسائی کے انتہائی زیادہ قدر دان بھی تھے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور اتباع نبوی صلی اللہ علیہ وسلم:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اتباع نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں مشہور و معروف تھے۔ اہل علم نے جہاں ان کی دیگر خوبیوں کو اجاگر کیا، وہاں متبع سنت ہونے کے وصف کو نمایاں انداز میں ذکر کیا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ آپ کا تعارف کراتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وَكَانَ مِنْ اَشَدِّ النَّاسِ اِتِّبَاعًا لِلْأَثَرِ" ❷

''آپ لوگوں میں سب سے زیادہ سنت پر عمل کرنے والے تھے۔''

حافظ ابن عبدالبر الاندلسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''آپ پرہیزگار اور صاحب علم تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار کی اتباع میں سب سے زیادہ عامل تھے۔'' ❸

عبداللہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش و آرزو کا بھی احترام کرتے، ایک دفعہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَوْ تَرَكْنَا هٰذَا الْبَابَ لِلنِّسَاءِ))

''اگر ہم یہ دروازہ خواتین کے داخلے کے لیے چھوڑ دیں تو بہتر رہے۔''

نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

---

❶ شعب الایمان للبیهقی : 7/ 223، رقم : 4908.

❷ تقریب التهذیب : 3490.

❸ الاستیعاب : 2/ 346.

"فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ ابْنُ عُمَرَ حَتَّى مَاتَ" ❶

''عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اپنی وفات تک کبھی اس دروازے سے داخل نہیں ہوئے۔''

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہشات کا ادب واحترام کرنے والے اس رجل صالح نے اتباع سنت کی کثیر مثالیں چھوڑیں بطور نمونہ دیکھئے مسند عبداللہ بن عمر حدیث نمبر 6، 18، 39، 57، 60، 61، 35۔

خلاف سنت قول وفعل برداشت نہ کرتے:

آپ رضی اللہ عنہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا خوب اہتمام کرتے، جب بھی کوئی قول وفعل شریعت کے خلاف دیکھتے سخت نوٹس لیتے اور سنت کے برعکس کوئی بات برداشت نہ کرتے تھے۔

مجاہد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا يَمْنَعَنَّ رَجُلٌ اَهْلَهٗ اَنْ يَّاتُوا الْمَسَاجِدَ))

''کوئی آدمی اپنے گھر والوں کو مسجدوں میں آنے سے ہرگز نہ روکے۔''

عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ایک بیٹے نے کہا: ہم تو ان کو روکیں گے۔ یہ سن کر عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

"اُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَتَقُوْلُ هٰذَا"

''میں تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کر رہا ہوں اور تو (ان کو منع کرنیکی) بات کرتا ہے۔''

مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں، عبداللہ رضی اللہ عنہ نے وفات تک اس سے کلام نہیں کیا۔ ❷

زبیر بن عربی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، ایک یمنی نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے حجر اسود کے استلام سے متعلق پوچھا، تو انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ اس کا استلام کرتے اور اسے بوسہ دیتے تھے۔ اس یمنی نے کہا، آپ کا کیا خیال ہے اگر ہجوم ہو جائے یا میں عاجز آ جاؤں تو کیا کروں؟ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ اپنی اگر مگر یمن لے جاؤ، میں نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسے ہاتھ لگاتے اور بوسہ دیتے دیکھا ہے۔ ❸

سالم بن عبداللہ کہتے ہیں ایک شامی نے آپ سے حج تمتع کا مسئلہ پوچھا، تو آپ نے فرمایا: درست ہے، شامی نے کہا: آپ کے والد محترم (عمر رضی اللہ عنہ) نے اس سے منع کیا ہے۔ تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہارا اس

❶ سنن ابی داؤد، الصلاة، باب فی اعتزال النساء فی المساجد عن الرجال : 462۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ مسند احمد : 2/ 36، 4933۔ احمد شاکر نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❸ صحیح بخاری، الحج، باب تقبیل الحجر : 1611.

چیز کے بارے میں کیا خیال ہے جس سے میرے والد نے منع کیا جبکہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی اجازت دی ہو؟ کیا میرے باپ کی بات مانی جائے گی یا رسول اللہ ﷺ کے حکم کی اتباع کی جائے گی؟ اس آدمی نے کہا: رسول اللہ ﷺ کی بات مانی جائے گی تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے تمتع کیا ہے۔ ❶

نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب کسی شخص کو دیکھتے کہ وہ رکوع سے پہلے اور رکوع سے اٹھ کر رفع الیدین نہیں کرتا تو اسے کنکریوں سے مارتے تھے۔ ❷

یہ واقعات عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث رسول ﷺ کے ساتھ والہانہ عقیدت کا مظہر ہیں کہ سنت رسول کی کسی بھی سطح پر مخالفت برداشت نہ کرتے اور اسوۂ رسول ﷺ پر سختی سے کاربند رہتے تھے۔

روشن ہے شمع علم خدا کے کلام میں
نور عمل ہے اسوۂ خیر الانام میں

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور دفاع صحابہ رضی اللہ عنہم:

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین وہ نفوس قدسیہ ہیں جنہیں اللہ رب العزت کی طرف سے خیر امۃ قرار دیا گیا، جن کا زمانہ بہترین تھا، جو امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کے سب سے زیادہ نیک دل، گہرے علم و فقہ کے مالک تھے۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی مصاحبت، اپنی کتاب کی حفاظت اور وراثت نبوت کے لیے منتخب فرمایا، یہ انبیاء کے بعد سب سے زیادہ شان والے ہیں ان کے مقام و مرتبہ میں ان کا کوئی شریک و حصہ دار نہیں، ان کی صداقت و عدالت کو تسلیم کرنا دین کا اصل الاصول ہے۔ ان کا ذکر خیر مؤمن و مسلمان ہونے کی دلیل ہے، ان کا دفاع اسلام و ایمان کا تقاضا ہے۔ عہد صحابہ میں ہی بعض بدطینت افراد کی طرف سے صحابہ پر انگلیاں اٹھنا شروع ہوگئیں۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ پر اعتراض کرنے والوں کو دندان شکن جواب دیئے اور ان کا ناطقہ بند کیا۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابَ مُحَمَّدٍ ﷺ فَـلَمُقَامُ أَحَدِهِمْ سَاعَةً ، خَيْرٌ مِنْ عَمَلِ أَحَدِكُمْ عُمُرَهُ)) ❸

---

❶ سنن ترمذی، الحج، باب ماجاء فی التمتع : 824۔ امام ترمذی نے اسے ''حسن صحیح'' کہا ہے۔

❷ جزء رفع الیدین للبخاری : 15، المجموع شرح مهذب : 3/ 405۔ امام نووی نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے۔

❸ سنن ابن ماجه، السنة، باب فضل اهل البدر : 162۔ محدث البانی نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

''محمد رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کو برا نہ کہو، ایک صحابی کا نبی اکرم ﷺ کی صحبت میں گھڑی بھر رہنا تم میں سے کسی کی زندگی بھر کے اعمال صالحہ سے بہتر ہے۔''

ایک دفعہ ایک مصر کے رہنے والے آدمی نے حج کے موقع پر ایک مجلس میں سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ پر تین اعتراضات کیے، عثمان رضی اللہ عنہ نے غزوہ احد کے موقع پر راہ فرار اختیار کی تھی۔ دوسرا یہ کہ عثمان رضی اللہ عنہ بدر کی لڑائی میں شریک نہ تھے اور تیسرا یہ کہ وہ بیعت رضوان میں بھی شریک نہیں تھے۔

مصری اپنی بات مکمل کر چکا تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنے قریب بٹھایا اور حقیقت حال سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا: احد کی لڑائی سے متعلق میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ نے ان کو معاف کر دیا ہے۔ بدر کی لڑائی میں شریک نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان کے نکاح میں رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی تھیں اور وہ اس وقت بیمار تھیں تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''آپ کو (مریضہ کے پاس ٹھہرنے کا) اتنا ہی اجر وثواب ملے گا جتنا شرکاء بدر کو ملے گا اور اسی کے مطابق مال غنیمت سے حصہ بھی ملے گا اور رہا ان کا بیعت رضوان میں شریک نہ ہونا تو اگر اس موقع پر مکہ کی وادی میں کوئی شخص عثمان رضی اللہ عنہ سے زیادہ عزت والا اور بااثر ہوتا تو نبی اکرم ﷺ اسی کو اس کی جگہ بھیجتے اور بیعت رضوان عثمان رضی اللہ عنہ کے مکہ چلے جانے کے بعد ہوئی اور رسول اللہ ﷺ نے اپنے داہنے ہاتھ سے متعلق فرمایا: ''یہ عثمان کا ہاتھ ہے۔'' اور پھر اسے دوسرے ہاتھ پر رکھ کر فرمایا: ''یہ عثمان کی طرف سے بیعت ہے۔''

پھر ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان اعتراضات کے ساتھ یہ جوابات بھی لیتا جا۔ [1]

ایک مرتبہ ایک عراقی نے آپ رضی اللہ عنہ سے مچھر کے خون کے بارے میں پوچھا جو کپڑے کو لگ جاتا ہے تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کی طرف دیکھو، یہ مچھر کے خون کے بارے میں پوچھ رہا ہے جبکہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے بیٹے (حسین رضی اللہ عنہ) کو شہید کیا ہے اور میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا آپ نے فرمایا:

((إِنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ هُمَا رَيْحَانَتَایَ مِنْ الدُّنْيَا)) [2]

''حسن وحسین دونوں میری دنیا کے پھول ہیں۔''

خلافت میں عدم دلچسپی:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی عظمت و جلالت اور امامت مسلم تھی، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد آپ کو

---

[1] صحيح بخاری، فضائل اصحاب النبیﷺ، باب مناقب عثمان بن عفان: 3698.

[2] سنن ترمذی، المناقب، باب مناقب الحسن والحسين: 3770.

خلافت کی پیش کش بھی ہوئی لیکن آپ نے اس میں بالکل دلچسپی ظاہر نہ کی اور امور خلافت سے خود کو الگ تھلگ رکھا۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: آپ مدینہ کے رہنے والے فقیہ اور علم وعمل میں نہایت بلند پایہ تھے۔ آپ نے غزوۂ خندق میں شرکت کی اور بیعت رضوان کے موقع پر شرف بیعت سے بھی مشرف ہوئے۔ آپ بار خلافت سنبھالنے کی پوری اہلیت رکھتے تھے۔ چنانچہ صفین کے موقع پر علی رضی اللہ عنہ اور فاتح عراق سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ جیسی اہم شخصیات کی موجودگی میں ان کا نام خلافت کے لیے پیش کیا گیا۔ ❶

ایک صحابی نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: آپ اپنی بیعت کیوں نہیں کروا لیتے؟ آپ امیر المؤمنین کے بیٹے ہیں اور خلافت کے سب سے زیادہ حقدار ہیں۔ انہوں نے فرمایا: کیا اس بات پر سارے لوگوں کا اجماع ہو گیا ہے۔ اس صحابی نے کہا: جی ہاں۔ تھوڑے سے لوگوں کو چھوڑ کر سب کا اجماع ہو گیا ہے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہجر (ایک علاقہ) میں تین حبشی بھی اس بات کے خلاف ہوئے تو مجھے خلافت کی کوئی حاجت نہیں ہے۔ ❷

آپ کو امور خلافت میں بالکل دلچسپی نہ تھی اور نہ ہی آپ ولاۃ الامور (مسلم حکمرانوں) کے خلاف خروج کے قائل تھے بلکہ اس کی سخت مخالفت کرتے تھے۔ آپ نے یزید بن معاویہ کی بیعت کی اور اس کو توڑنے سے انکار کیا۔ نافع رحمہ اللہ کہتے ہیں جب اہل مدینہ نے یزید بن معاویہ کی بیعت توڑ دی تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے اہل خانہ اور بچوں کو اکٹھا کیا، انہیں یزید کی بیعت توڑنے سے منع کیا۔ ❸

آپ نے عبداللہ بن مطیع کو بھی یزید بن معاویہ کی بیعت برقرار رکھنے کا حکم دیا اور خروج سے منع کیا۔ ❹

کثرت روایت اور اس کے اسباب:

تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ارشادات نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کو امت تک پہنچانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی، البتہ کچھ صحابہ نے خود کو اس کام کے لیے وقف کر رکھا تھا، اس لیے ایسے صحابہ کی بیان کردہ روایات دیگر صحابہ کی نسبت زیادہ ہیں۔ ان مکثرین صحابہ میں سے ایک عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ کی جملہ مرویات کی تعداد 2630 دو ہزار چھ سو تیس ہے۔

کثرت روایت کے چند اہم اسباب درج ذیل ہیں:

❶ تذکرة الحفاظ اردو : 1/ 51 . ❷ طبقات ابن سعد : 4/ 164 .
❸ صحیح بخاری ، الفتن ، باب اذا قال عند قوم شیئًا ثم خَرج فقال بخلافه : 7111 .
❹ دیکھئے مسند عبد الله بن عمر ، حدیث نمبر : 27 .

(i) قرابت رسول:......آپ کی حقیقی بہن ام المؤمنین سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے نکاح میں تھیں جس کی وجہ سے ابن عمر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کی قرابت کا موقع میسر آیا۔ نتیجتاً سنت رسول کی معرفت حاصل ہوئی اور روایت زیادہ بیان کیں۔

(ii) اسلام میں تقدم:......آپ نے سیکھنے کی عمر میں اسلام قبول کیا۔ بچپن میں ہی اسلام لے آئے جس کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کی رفاقت زیادہ عرصہ میسر آئی، غزوات میں شریک ہوئے، اہم امور اسلام کا خود مشاہدہ کیا جس کی وجہ سے زیادہ روایات جمع ہو گئیں۔

(iii) طلب علم کا شوق:......آپ کو اللہ رب العزت کی طرف سے طلب علم کا شوق پیدا ہوا، آپ رسول اللہ ﷺ کی مجالس میں بیٹھتے تو ہمہ تن گوش رہتے۔ آپ کے اعمال کو بغور دیکھتے، عدم موجودگی کی صورت میں دوسرے صحابہ سے معلومات حاصل کرتے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا اپنا بیان ہے:

((كُنْتُ غُلَامًا شَابًّا عَزَبًا فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكُنْتُ أَبِيتُ فِي الْمَسْجِدِ)) [1]

''میں عہد نبوی ﷺ میں جب غیر شادی شدہ نوجوان تھا تو مسجد میں سوتا تھا۔''

معلوم ہوا کہ طلب علم کے شوق کے ساتھ علم کے لیے آپ کو فراغت بھی حاصل تھی، جس کی وجہ سے آپ کی روایات کی تعداد زیادہ ہوئی۔

(iv) امور خلافت اور فتنوں سے دوری:......عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد پیدا ہونے والے فتنوں سے خود کو دور رکھا، آپ اختلاف اور فرقہ بندی کے سخت خلاف تھے، جنگ جمل و جنگ صفین میں غیر جانبدار رہے، خلافت کی متعدد مواقع پر مختلف افراد کی طرف سے پیش کش ہوئی، اس کو قبول نہ کیا۔ علم وعبادت اور تعلیم وتعلم کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنائے رکھا، لہٰذا آپ کی مرویات کی تعداد زیادہ ہو گئی۔

(v) طول حیات:......آپ نے اسی سال سے زائد عمر پائی، رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ایک طویل مدت تقریباً 62، 63 برس باحیات رہے جس کی وجہ سے آپ کو اسلام کی نشر واشاعت کا موقع ملا، لوگوں نے آپ سے مسائل دریافت کیے اور آپ نے ان کی شرعی رہنمائی کی۔ اس طرح لمبی زندگی بھی روایات میں کثرت کا سبب بنی۔

---

[1] صحیح بخاری، التعبیر، باب الأخذ علی الیمین فی النوم: 7030.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر، سیدنا عثمان، سیدنا ابوذر، سیدنا ابوہریرہ، سیدنا معاذ، سیدنا رافع بن خدیج، سیدہ عائشہ رضوان اللہ علیہم اجمعین وغیرہ سے بھی روایات بیان کیں۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کرنے والوں میں سیدنا عبداللہ بن عباس، سیدنا جابر، آپ کے بیٹے حمزہ، بلال، زید، سالم وعبداللہ، عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے بیٹے ابوسلمہ وحمید، آپ کے والد کے غلام اسلام، آپ کے اپنے غلام نافع کے علاوہ مصعب بن سعد، سعید بن المسیب، عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ، عبداللہ بن دینار، عروہ بن زبیر، مجاہد وغیرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین جیسے جلیل القدر اور عالی مرتبت افراد کے علاوہ خلق کثیر ہے۔

عبادلہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم:

اہل علم محدثین وفقہاء اپنی کتب میں عبادلہ صحابہ کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں۔ ان سے مراد عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن زبیر، عبداللہ بن عمرو بن عاص اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم ہیں۔

وفات:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے 84 سال عمر پائی اور آپ کی وفات مکہ مکرمہ میں 73ھ یا 74ھ میں ہوئی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حسبی اللّٰہ ونعم الوکیل

أخبرنا الشيخُ أبو محمد عبد الرحمن بن أبي الحسن الدارني، قراءةً عليه في سنة ثمانٍ وخمسينَ وخمسائة قال: أخبرنا أبو الفضل أحمدُ بن علي بن الفضل بن الفرات، قراءةً عليه في ذي القعدة من سنة تسعينَ وأربعمائة قال: أخبرنا أبو محمد عبد الرحمن بن عثمان بن القاسم بن معروف بن أبي نصر، قراءة عليه ونحن نسمع في صفر سنة عشرين وأربعمائة قال: أخبرنا أبو علي الحسن بن حبيب بن عبد الملك الحضائري قال:

[1]...... حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ، حَدَّثَنَا أَسِيدُ بْنُ زَيْدٍ الْجَمَّالُ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَطِيَّةَ، عَنْ عَطِيَّةَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: صَحِبْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فِى الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ، فَكَانَ فِي الْحَضَرِ إِذَا صَلَّى الظُّهْرَ صَلَّى أَرْبَعًا، وَبَعْدَهَا ثِنْتَيْنِ، وَإِذَا صَلَّى الْعَصْرَ صَلَّى أَرْبَعًا، وَلَمْ يُصَلِّ بَعْدَهَا شَيْئًا، وَإِذَا صَلَّى الْمَغْرِبَ صَلَّى ثَلَاثًا، وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ، وَإِذَا صَلَّى الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ صَلَّى أَرْبَعًا، وَبَعْدَهَا ثِنْتَيْنِ. وَصَحِبْتُهُ فِي السَّفَرِ فَإِذَا صَلَّى الظُّهْرَ صَلَّى ثِنْتَيْنِ، وَبَعْدَهَا ثِنْتَيْنِ، وَإِذَا صَلَّى الْعَصْرَ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ، وَلَمْ يُصَلِّ بَعْدَهَا شَيْئًا، وَإِذَا صَلَّى الْمَغْرِبَ صَلَّى ثَلَاثًا وَبَعْدَهَا ثِنْتَيْنِ، وَقَالَ هَذَا وِتْرُ النَّهَارِ، يَخْتِمُ بِهِ النَّهَارَ وَيَفْتَتِحُ اللَّيْلَ بِوِتْرٍ، وَإِذَا صَلَّى الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ، وَبَعْدَهَا ثِنْتَيْنِ

تخریج الحدیث مسند احمد: 9/ 452، رقم الحديث: 5634، ابن خزيمه: 2/ 244، رقم الحديث: 1254۔ اس کی سند ضعیف ہے، اس میں عطیہ عوفی ضعیف راوی ہے، اسے امام احمد، مسلم، ابوحاتم اور نسائی نے ضعیف کہا ہے۔

ترجمة الحديث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے کہا: میں حضر اور سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا، آپ حضر میں جب ظہر کی نماز پڑھتے تو چار رکعات (فرض) اور ان کے بعد دو رکعات پڑھتے اور جب عصر کی نماز پڑھتے تو (صرف) چار رکعات (فرض ہی) پڑھتے اور ان کے بعد کوئی نماز نہ پڑھتے اور جب مغرب کی نماز پڑھتے تو تین رکعات (فرض) پڑھتے اور ان کے بعد دو رکعات پڑھتے اور جب عشاء کی

نماز ادا کرتے تو چار رکعات فرض ادا کرتے اور ان کے بعد دو رکعات پڑھتے تھے۔ اور میں سفر میں آپ کے ساتھ رہا تو آپ جب ظہر کی نماز پڑھتے تو دو رکعات (فرض) پڑھتے اور ان کے بعد (بھی) دو رکعات پڑھتے تھے اور جب عصر کی نماز پڑھتے تو (صرف) دو رکعات پڑھتے، ان کے بعد کوئی نماز نہ پڑھتے اور جب مغرب کی نماز پڑھتے تو تین رکعات (فرض) پڑھتے اور ان کے بعد دو رکعات پڑھتے تھے اور کہا: یہ (نماز مغرب) دن کے وتر ہیں جن کے ساتھ دن ختم ہو جاتا ہے اور رات کا آغاز ہوتا ہے اور جب عشاء کی نماز پڑھتے تو دو رکعات پڑھتے اور ان کے بعد (بھی) دو رکعات پڑھتے تھے۔

شرح الحدیث

(1) نماز کی اہمیت وفرضیت

نماز دین اسلام کا بنیادی رکن ہے۔ جس کو ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض کیا گیا، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ ارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ۝ ﴾ (البقرہ: 43)

''اور نماز قائم کرو اور زکاۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔''

شہادتین کے بعد ہر مسلمان سے نماز کی ادائیگی کا تقاضا کیا گیا، رسول اللہ ﷺ نے سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف روانہ کیا تو فرمایا:

((إِنَّكَ تَـقْدِمُ عَلَى قَوْمٍ أَهْلِ كِتَابٍ فَلْيَكُنْ أَوَّلَ مَا تَدْعُوهُمْ اِلٰى اَنْ يُّوَحِّدُوْا اللّٰهَ تَعَالٰى، فَـإِذَا عَرَفُوا اللّٰهَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللّٰهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي يَوْمِهِمْ وَلَيْلَتِهِمْ......)) [1]

''آپ اہل کتاب میں سے ایک قوم کے پاس جا رہے ہیں، لہٰذا سب سے پہلے انہیں اس بات کی دعوت دینا کہ وہ اللہ تعالیٰ کو ایک مانیں، جب وہ یہ سمجھ جائیں تو انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ایک دن اور ایک رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔''

رسول اللہ ﷺ نے سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے ایک دفعہ فرمایا: کیا میں تمہیں دین کی اصل، اس کا ستون اور اس کی چوٹی نہ بتاؤں؟ انہوں نے عرض کیا: کیوں نہیں (ضرور بتائیں) اے اللہ کے رسول! تو آپ ﷺ نے فرمایا:

---

[1] صحیح بخاری، التوحید، باب ماجاء فی دعاء النبی ﷺ...... الخ: 7372، صحیح مسلم، الایمان، باب الدعاء الی الشھادتین وشرائع الاسلام: 19.

((رَأْسُ الْأَمْرِ الْإِسْلَامُ، وَعَمُودُهُ الصَّلَاةُ، وَذِرْوَةُ سَنَامِهِ الْجِهَادُ)) ❶

''تمام معاملات کی اصل اسلام ہے، اس کا ستون نماز ہے اور اس کی چوٹی جہاد فی سبیل اللہ ہے۔''

عہد نبوی میں کسی بھی شخص کے مشرف باسلام ہونے کے بعد اسے سب سے پہلے نماز سکھائی جاتی تھی۔ چنانچہ طارق بن اشیم بیان کرتے ہیں:

((كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَسْلَمَ الرَّجُلُ، كَانَ أَوَّلَ مَايُعَلِّمُنَا الصَّلَاةُ أَوْ قَالَ: عَلَّمَهُ الصَّلَاةَ)) ❷

''جب کوئی آدمی مسلمان ہوتا تو آپ ﷺ اسے سب سے پہلے نماز کی تعلیم دیتے تھے۔''

اخروی نجات کا انحصار پابندی نماز پر ہے۔ جس کے نامۂ اعمال میں نمازیں نہ ہوئیں، ناکام و نامراد رہے گا۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ عَمَلِهِ صَلَاتُهُ، فَإِنْ صَلُحَتْ فَقَدْ أَفْلَحَ وَأَنْجَحَ وَإِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ)) ❸

''یقیناً بندے سے قیامت کے دن سب سے پہلے اس کی نماز کا حساب ہوگا، اگر نماز بالکل صحیح (مکمل) ہوگی تو وہ کامیاب ہوگیا اور نجات پا گیا اور اگر نماز خراب ہوئی تو وہ ناکام اور رسوا ہوگیا۔''

سیدنا ابوقتادہ بن ربعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

((إِنِّي فَرَضْتُ عَلَى أُمَّتِكَ خَمْسَ صَلَوَاتٍ وَعَهِدْتُ عِنْدِي عَهْدًا أَنَّهُ مَنْ جَاءَ يُحَافِظُ عَلَيْهِنَّ لِوَقْتِهِنَّ أَدْخَلْتُهُ الْجَنَّةَ، وَمَنْ لَمْ يُحَافِظْ عَلَيْهِنَّ فَلَا عَهْدَ لَهُ عِنْدِي)) ❹

---

❶ سنن ترمذی الایمان، باب ما جاء فی حرمة الصلوة: 2616، سنن ابن ماجه، الفتن، باب كف اللسان فی الفتنة: 3973، وقال الالبانی: صحیح۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ مسند البزار: 1/ 171، السلسلة الصحیحة: 3030.

❸ سنن نسائی، الصلاة، باب المحاسبة، علی الصلوة: 465، سنن ترمذی، الصلاة، باب ما جاء انّ اول ما یحاسب ...... الخ: 413۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❹ سنن ابن ماجه، اقامة الصلوٰت، باب ما جاء فی فرض الصلوٰت الخمس والمحافظة علیها: 1403، سنن ابی داؤد، الصلوة، باب فی المحافظة علی وقت الصلوة: 430، السلسلة الصحیحة: 4033.

''میں نے آپ کی امت پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں اور میں نے خود سے عہد کیا ہے کہ جو شخص ان کو پابندی سے بروقت ادا کرے گا میں اس کو جنت میں داخل کروں گا اور جو ان کو پابندی سے ادا نہیں کرے گا اس کے حق میں میرا کوئی وعدہ نہیں ہے۔''

(2) حضر میں نماز:

پرامن حالات میں قیام گاہ کے اندر نماز مکمل پڑھنا لازم ہے۔ آغاز اسلام میں نماز دو دو رکعات فرض کی گئی اور بعد ازاں اس میں اضافہ ہوا، چنانچہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

((اَلصَّلَاةُ أَوَّلُ مَا فُرِضَتْ رَكْعَتَيْنِ فَأُقِرَّتْ صَلَاةُ السَّفَرِ وَأُتِمَّتْ صَلَاةُ الْحَضَرِ)) [1]

''ابتداء (اسلام) میں (سفر وحضر) کی دو رکعت نماز فرض کی گئی پھر سفر کی نماز اسی طرح باقی رہی جبکہ حضر کی نماز مکمل کر دی گئی۔''

(3) حضر میں تعداد رکعات:

پانچ نمازوں کی بالترتیب مختصر تعداد رکعات حسب ذیل ہے۔

(i) **نماز فجر**:......نماز فجر کی کل رکعات چار ہیں جن میں دو رکعات سنت اور دو فرض ہیں۔

(ii) **نماز ظہر**:......ظہر کے چار فرائض ہیں ان سے قبل چار سنتیں ہیں، بعد از فرائض دو رکعات ہیں۔

(iii) **نماز عصر** :......نماز عصر کے چار فرض ہیں، عصر سے قبل چار سنتیں پڑھنا بھی احادیث سے ثابت ہے۔ بعض اہل علم کہتے ہیں کہ عصر کے بعد جب تک کہ سورج سفید روشن اور چمکدار ہو دو سنتیں پڑھنا بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، لیکن موقف اتنا مضبوط نہیں ہے۔

(iv) **نماز مغرب** :......اذان مغرب اور جماعت کے درمیان دو رکعات اگر کوئی پڑھنا چاہے تو باعث ثواب ہیں۔ تین فرائض اور پھر دو سنتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں۔

(v) **نماز عشاء**:...... چار رکعات فرض ہے، فرضوں کے بعد دو سنتیں اور پھر نماز وتر پڑھی جائے گی۔

نماز وتر کے بعد دو رکعتیں پڑھنا بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ ابتداءً آپ کھڑے ہو کر پڑھا کرتے

---

[1] صحيح بخارى، الجمعة، باب يقصر اذا خرج من موضعه : 1090، صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة المسافرين وقصرها : 685.

تھے، آخر عمر میں بدن بھاری ہونے کی وجہ سے بیٹھ کر پڑھا کرتے تھے۔

(4) فرائض کے ساتھ بارہ رکعات کی فضیلت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نفل نماز کی بہت زیادہ ترغیب دی ہے۔ فرض نمازوں کے ساتھ پہلے اور بعد میں بارہ رکعات ادا کرنے کی بڑی فضیلت ہے۔ ام المؤمنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يُصَلِّي لِلّٰهِ كُلَّ يَوْمٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً تَطَوُّعًا غَيْرَ فَرِيضَةٍ إِلَّا بَنَى اللّٰهُ لَهٗ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ)) ❶

''جو مسلمان بندہ روزانہ اللہ تعالیٰ کے لیے فرضوں کے علاوہ بارہ رکعات نفل ادا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک گھر بنا دیتا ہے۔''

ام المؤمنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے ان بارہ رکعات کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرمایا: چار رکعات سنتیں ظہر کے فرضوں سے پہلے اور دو فرضوں کے بعد، دو سنتیں مغرب کے فرضوں کے بعد، دو سنتیں عشاء کے فرائض کے بعد جبکہ دو سنتیں فجر کے فرضوں سے پہلے ہیں۔ ❷

(5) نماز سفر:

حالت سفر میں چار رکعت والی فرض نماز کو کم کر کے دو رکعت ادا کرنے کی سہولت ہے اور اس کو نماز قصر کہتے ہیں۔ اگر کوئی آدمی سفر پر نکلے تو وہ گھر لوٹنے تک قصر کرسکتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ﴾ (النساء : 101)

''اور جب تم زمین میں سفر کرو تو تم پر کوئی گناہ نہیں کہ نماز قصر کرلو۔''

سیدنا یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز قصر سے متعلق فرمایا:

((صَدَقَةٌ تَصَدَّقَ اللّٰهُ بِهَا عَلَيْكُمْ فَاقْبَلُوا صَدَقَتَه)) ❸

''یہ اللہ کی طرف سے تم پر صدقہ ہے لہٰذا اس کے صدقے کو قبول کرو۔''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

---

❶ صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب فضل السنن الراتبة ...... الخ : 728.

❷ سنن ترمذی، الصلاة، باب من صلى في يوم وليلة ...... الخ : 415، امام ترمذی نے اسے ''حسن صحیح'' کہا ہے۔

❸ صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة المسافرين وقصرها : 686.

((فَرَضَ اللّٰهُ الصَّلٰوةَ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّكُمْ ﷺ فِى الْحَضَرِ أَرْبَعًا وَّفِى السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ وَفِى الْخَوْفِ رَكْعَةً)) ❶

''اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی ﷺ کی زبان سے حضر میں چار رکعات اور سفر میں دو رکعات اور خوف میں ایک رکعت فرض کی ہے۔''

دوران سفر نماز قصر کرنا اولیٰ و بہتر ہے۔ البتہ پوری نماز بھی جائز ہے۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ عمرہ کرنے گئی۔ جب میں مکہ پہنچی تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! آپ نماز قصر پڑھتے رہے جبکہ میں پوری نماز پڑھتی رہی۔ آپ روزہ چھوڑتے رہے جبکہ میں روزہ رکھتی رہی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((أَحْسَنْتِ يَا عَائِشَةُ)) ❷

''عائشہ تو نے ٹھیک کیا۔'' آپ نے مجھ پر اس بات کا عیب نہیں لگایا۔

دوران سفر فرض نماز کے علاوہ سنن معاف ہیں۔ البتہ اگر کوئی انسان نفلی نماز پڑھنا چاہے تو اس کے لیے گنجائش موجود ہے۔

[2]...... حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِى لَيْلَى ، عَنْ عَطِيَّةَ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، قَالَ: سَأَلَ عُمَرُ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الْجُنُبِ يُرِيدُ أَنْ يَنَامَ ، قَالَ: ((يَتَوَضَّأُ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ)) ، وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَطْعَمَ يَتَوَضَّأُ .

تخریج الحدیث مسند احمد : 1/ 254، رقم الحديث : 94، سنن ترمذی، الطهارة، باب فی الوضوء للجنب اذا اراد ان نیام، رقم الحديث : 120 ، اس کی سند میں عطیہ عوفی اور ابن ابی لیلیٰ ضعیف راوی ہیں، لیکن دوسری اسناد کی بناء پر محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمة الحدیث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے کہا: عمر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے جنبی سے متعلق دریافت کیا جو سونا چاہتا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ نماز کے وضو کی طرح وضو کرے (اور سو جائے)۔'' اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب (حالت جنابت میں) کھانا تناول کرنا چاہتے تو وضو کر لیتے تھے۔

---

❶ صحيح مسلم ، صلاة المسافرين وقصرها ، باب صلاة المسافرين وقصرها : 687 .

❷ سنن نسائی ، تقصير الصلاة فى السفر ، باب المقام الذى يقصر بمثله الصلاة : 1457 .

شرح الحدیث

(1) طہارت و نظافت کی اہمیت:

دین اسلام دین فطرت ہے۔ یہ فطرت سلیمہ کے ہر تقاضے کو پورا کرتا ہے اور اس سے متعلق مکمل راہنمائی مہیا کرتا ہے۔ طہارت و صفائی عین فطرت انسان ہے۔ اس لیے نزول وحی کے آغاز میں ہی رسول اللہ ﷺ کو اللہ رب العزت نے فرمایا:

﴿ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۝ ﴾ (المدثر : 4، 5)

''اپنے کپڑے پاک رکھیے اور گندگی سے دور رہیے۔''

اللہ تعالیٰ نے اہل قباء کی کمال حصول طہارت کی بنا پر تعریف فرمائی، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا ۚ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ ۝ ﴾ (التوبہ : 108)

''اس (بستی) میں ایسے لوگ ہیں جو خوب صاف ستھرا رہنا پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اچھی طرح پاک رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔''

یہ خصوصیت صرف دین اسلام کو حاصل ہے کہ اس نے طہارت و نظافت کو نصف ایمان قرار دیا ہے۔ سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((الطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ)) [1]

''صفائی نصف ایمان ہے۔''

(2) موجبات الغسل:

طہارت و پاکیزگی کے حصول کے لیے مخصوص طریقہ سے پاک پانی کو بدن پر بہانے کا نام غسل ہے۔ چند مخصوص کیفیات میں غسل کرنا واجب ہو جاتا ہے۔

i: منی کا نکلنا، خواہ جماع سے ہو یا احتلام سے یا ویسے شہوت وغیرہ سے نکلے، اس سے غسل واجب ہو جاتا ہے۔

ii: خاوند و بیوی کی شرمگاہوں کے ملاپ سے بھی غسل واجب ہو جاتا ہے اگرچہ انزال نہ بھی ہو۔

iii: اگر کوئی مسلمان فوت ہو جائے تو اس کو غسل دے کر دفنانا واجب ہے۔ البتہ کفار کے ساتھ معرکوں میں لڑتے ہوئے شہادت کے مرتبہ پر فائز ہونے والوں کو بغیر غسل دفنا دینا درست ہے۔

---

[1] صحیح مسلم، الطهارة، باب فضل الوضوء : 223.

iv: جب کوئی کافر اسلام قبول کرے تو اس پر غسل واجب ہے۔

v: حیض ونفاس کا خون ختم ہونے پر خواتین کے لیے غسل کرنا لازم وضروری ہے۔

(3) جنابت کے احکام:

(i) حالت جنابت میں نماز کی ادائیگی کرنا، بیت اللہ کا طواف کرنا یا کسی بھی مسجد میں قیام کرنا ممنوع ہے۔

(ii) جنبی آدمی گھریلو کام، کاج، میل ملاقات وغیرہ کر سکتا ہے۔

(iii) حالت جنابت میں سونا اور کھانا بھی جائز ہے، اگر جنبی غسل کیے بغیر سونا چاہے تو وضو کر کے سو سکتا ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حالت جنابت میں سونے کا ارادہ کرتے تو اپنی شرمگاہ کو دھو لیتے اور نماز والا وضو فرما لیتے تھے۔ ❶

(iv) اگر جنبی کھانے کے لیے بھی وضو کر لے تو بہت اچھا ہے کیونکہ اس سے اگرچہ جنابت دور نہیں ہوتی لیکن ایک قسم کی طہارت حاصل ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی شخص کھانے کے لیے وضوء نہ بھی کرے، صرف ہاتھ دھونے پر اکتفا کر لے تو بھی جائز ہے، ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب حالت جنابت میں سونے کا ارادہ کرتے تو وضوء فرما لیتے اور جب کھانے کا ارادہ کرتے تو ہاتھ دھو لیتے تھے۔ ❷

[3]...... وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ، فَصَلَّيْتُ مَعَهُ فِي الْحَضَرِ الظُّهْرَ أَرْبَعًا، وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ، وَالْعَصْرَ أَرْبَعًا، لَيْسَ بَعْدَهَا شَيْءٌ، وَالْمَغْرِبَ ثَلَاثًا، وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ، وَالْعِشَاءَ أَرْبَعًا، وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ. وَصَلَّيْتُ مَعَهُ فِي السَّفَرِ الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ، وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ، وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ، لَيْسَ بَعْدَهَا شَيْءٌ، وَالْمَغْرِبَ ثَلَاثًا، وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ، وَهِيَ وِتْرُ النَّهَارِ، فَلَا يُنْتَقَصُ مِنْهَا فِي السَّفَرِ وَلَا فِي الْحَضَرِ، وَالْعِشَاءَ رَكْعَتَيْنِ، وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ

تخریج الحدیث تخریج حدیث نمبر 1 کے تحت گزر چکی ہے۔

ترجمة الحدیث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

---

❶ صحيح بخارى، الغسل، باب الجنب يتوضأ ثم ينام: 288.

❷ سنن نسائى، الطهارة، باب اقتصار الجنب على غسل يديه ...... الخ: 257، سنن ابى داؤد، الطهارة، باب الجنب يأكل: 223۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ساتھ حضر اور سفر میں نماز پڑھی تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضر میں ظہر کی نماز چار رکعات (فرض) اور اس کے بعد دو رکعات ادا کیں اور عصر کی نماز کی چار رکعات (فرض) ادا کیں، اس کے بعد کچھ نہیں پڑھا اور مغرب کی نماز تین رکعات (فرض) اور ان کے بعد دو رکعات پڑھیں اور عشاء کی نماز چار رکعات (فرض) اور اس کے بعد دو رکعات ادا کی اور میں نے آپ کے ساتھ سفر میں ظہر کی نماز دو رکعات (فرض) اور اس کے بعد دو رکعات ادا کی اور عصر کی نماز (صرف) دو رکعات ادا کی اور ان کے بعد کچھ نہ پڑھا اور مغرب کی نماز تین رکعات (فرض) اور اس کے بعد دو رکعات (فرض) پڑھی اور یہ نماز دن کی وتر (نماز) ہے۔ سفر اور حضر میں اس میں کمی نہیں ہوتی اور عشاء کی نماز دو رکعات (فرض) اور اس کے بعد دو رکعات پڑھی۔

شرح الحديث فوائد کے لیے دیکھئے حدیث نمبر 1۔

[4]...... وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنِ اقْتَنَى كَلْبًا إِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ، أَوْ كَلْبَ مَاشِيَةٍ، أَوْ كَلْبَ مَخَافَةٍ، نَقَصَ مِنْ عَمَلِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطَانِ)) ، قِيلَ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ، إِنَّا كُنَّا نَسْمَعُ: ((قِيرَاطٌ)) ، قَالَ: سَمِعَ أُذُنَايَ وَالَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((قِيرَاطَانِ)) ، قَالَ مُحَمَّدٌ: فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِنَافِعٍ فَقَالَ: قَدْ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ: وَلَمْ أَسْمَعْهُ يَقُولُ: ((كَلْبَ مَخَافَةٍ)) .

تخريج الحديث صحيح بخاری، الذبائح والصيد، باب من اقتنى كلباً ليس بكلب صيد او ما شية، رقم الحديث: 548، صحيح مسلم، المساقاة، باب الامر بقتل الكلاب: 1574، عن عبد الله بن دينار عن ابن عمر، مؤطا امام مالك: 2/ 561، رقم الحديث: 2778 عن نافع عن ابن عمر.

ترجمة الحديث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جس نے کتا پالا شکار کے کتے یا جانوروں کی رکھوالی کے یا دشمن کو ڈرانے والے کتے کے علاوہ تو روزانہ اس کے (نیک) عمل سے دو قیراط کم ہو جاتے ہیں۔‘‘ (عبداللہ بن عمر سے) سوال ہوا، ابوعبدالرحمٰن! ہم تو ایک قیراط سنتے ہیں، تو انہوں نے فرمایا: مجھے اس ذات کی قسم! جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق ہیں، میرے کانوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ دو قیراط کہہ رہے تھے۔ محمد بن عبدالرحمٰن، ابن ابی لیلیٰ کہتے ہیں: میں نے یہ بات نافع رحمہ اللہ سے ذکر کی تو انہوں نے کہا: میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو یہ حدیث بیان کرتے ہوئے سنا، لیکن میں نے کلب

مخافة (ڈرانے والے کتے) کے الفاظ ان سے نہیں سنے۔

شرح الحدیث

(1) کتا رکھنا:

کھیتی، مویشیوں کی حفاظت اور شکار کے لیے کتا رکھنا جائز ہے۔ ان مقاصد کے علاوہ کتے کو پالنے یا گھر میں رکھنے کی شرعاً ممانعت ہے اور اس میں بہت سے مفاسد ہیں۔

سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا تَصَاوِيرُ)) [1]

''فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جہاں کتا اور تصاویر ہو۔''

بلا ضرورت کتا رکھنے والے کے اجر و ثواب سے روزانہ ایک یا دو قیراط کم کر دیئے جاتے ہیں۔ قیراط کی وضاحت کرتے ہوئے شیخ الحدیث حافظ محمد امین رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: ''ایک قیراط سے مراد کیا ہے؟ اس میں تفصیل ہے اور وہ اس طرح کہ قیراط کا اطلاق دو طرح کے وزن پر ہوتا ہے، ایک انتہائی معمولی وزن اور دوسرا انتہائی غیر معمولی وزن پر، معمولی وزن پر اس طرح کہ ایک دینار بیس قیراط کا ہوتا ہے اور دینار ساڑھے چار ماشے یعنی 4.374 گرام کا ہوتا ہے گویا ایک قیراط کا وزن تقریباً 220 ملی گرام بنتا ہے۔ دوسری قسم کا قیراط وہ ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احد پہاڑ کے برابر قرار دیا ہے۔ اس کی مقدار کو اللہ ہی جانتا ہے۔

یہاں اس حدیث میں قیراط سے مراد کون سا قیراط ہے؟ تو اس کی بابت اہل علم کی آراء مختلف ہیں۔ بعض اہل علم نے اس سے معمولی وزن مراد لیا ہے جبکہ بعض نے غیر معمولی وزن، ہمارا رجحان پہلی رائے کی طرف ہے۔ اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ شریعت مطہرۃ کا مزاج نرمی کرنا ہے، سختی اور شدت نہیں اور نرمی پہلی صورت میں ہے نہ کہ دوسری میں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مطلقاً قیراط فرمایا ہے، کسی قسم کا تعین نہیں کیا، یہ تو معلوم بات ہے کہ اللہ کا فضل و کرم اور اس کی رحمت، اس کے غصے اور سزا سے کہیں زیادہ وسیع ہے۔ اس لیے سزا میں تخفیف اور فضل میں تکثیر والے ضابطے کی بنیاد پر بھی یہی بات راجح معلوم ہوتی ہے کہ قیراط سے مراد پہلی صورت ہے اور یہی ارحم الراحمین کے فضل و کرم اور اس کی رحمت و مہربانی کا تقاضا ہے۔

---

[1] صحیح بخاری، اللباس، باب التصاویر: 5949، صحیح مسلم، اللباس والزینة، باب تحریم تصویر صورة الانسان: 2106.

﴿وَ رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ﴾ (الاعراف : 156)

اس سب کے باوجود حتمی اور یقینی طور پر صرف ایک بات کہی جا سکتی ہے کہ اللہ ہی کے علم میں ہے کہ اس حدیث میں قیراط سے مراد کون سا قیراط ہے؟ بہرحال ایک مؤمن شخص کو اس سے بھی بچنا چاہیے کہ وہ کسی ایسے کام کا مرتکب ہو کہ جس کی وجہ سے اس کے نیک اعمال میں سے ذرہ بھر کمی کر دی جائے۔ اعاذنا اللّٰه منه۔ ❶

(2) کتوں کو مارنے کا حکم:

آغاز میں رسول اللہ ﷺ نے کتوں کو مارنے کا حکم دیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ہر قسم کے کتوں کو مارا جیسا کہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے جبریل امین علیہ السلام نے عرض کیا: ہم کسی ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو تو اس دن آپ نے صبح کے وقت کتے مارنے کا حکم ارشاد فرمایا حتی کہ آپ چھوٹے چھوٹے کتے مارنے کا بھی حکم دیتے تھے۔ ❷

بعد ازاں رسول اللہ ﷺ نے کالے کتے کے علاوہ دیگر کتوں کو مارنے سے منع کر دیا۔ چنانچہ سیدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَوْلَا أَنَّ الْكِلَابَ أُمَّةٌ مِنَ الْأُمَمِ لَأَمَرْتُ بِقَتْلِهَا فَاقْتُلُوا مِنْهَا الْأَسْوَدَ الْبَهِيمَ)) ❸

''اگر یہ بات نہ ہوتی کہ کتے بھی ایک مخلوق ہیں تو میں ان سب کو مار دینے کا حکم دیتا، اب تم خالص سیاہ کتے کو قتل کرو۔''

(3) صرف اللہ کے نام کی قسم اٹھانا:

اپنی بات میں تاکید و پختگی پیدا کرنے کے لیے قسم اٹھانا جائز ہے۔ بلاوجہ، فضول اور لغو قسموں کو شرعاً ناپسند کیا گیا ہے۔ اگر کہیں قسم اٹھانے کی نوبت آ جائے تو صرف اللہ رب العزت کے اسماء و صفات کی قسم اٹھانی چاہیے۔ غیر اللہ کی قسم اٹھانا ممنوع ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ دوران سفر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے آ کر ملے جبکہ وہ سواروں کی ایک جماعت میں محو سفر تھے اور اپنے باپ کی قسم کھا رہے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

❶ سنن نسائی مترجم : 6/ 268، 267 ، دارالسلام.

❷ سنن نسائی، الصید والذبائح، الامر بقتل الکلاب : 4281.

❸ سنن ابی داؤد، الصید، باب فی اتخاذ الکلب الصید وغیرہ : 2845، سنن ترمذی، الأحکام، باب ما جاء فی قتل الکلاب : 1486، امام ترمذی نے اسے ''حسن صحیح'' کہا ہے۔

((أَلَا إِنَّ اللَّهَ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ فَمَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللَّهِ أَوْ لِيَصْمُتْ.)) [1]

''خبردار! بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہیں باپ دادوں کی قسم کھانے سے منع کیا ہے۔ جسے قسم کھانی ہے اسے چاہیے کہ اللہ ہی کی قسم کھائے یا خاموش رہے۔''

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بات میں تاکید اور پختگی کے لیے ''والذی لا اله الا هو'' کہا۔

(4) کتاب وسنت کی تعلیم میں سامع کو جہاں شک گزرے اسے سوال کے ذریعے اپنی تسلی کر لینی چاہیے۔

(5) اہل علم وفضل سے دینی علوم میں رسوخ اور یقین کے لیے سوال کرنا طریقہ سلف ہے۔

(6) کسی بھی صاحب علم کو اپنی تسلی وتشفی کے لیے ٹوکنا یا اس سے سوال کرنا، توہین و بے ادبی نہیں ہے۔

(7) سلف باہمی علمی مذاکروں کا انعقاد کرتے تھے۔

[5]...... حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى قَالَ أَنْبَأَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ عَطِيَّةَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ صَلَاةِ اللَّيْلِ، فَقَالَ: ((مَثْنَى مَثْنَى، فَإِنْ خَشِيَ الصُّبْحَ فَوَاحِدَةٌ)).

تخریج الحدیث صحیح بخاری، الصلاة، باب الحلق والجلوس فی المسجد، رقم الحدیث: 472، صحیح مسلم، المساجد و مواضع الصلاة، باب صلاة اللیل مثنیٰ مثنیٰ والوتر رکعة من اٰخر اللیل، رقم الحدیث: 749، نافع عن ابن عمر.

ترجمة الحدیث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے کہا: ایک آدمی نے نبی اکرم ﷺ سے رات کی نماز سے متعلق دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: دو دو رکعت ہے اور اگر صبح (کے طلوع ہونے) کا خدشہ ہو تو ایک رکعت پڑھ لے۔

شرح الحدیث

(1) قیام اللیل کی ترغیب:

شریعت میں نماز کی بہت زیادہ ترغیب دلائی گئی ہے۔ فرض نماز کے بعد افضل ترین نماز قیام اللیل، نمازِ تہجد ہے۔

---

[1] صحیح بخاری، الایمان والنذور، باب لا تحلفوا بآبائکم: 6646، صحیح مسلم، الأیمان، باب النهی عن الحلف بغیر الله تعالیٰ: 1646.

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ شَهْرُ اللّٰهِ الْمُحَرَّمُ، وَأَفْضَلُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْفَرِيضَةِ صَلٰوةُ اللَّيْلِ)) ❶

''رمضان المبارک کے بعد افضل ترین روزے اللہ تعالیٰ کے مہینے محرم الحرام کے ہیں اور فرض نمازوں کے بعد افضل ترین نماز رات کی نماز (تہجد) ہے۔''

ایک دفعہ دوران سفر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

((اَلَا أَدُلُّكَ عَلٰى اَبْوَابِ الْخَيْرِ؟))

''کیا میں تمہاری خیر کے دروازوں کی طرف رہنمائی نہ کروں؟''

پھر آپ نے ارشاد فرمایا:

((اَلصَّومُ جُنَّةٌ، وَالصَّدَقَةُ تُطْفِيءُ الْخَطِيْئَةَ كَمَا يُطْفِيءُ الْمَآءُ النَّارَ، وَصَلَاةُ الرَّجُلِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ)) ❷

''روزہ (گناہوں سے بچاؤ کے لیے) ڈھال ہے اور صدقہ گناہوں کو اس طرح مٹا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھاتا ہے اور آدمی کا رات کے دوران میں نماز (تہجد) پڑھنا۔''

نماز تہجد، قیام اللیل کا اہتمام کرنے والے میاں بیوی کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحمت فرمائے جو رات کو اٹھا پھر نماز تہجد پڑھی اور اپنی بیوی کو بھی نماز کے لیے جگایا، اگر عورت نہ جاگی تو خاوند نے اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے اور اس عورت پر بھی اللہ رحمت فرمائے جو رات کو اٹھی، پھر نماز تہجد پڑھی اور اپنے خاوند کو نماز کے لیے جگایا، اگر خاوند، غلبہ نیند کی وجہ سے نہ جاگا تو بیوی نے اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے۔'' ❸

---

❶ صحيح مسلم، الصيام، باب فضل صوم المحرم: 1163.

❷ سنن ترمذى، الايمان، باب ما جاء فى حرمة الصلاة: 2616، سنن ابن ماجه، الفتن، باب كف اللسان فى الفتنة: 3973، امام ترمذی نے اسے ''حسن صحیح'' کہا ہے۔

❸ سنن ابى داؤد، التطوع، باب قيام الليل: 1308، سنن نسائى، قيام الليل، باب الترغيب فى قيام الليل: 1611، صحيح ابن خزيمة: 1148، صحيح ابن حبان: 646.

(2) قیام اللیل کا وقت:

نماز تہجد، قیام اللیل کا وقت نماز عشا کے بعد سے لے کر فجر کی اذان تک ہے۔اس دوران رات کے کسی بھی حصہ میں نماز تہجد پڑھی جاسکتی ہے۔تہجد کے لیے عشاء کے بعد سونا ضروری نہیں۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَـنْ خَـافَ أَنْ لَّا يَـقُومَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ فَلْيُوتِرْ اَوَّلَهٗ، وَمَنْ طَمِعَ أَنْ يَقُومَ آخِرَهٗ فَلْيُوتِرْ آخِرَ اللَّيْلِ، فَإِنَّ صَلٰوةَ آخِرِ اللَّيْلِ مَشْهُودَةٌ وَذٰلِكَ أَفْضَلُ)) ❶

''جسے خدشہ ہو کہ رات کے آخر حصے میں نہیں جاگ سکے گا اسے رات کے پہلے حصے میں نماز وتر پڑھ لینی چاہیے اور جسے آخری حصے میں جاگ آنے کی امید ہو وہ آخری حصے میں نماز وتر ادا کرے۔ یقیناً آخر رات کی نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور یہ سب سے افضل (نماز) ہے۔''

(3) قیام اللیل کی کیفیت:

اکثر اوقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گیارہ رکعات قیام اللیل کا معمول رہا۔ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عشاء سے فارغ ہونے کے بعد فجر تک گیارہ رکعات نماز پڑھتے تھے۔ ہر دو رکعات کے بعد سلام پھیرتے اور ایک رکعت وتر ادا کرتے تھے۔ ❷

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

((كَـانَـتْ صَلٰوةُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِـنَ الـلَّيْـلِ عَشَرَ رَكَعَاتٍ، وَيُوتِرُ بِسَجْدَةٍ، وَيَرْكَعُ رَكْعَتَيْ الْفَجْرِ فَتِلْكَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً)) ❸

''کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو دس رکعات پڑھتے اور ان کے بعد ایک وتر پڑھتے اور اس کے بعد فجر کی دو سنتیں ادا فرماتے تھے اور یہ سب ملا کر کل تیرہ رکعتیں ہوئیں۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز دو دو رکعات ہوتی تھی اور آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی یہی تعلیم دی ہے۔

(4) وتروں کی تعداد:

وتر کی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے جسے آپ نے کبھی بھی ترک نہیں کیا، لہٰذا اسے بلا عذر ترک کرنا

❶ صحیح مسلم، صلاة المسافرین، باب من خاف أن لا یقوم ...... الخ : 1767.

❷ صحیح مسلم، صلاة المسافرین، باب صلاة اللیل : 736.

❸ صحیح مسلم، صلاة المسافرین وقصرها، باب صلاة اللیل : 738.

درست نہیں، ایک، تین، پانچ، سات، نو وتر رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہیں۔ان میں سے کسی کو بھی اختیار کیا جا سکتا ہے۔بعض الناس کا یہ کہنا کہ تین رکعت سے کم یا زیادہ وتر پڑھنا درست نہیں، بلا دلیل ہے۔

(5) ایک رکعت وتر:

وتر کی ایک رکعت رسول اللہ ﷺ سے قولاً، فعلاً ثابت ہے۔اصحاب رسول ﷺ کا اس پر عمل رہا۔سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلْوِتْرُ رَكْعَةٌ مِّنْ آخِرِ اللَّيْلِ)) ❶

''وتر رات کے آخر میں ایک رکعت ہے۔''

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک رکعت وتر ادا کرتے تھے۔ ❷

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا گیا کہ امیر المؤمنین سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے صرف ایک رکعت نماز وتر پڑھی ہے تو انہوں نے کہا:

((اِنَّهٗ فِقِيْهٌ)) ❸

''وہ (معاویہ رضی اللہ عنہ) فقیہ انسان ہیں۔''

[6]...... حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ، حَدَّثَنَا عَاصِمٌ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: جَاءَ عُبَيْدٌ إِلَى أَبِي فَقَالَ: أَتَيْتُ ابْنَ عُمَرَ فَسَأَلْتُهُ عَنْ خِصَالٍ، فَقَالَ لِي: هَاتِ، فَإِنَّكَ لَا تَزَالُ تَأْتِينِي بِشَيْءٍ قُلْتُ: رَأَيْتُكَ لَا تَمْسَحُ مِنْ هَذِهِ الْأَرْكَانِ إِلَّا الرُّكْنَ الْيَمَانِيَّ وَالرُّكْنَ الَّذِي فِيهِ الْحَجَرُ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَصْنَعُ ذَلِكَ، قَالَ: وَرَأَيْتُكَ لَا تَلْبَسُ مِنْ هَذِهِ النِّعَالِ إِلَّا السِّبْتِيَّةَ - قَالَ عَاصِمٌ: السِّبْتِيَّةُ تُحْلَقُ وَتُدْبَغُ لَيْسَ فِيهِ شَعَرٌ - قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَصْنَعُ ذَلِكَ يَتَوَضَّأُ فِيهَا وَيُصَلِّي فِيهَا وَيَسْتَحِبُّهَا.

تخريج الحديث صحيح بخارى، الوضو، باب غسل الرجلين فى النعلين، رقم الحديث: 166، 5851، صحيح مسلم، الحج، باب الاهلال من حيث "تنبعث الراحلة، رقم الحديث: 1187.

❶ صحيح مسلم، صلاة المسافرين وقصرها، باب صلاة الليل مثنىٰ مثنىٰ ...... الخ: 752.

❷ صحيح مسلم، صلاة المسافرين وقصرها، باب صلاة الليل: 736.

❸ صحيح بخارى، فضائل اصحاب النبى ﷺ، باب ذكر معاوية رضي الله عنه: 3765.

ترجمة الحديث عبید بن جریج سے مروی ہے انہوں نے کہا: عبید میرے باپ کے پاس آئے اور عرض کیا: میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا اور ان سے کچھ کاموں سے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے کہا: بیان کریں آپ ہمیشہ میرے پاس کسی مقصد سے ہی آئے ہیں۔ میں نے پوچھا: میں نے آپ کو رکن یمانی اور حجر اسود کے علاوہ کسی اور رکن کو چھوتے نہیں دیکھا تو انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہی کرتے دیکھا ہے۔ ابن جریج نے کہا: میں نے آپ کو صرف سبتی جوتے ہی پہنے ہوئے دیکھا ہے۔ عاصم نے کہا: سبتی جوتے سے مراد وہ جوتا ہے جو چمڑے کو صاف کرنے اور رنگنے کے بعد جس میں بال نہ ہوں، تیار ہوا انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح کرتے (سبتی جوتے پہنے) دیکھا۔ آپ اس میں وضو کرتے اور اس میں نماز ادا کرتے اور اس کو پسند فرماتے تھے۔

شرح الحديث

(1) أركان الكعبہ:

کعبہ کے کل چار ارکان ہیں۔ رکن یمانی اور حجر اسود کو ''رکنین یمانیین'' کہتے ہیں جبکہ دوسرے دونوں ارکان کو ''رکنین شامیین'' کہتے ہیں۔

رکن یمانی بیت اللہ کی جنوبی دیوار میں حجر اسود والے کونے سے پہلے کونے کو کہتے ہیں۔ طواف کعبہ کے دوران رکن یمانی کو ہاتھ سے چھونا سنت وثواب ہے۔ مگر رکن یمانی کو بوسہ دینا یا اسے ہاتھ سے چھو کر اپنے ہاتھ کو چومنا ثابت نہیں۔ اسی طرح اگر رش کی وجہ سے اسے چھونا ممکن نہ ہو تو اس کی طرف اشارہ کرنا بھی ضروری نہیں۔

طواف کعبہ کا آغاز حجر اسود سے ہوتا ہے اور اس پر ایک چکر مکمل ہوگا۔ حجر اسود کو بوسہ دینا، اس کو کسی چیز (ہاتھ، لاٹھی وغیرہ) سے چھو کر اسے بوسہ دینا مسنون ہے۔ البتہ صرف اشارہ کر کے اس چیز کو بوسہ دینا ثابت نہیں۔

(2) حجر اسود اور رکن یمانی کو چھونے کی فضیلت:

کعبۃ اللہ کے ان دو کونوں کو چھونا مسنون ہے۔ احادیث میں اس کی فضیلت بھی بیان کی گئی ہے۔

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود سے متعلق فرمایا:

((وَاللّٰهِ لَيَبْعَثَنَّهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَهُ عَيْنَانِ يُبْصِرُ بِهِمَا ، وَلِسَانٌ يَنْطِقُ بِهِ يَشْهَدُ عَلٰى مَنِ اسْتَلَمَهُ بِحَقٍّ))[1]

---

[1] سنن ترمذی، الحج، باب ما جاء في الحجر الاسود: 961، سنن ابن ماجه، المناسك، باب استلام الحجر: 2944، محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

''اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کو اٹھائیں گے۔ اس کی دو آنکھیں ہوں گی جس سے یہ دیکھے گا اور اس کی زبان ہوگی جس سے بولے گا۔ اور اس آدمی کے لیے گواہی دے گا جس نے حق کے ساتھ اسے بوسہ دیا یا چھوا ہوگا۔''

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے حجر اسود اور رکن یمانی کے استلام سے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

((اِنَّ مَسْحَهُمَا يَحُطَّانِ الْخَطِيْئَةَ)) ❶

''ان دونوں (حجر اسود اور رکن یمانی) کو چھونا گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔''

حجر اسود اور رکن یمانی کے ان فضائل کا قطعاً یہ مطلب نہیں کہ بھیڑ کی شکل میں دھکم پیل کرتے ہوئے دیگر حجاج اور معتمرین کے ساتھ زور آزمائی کر کے بہرصورت بوسہ لیا جائے بلکہ رش کی صورت میں کسی دوسری چیز سے حجر اسود کو چھونا یا صرف اشارہ کرنا بھی مسنون ہے اور اس سے بھی حجر اسود کو بوسہ دینے کی فضیلت حاصل ہو جائے گی۔ لہٰذا دھکم پیل سے احتراز کرنا چاہیے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

((يَا عُمَرُ اِنَّكَ رَجُلٌ قَوِيٌّ فَلَا تُؤْذِ الضَّعِيْفَ وَاِذَا اَرَدْتَّ اِسْتَلَامَ الْحَجْرِ، فَاِنْ خَلَالَكَ فَاسْتَلِمْهُ وَاِلَّا فَاسْتَقْبِلْهُ وَكَبِّرْ)) ❷

''اے عمر! تو طاقت ور آدمی ہے لہٰذا کمزور کو تکلیف نہ پہنچانا، جب حجر اسود کے استلام کا ارادہ ہو اور وہ تمہیں خالی مل جائے تو اس کا استلام کر لو ورنہ رش کی صورت میں اس کی طرف منہ کر کے ''اللہ اکبر'' کہو (اور اشارہ کرتے ہوئے طواف شروع کر دو۔)''

(3) سبتی جوتے کا استعمال:

عرب میں عموماً لوگ چمڑے کی بالوں سمیت جوتیاں استعمال کرتے تھے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بغیر بالوں کے چمڑے کی جوتی پسند تھی۔ عبداللہ بن عمر بھی نبی علیہ السلام کی اس پسند کو ملحوظ رکھتے ہوئے یہی جوتا استعمال کرتے۔

❶ سنن نسائی، مناسك، الحج، باب ذكر الفضل فی الطواف بالبيت : 2919، سنن ترمذی، الحج، باب ما جاء فی استلام الركنين : 959، صحيح ابن خزيمة : 2729، 2730، محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ سنن الکبریٰ للبیھقی : 5/ 130 (9261)، مناسك الحج والعمرة، ص 21، محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

علامہ وحید الزماں لکھتے ہیں: "سِبْت" بہ کسرہ سین گائے کی کھال جو دباغت کی گئی ہو جس سے جوتے بناتے ہیں۔ اس کو سبت اس وجہ سے کہا کہ اس کے بال دور کیے جاتے ہیں، بعض نے کہا اس وجہ سے کہ وہ دباغت کی وجہ سے نرم ہو جاتی ہے۔ ❶

(4) جوتوں میں نماز پڑھنا:

اگر جوتے صاف ہوں اور انہیں کسی قسم کی نجاست وگندگی نہ لگی ہو تو ان میں نماز پڑھنا جائز ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے خود بھی پڑھی اور جوتے پہن کر نماز پڑھنے کی اجازت بھی دی۔ سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہما نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا رسول اللہ ﷺ جوتوں میں نماز پڑھ لیتے تھے؟ تو انہوں نے کہا: ہاں۔ ❷

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے کہ اچانک آپ نے اپنے جوتوں کو اتار کر بائیں جانب رکھ دیا، جب صحابہ نے یہ دیکھا تو انہوں نے بھی (آپ کی پیروی میں) جوتے اتار دیئے۔ رسول اللہ ﷺ نے نماز مکمل کی تو پوچھا: "تم لوگوں نے اپنے جوتے کیوں اتارے؟" انہوں نے عرض کیا: ہم نے آپ کو جوتے اتارتے دیکھا تو ہم نے بھی اپنے جوتے اتار دیئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بے شک میرے پاس جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور مجھے بتایا کہ آپ کے جوتوں میں گندگی لگی ہے۔ (اس لیے میں نے جوتے اتارے)۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

((اِذَا جَاءَ اَحَدُكُمْ اِلَى الْمَسْجِدِ فَلْيَنْظُرَ ، فَاِنْ رَاٰى فِيْ نَعْلَيْهِ قَذْرًا أَوْ أَذًى فَلْيَمْسَحْهُ وَلْيُصَلِّ فِيْهِمَا)) ❸

"جب تم میں سے کوئی مسجد میں آئے تو وہ اپنے جوتے دیکھ لے اگر ان میں نجاست وگندگی لگی ہوئی دیکھے تو اسے زمین پر رگڑ کر صاف کر لے اور ان میں نماز پڑھے۔"

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور اتباع رسول ﷺ:

ایک مومن ومسلمان کے لیے زندگی کے ہر شعبہ میں محمد رسول اللہ ﷺ کی زندگی اسوۂ کامل ہے۔ نوع

❶ لغات الحديث : 2/ 253.

❷ صحيح بخارى، الصلاة، باب الصلاة فى النعال : 386، صحيح مسلم، المساجد، باب جواز الصلاة فى النعلين : 555.

❸ سنن ابى داؤد، الصلاة، باب الصلاة فى النعل : 650، 651، سنن دارمى : 1418، مسند احمد : 17/ 242، محدث البانی نے اسے "صحیح" کہا ہے۔

انسانی کی دنیوی واخروی عزت اتباع نبوی میں ہے۔ جولوگ رسول اللہ ﷺ کی اتباع واطاعت سے روگردانی اختیار کرتے ہیں۔ ذلت ورسوائی ان کا مقدر ہے۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس حقیقت کو پالیا تھا، اسی لیے وہ ہر دم، ہر لمحہ امور نبوی کی پیروی میں گزارتے تھے۔سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اتباع نبوی میں ایسی مثالیں قائم کیں کہ اس سلسلہ میں ضرب المثل ٹھہرے۔ رسول اللہ ﷺ کی امور شریعت میں پیروی کے علاوہ پیارے پیغمبر ﷺ کے عادات واطوار کو بھی اپنایا۔ اگر کبھی آپ علیہ السلام نے کوئی کام کہیں بشری تقاضوں کے تحت کیا تو اس کو بھی اختیار کرنے کی کوشش کی۔

بس اتنی سی حقیقت ہے ہمارے دین و ایمان کی
کہ اس جان جہاں کا آدمی دیوانہ ہو جائے

[7]...... حَـدَّثَـنَا أَبُو أُمَيَّةَ ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ قَالَ: أَنْبَأَنَا حَنْظَلَةُ ، عَنْ طَاوُسٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَامَ فِينَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا تَبِيعُوا الثَّمَرَةَ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا)) .

تخریج الحدیث صحیح بخاری، البیوع، باب بیع المزابنة، رقم الحدیث : 2183، صحیح مسلم، البیوع، باب النهی عن بیع الثمار قبل بدو صلاحها، رقم الحدیث : 1534، سالم عن ابن عمر .

ترجمة الحدیث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''پھل کو نہ بیچو حتی کہ اس کی صلاحیت (پختگی) ظاہر ہو جائے۔''

شرح الحدیث

(1) تجارت اور اس کی فضیلت:

تجارت ایک باوقار پیشہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ قبل از نبوت اس پیشہ سے منسلک رہے۔جلیل القدر صحابہ کرام اس سے وابستہ رہے۔قرآن وسنت میں تجارت کے پیشے سے منسلک ہونے والے افراد کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا ط ﴾ (البقرہ : 275)

''اور اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال کیا اور سود کو حرام کیا ہے۔''

شرعی حدود میں رہ کر تجارت کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ جہاں دنیا میں رزق کی فراوانی عطا کرتا ہے، وہاں اخروی سربلندی و وقار سے بھی نوازے گا۔ لین دین میں نرمی کرنے والوں کے حق میں نبی علیہ السلام نے دعا فرمائی۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((رَحِمَ اللَّهُ رَجُلًا سَمْحًا إِذَا بَاعَ وَإِذَا اشْتَرَى وَإِذَا اقْتَضَى)) [1]

''اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جو بیچتے وقت، خریدتے وقت اور تقاضا کرتے وقت نرمی سے کام لیتا ہے۔''

(2) پھل پکنے سے پہلے بیچنا:

ایک مسلمان محنت ومزدوری اور تجارت اس لیے کرتا ہے کہ اس کی ضرورت زندگی پوری ہوسکیں اور وہ اپنی کمائی سے احکام الٰہیہ کے ادا کرنے میں تقویت حاصل کرے۔ لہٰذا مسلمان کو لین دین کے سلسلہ میں شرعی اصول وضوابط کا علم ہونا چاہیے تاکہ وہ حلال کمائی کرے اور حرام سے بچ سکے۔

وہ بیوع جن سے شریعت نے منع کیا ان میں سے ایک پھلوں کے پکنے سے پہلے ان کا فروخت کرنا بھی ہے۔ اس کی حکمت یہ ہے کہ پھل کی خریداری سے خریدار کا مقصود اس سے فائدہ اٹھانا، اس کو کھانا یا کھانے والوں کو بیچنا ہے۔ اگر کچا پھل خریدا جائے گا تو تیار ہونے اور پکنے تک اس پر کئی آفتیں آسکتی ہیں۔ جس کی وجہ سے بائع اور مشتری میں تنازعات جنم لیں گے۔ اس لیے حفظ ما تقدم کے طور پر شریعت نے ایسی بیع سے منع کر دیا۔ اگر کوئی پھل کچا استعمال ہوتا ہو تو اس کی بیع پکنے سے پہلے جائز ہے جیسا کہ ہمارے ہاں کچے آم اچار اور چٹنی وغیرہ کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ اسی طرح بعض پھلوں کو مصالحہ لگا کر پکایا جاتا ہے، لہٰذا ایسے پھلوں کی پکنے سے قبل بیع درست ہے۔ کیونکہ وہ آفت سے محفوظ ہو چکے ہوتے ہیں۔

[8]...... حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ قَالَ: أَنْبَأَنَا حَنْظَلَةُ، عَنْ طَاوُسٍ، قَالَ ابْنُ عُمَرَ: هَلْ نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْجَرِّ وَالدُّبَّاءِ؟ قَالَ: نَعَمْ.

تخریج الحدیث صحیح مسلم، الاشربة، باب النهى عن الانتباذ فى المزفت ...... الخ، رقم الحديث: 1997، مسند احمد: 9/ 95، رقم الحديث: 5072.

ترجمة الحديث طاؤس رحمہ اللہ نے سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے متعلق بیان کیا (ان سے سوال ہوا) کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مٹی کے گھڑے اور کدو کے برتن (میں نبیذ بنانے) سے منع کیا؟ تو انہوں نے کہا: ہاں۔

---

[1] صحيح بخارى، البيوع، باب السهولة والسماحة فى الشراء والبيع: 2076.

شرح الحدیث

(1) برتنوں میں نبیذ بنانا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عبدالقیس کا وفد آیا اور انہوں نے نبیذ کے متعلق دریافت کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کدو سے بنے مٹکے، کھجور کے تنے کو کھود کر بنائے گئے برتن، روغن کیے ہوئے برتن اور پرانے سبز مٹکے میں نبیذ بنانے سے منع کیا۔ ❶

بعد ازاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام برتنوں میں نبیذ بنانے کی اجازت فرما دی، سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وَنَهَيْتُكُمْ عَنِ النَّبِيذِ إِلَّا فِي سِقَاءٍ فَاشْرَبُوا فِي الْأَسْقِيَةِ كُلِّهَا وَلَا تَشْرَبُوا مُسْكِرًا)) ❷

''میں نے تمہیں مشکیزوں کے علاوہ نبیذ سے منع کیا تھا، اب ہر قسم کے برتنوں میں نبیذ پیو اور نشہ آور چیز نہ پیو۔''

(2) نبیذ کا استعمال:

نبیذ کا مشروب کھجور، انگور، شہد، جو اور گیہوں سے بنایا جاتا ہے خواہ اس میں نشہ ہو یا نہ ہو کبھی اس شراب کو جو انگور سے نچوڑی جائے کو بھی نبیذ کہتے ہیں اور کبھی نبیذ کو خمر کہتے ہیں۔ ''انتباذ'' یہ ہے کہ کھجور یا انگور کو پانی میں بھگو دیں۔ جب پانی میٹھا ہو جائے تو اس کو پئیں۔ شراب کے برتنوں میں نبیذ بنانے سے پہلے آپ نے منع فرمایا تھا، کیوں کہ ایسے برتنوں میں نبیذ میں جلد نشہ آ جاتا ہے۔ برخلاف چمڑے کے، اس کے شربت میں نشہ نہیں آتا۔ اگر نشہ پیدا ہو تو چمڑہ پھٹ جاتا ہے۔ ❸

کھجور وغیرہ کو بھگو کر ان کے میٹھے رس کو استعمال کرنا مسنون ہے اور اسی چیز کا نام نبیذ ہے۔ اگر کھجور وغیرہ کو زیادہ دیر بھگو کر رکھیں تو اس میں نشہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اگر نشہ پیدا ہو جائے تو اس کا پینا ممنوع اور حرام ہے۔

دو مختلف اجناس کا اکٹھا نبیذ بنانا جائز نہیں کیوں کہ اس سے جلد نشہ پیدا ہو جاتا ہے۔ سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ:

❶ صحيح مسلم، الاشربة، باب النهى عن الانتباذ فى المزفت...... الخ : 1995.
❷ صحيح مسلم، الاشربة، باب النهى عن الانتباذ فى المزفت ...... الخ : 977.
❸ لغات الحديث : 4/ 290.

((أَنْ يُجْمَعَ بَيْنَ التَّمْرِ وَالزَّهْوِ وَالتَّمْرِ وَالزَّبِيبِ وَلْيُنْبَذْ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَلَى حِدَةٍ)) ❶

''خشک کھجور اور پکنے کے قریب (کچی) کھجور اور پختہ کھجور اور کشمش کو ملا کر نبیذ بنایا جائے۔ البتہ ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ نبیذ بنانے کا حکم دیا۔''

[9]...... حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ مُرَّةَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ نُعْمَانَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ، فَأَتَاهُ شَابٌّ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، أَدْنُو مِنْكَ؟ قَالَ: ((ادْنُ))، فَدَنَا حَتَّى وَضَعَ فَخِذَهُ عَلَى فَخِذِهِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَا الْإِسْلَامُ؟ قَالَ: تَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُهُ، قَالَ: فَإِذَا فَعَلْتُ ذَلِكَ فَأَنَا مُسْلِمٌ، قَالَ: ((نَعَمْ))، قَالَ: فَمَا الْإِيمَانُ؟ قَالَ: ((تُؤْمِنُ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ، وَتُؤْمِنُ بِالْجَنَّةِ وَالنَّارِ، وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ، وَتُؤْمِنُ بِالْمِيزَانِ))، قَالَ: فَإِذَا فَعَلْتُ ذَلِكَ فَأَنَا مُؤْمِنٌ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)).

تخريج الحديث مسند ابو داؤد الطيالسی: 1/ 24، رقم الحديث: 21، مصنف ابن ابی شيبه: 3/ 331.

ترجمة الحديث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے کہا: میں نبی اکرم ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ آپ کے پاس ایک نوجوان آیا اور اس نے عرض کیا: اے محمد ﷺ! کیا میں آپ کے قریب ہوجاؤں؟ تو آپ نے فرمایا: ''قریب ہوجاؤ۔'' وہ (اتنا) قریب ہوا حتی کہ اس نے اپنی ران آپ کی ران پر رکھ دی اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اسلام کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: تو گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد (ﷺ) اس کے رسول ہیں۔ اس (نوجوان) نے پوچھا: جب میں یہ کام کروں تو میں مسلمان ہوں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں (تو مسلمان ہے)۔'' اس نے پوچھا: ایمان کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ''تو اچھی اور بری تقدیر پر ایمان لائے تو جنت اور جہنم پر ایمان لائے۔ مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنے پر

❶ صحيح بخاری، الاشربة، باب من رای ان لا يخلط البسر والتمر: 5602، صحيح مسلم، الاشربة، باب كراهة انتباذ التمر...... الخ: 1988.

ایمان لائے اور میزان (کے برحق ہونے) پر ایمان لائے۔'' اس نے عرض کیا: جب میں یہ کام کروں تو میں مومن ہوں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔

شرح الحدیث

(1):...... کتاب وسنت میں تحصیل علم کی ترغیب دلائی گئی ہے اور طلب علم کے آداب بھی بیان ہوئے ہیں۔ عہد رسالت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دینی مسائل کی آگاہی کے لیے آداب کا لحاظ رکھتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجالس میں حاضر ہوتے اور درپیش مسائل سے متعلق رہنمائی حاصل کرتے تھے۔ مسجد نبوی میں علمی حلقے منعقد ہوتے اور علمی مذاکروں کا اہتمام کیا جاتا تھا۔

(2) علماء کی توقیر:

اہل علم کی مجالس میں خاموشی سے کتاب وسنت کی تعلیمات پر مبنی باتیں سننا اور ان کو ضبط کرنا سلف کا طریقہ رہا۔ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مجلس نبوی کے آداب سکھائے تو فرمایا:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ۭ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ ﴾ (الحجرات: 2، 3)

''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو! اپنی آوازیں نبی کی آواز کے اوپر بلند نہ کرو اور نہ بات کرنے میں اس کے لیے آواز اونچی کرو۔ ایسا نہ ہو کہ لاشعوری میں تمہارے اعمال برباد ہو جائیں۔ بے شک وہ لوگ جو اللہ کے رسول کے پاس اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں یہی لوگ ہیں جن کے دل اللہ نے تقویٰ کے لیے آزما لیے ہیں، ان کے لیے بڑی بخشش اور بہت بڑا اجر ہے۔''

علماء کرام سے ادب واحترام کے دائرہ میں رہتے ہوئے مسائل دریافت کرنا اور ان کی بات کو دلجمعی سے سننا چاہیے۔

(3) آداب الشیخ:

ایک شاگرد اور سائل کو معلم کے قریب ہو کر بیٹھنا چاہیے تاکہ مسئلہ اچھی طرح ذہن نشین ہو سکے کیونکہ چکنا ہو کر، حضور قلب کے ساتھ توجہ سے بات سننے کا فائدہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ ۝ ﴾ (قٓ: 37)

''بلا شبہ اس میں اس شخص کے لیے یقیناً نصیحت ہے جس کا دل ہو یا وہ کان لگائے اس حال میں کہ وہ حاضر ہو۔''

کفار قرآنی ہدایت سے اسی لیے محروم ہوئے کہ وہ دل کی حاضری کے ساتھ قرآن نہیں سنتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی بے خبری ولا پرواہی کو بیان کیا تو فرمایا:

﴿ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا ۡ وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا ﴾ (الاعراف : 179)

''ان کے دل ہیں جن کے ساتھ وہ سمجھتے نہیں اور ان کی آنکھیں ہیں جن کے ساتھ وہ دیکھتے نہیں اور ان کے کان ہیں جن کے ساتھ وہ سنتے نہیں۔''

(4):...... کسی بھی استاد یا بڑے انسان کی مجلس میں دوزانوں ہو کر بیٹھنا انتہائی ادب واحترام اور حسن تواضع کا مظہر ہے۔

(5) اسلام کیا ہے؟:

رسول اللہ ﷺ نے اس سوال کے جواب میں شھادتین کا ذکر کیا، کیونکہ ارکان اسلام میں یہ گواہی سب سے مقدم ہے جس سے ان دونوں اعتقادی امور کی اہمیت اجاگر ہوتی ہے۔ یہ دونوں گواہیاں لازم وملزوم ہیں۔ اگر کوئی شخص لا الہ الا اللہ کی گواہی دیتا ہے مگر محمد رسول اللہ کی گواہی نہیں دیتا تو اس کی لا الہ الا اللہ کی گواہی بھی غیر معتبر متصور ہوگی، اسی طرح اگر کوئی شخص محمد رسول اللہ کی گواہی دے لیکن لا الہ الا اللہ کی گواہی سے انحراف کرے تو اس کی گواہی مردود وغیر معتبر ہوگی۔ لہٰذا اسلام کا اہم ترین نکتہ توحید ورسالت کی گواہی ہے۔

لا الہ الا اللہ کا مطلب یہ ہے کہ معبود برحق صرف اور صرف ایک اللہ ہی ہے جس کا انسان کو زبان کے اقرار، قلبی اعتراف اور جسمانی اعضا سے ثابت کرنا چاہیے اور لا الہ الا اللہ کا تقاضا ہے کہ ہر قسم کی قولی فعلی اور مالی عبادت صرف اور صرف اللہ رب العزت کے لیے بجالائی جائے۔

محمد رسول اللہ کی گواہی سے بھی مقصود صرف زبانی اظہار نہیں بلکہ دل سے اعتقاد کے ساتھ ساتھ انسان کے عمل میں بھی اس گواہی کا رنگ نمایاں ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ اگر عقیدہ وعمل میں محمد ﷺ کی اتباع متروک ہے تو انہیں رسول اللہ ماننے کا معاملہ مشکوک ہے۔

(6) ایمان کیا ہے؟

سائل کے اس سوال پر رسول اللہ ﷺ نے چند امور کا ذکر فرمایا جن کی مختصر توضیح ذیل میں ہے۔

(i) تقدیر پر ایمان:...... تقدیر پر ایمان خواہ وہ خیر ہو یا شر ایمان کا اہم ترین رکن ہے۔ کتاب سنت کے بے شمار دلائل تقدیر کے اثبات پر دال ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ۚ هُوَ مَوْلٰىنَا ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ ﴾ (التوبہ : 51)

''کہہ دیجیے ہمیں ہرگز نہیں پہنچے گا مگر وہی جو اللہ نے ہمارے لیے لکھ دیا ہے۔ وہی ہمارا مالک ہے اور اللہ ہی پر لازم ہے کہ ایمان والے بھروسہ کریں۔''

اسی طرح فرمایا:

﴿ مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ۭ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝ لِّكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰي مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰىكُمْ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرِ ۝ ﴾ (الحدید : 22، 23)

''کوئی مصیبت نہ زمین میں پہنچتی ہے اور نہ تمہاری جانوں میں مگر وہ ایک کتاب میں ہے۔ اس سے پہلے کہ ہم اسے پیدا کریں یقیناً یہ اللہ پر بہت آسان ہے تاکہ تم نہ اس پر غم کرو جو تمہارے ہاتھ سے نکل جائے اور نہ اس پر پھول جاؤ جو وہ تمہیں عطا فرمائے اور اللہ کسی تکبر کرنے والے اور بہت فخر کرنے والے سے محبت نہیں کرتا۔''

امام طاؤس رحمہ اللہ فرماتے ہیں، میں نے بہت سارے صحابہ کو یہ کہتے ہوئے پایا:

''كُلُّ شَیْءٍ بِقَدَرٍ''

''ہر چیز تقدیر کے ساتھ ہے۔''

اور میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو سنا وہ فرما رہے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((كُلُّ شَیْءٍ بِقَدَرٍ حَتَّى الْعَجْزِ وَالْكَيْسِ اَوِ الْكَيْسِ وَالْعَجْزِ)) [1]

''ہر چیز حتیٰ کہ عجز اور کیس بھی اللہ کی تقدیر کے ساتھ ہے۔''

معلوم ہوا عاجز و بے بس کا عجز وضعف عقلمند کی دانائی اور عقلمندی سب تقدیر میں لکھی ہوئی ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] صحیح مسلم، القدر، باب کل شئی بقدر : 2655.

((كَتَبَ اللّٰهُ مَقَادِيرَ الْخَلَآئِقِ قَبْلَ اَنْ يَّخْلُقَ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضَ بِخَمْسِينَ اَلْفَ سَنَةٍ قَالَ وَعَرْشُهُ عَلَى الْمَآءِ)) ❶

''اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کی تخلیق سے پچاس ہزار سال پہلے تمام خلائق کی تقدیریں لکھ دیں اور اس وقت اس کا عرش پانی پر تھا۔''

(ii) جنت وجہنم پر ایمان:...... ایمان کے تقاضوں میں سے جنت وجہنم پر ایمان لانا بھی ہے۔ یہ دونوں اس وقت موجود ہیں اور ہمیشہ ہمیشہ رہیں گی۔ جنت اللہ تعالیٰ کے ماننے والوں اہل اللہ کے لیے ہے جبکہ جہنم اللہ اور اس کے رسولوں کے اعداء و باغیوں کا ٹھکانہ ہے۔ کتاب وسنت میں اہل جنت وجہنم کی صفات اور ان کے ہمیشہ رہنے کے بے شمار دلائل مذکور ہیں۔ اہل سنت ان کے موجود ہونے اور ہمیشہ رہنے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔

(iii) بعث بعد الموت پر ایمان:...... دنیا کی زندگی موت کے ساتھ ختم ہو جاتی ہے بعد از موت آخرت کی زندگی ہے جس میں ایک انسان نے دنیوی زندگی میں کئے اعمال کا حساب دینا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو اپنی تیرہ سالہ مکی زندگی میں کفار کی طرف سے ایمان بالآخرۃ کے تعلق سے مخاصمت کا سامنا رہا، اسی لیے قبل الہجرۃ آپ کی دعوت توحید و رسالت کے اثبات کے ساتھ عقیدۂ آخرت کے اہم نکتہ پر مرتکز رہی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں عقیدۂ بعث بعد الموت کا جا بجا ذکر کیا اور کفار کی طرف سے مزعومہ اشکالات کا رد فرمایا اور آخرت پر مکمل یقین و ایمان رکھنے والوں کی تعریف کی، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۗ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ ﴾ (البقرہ: 4، 5)

''(متقین وہ ہیں) جو آخرت کے ساتھ پورا یقین رکھتے ہیں، یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔''

(iv) میزان پر ایمان:...... اللہ رب العزت روز قیامت اپنا عدل قائم کرنے کے لیے بندوں کے اعمال تولیں گے اور اس مقصد کے لیے میزان نصب ہوگا، اس میزان کے دو پلڑے ہوں گے جن میں اعمال کے وزن کی بنا پر جھکاؤ کی صلاحیت موجود ہوگی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا ۭ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ۭ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ۝ ﴾ (الانبیاء: 47)

❶ صحیح مسلم، القدر، باب حجاج آدم و موسیٰ علیهما السلام: 2653.

''اور ہم قیامت کے دن ایسے ترازو رکھیں گے جو عین انصاف ہوں گے پھر کسی شخص پر کچھ ظلم نہ کیا جائے گا اور اگر رائی کے ایک دانہ کے برابر ایک عمل ہوگا تو ہم اسے لے آئیں گے اور ہم حساب لینے کے لیے کافی ہیں۔''

ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿ وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ ٍالْحَقُّ ۚ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ ۝ ﴾ (الاعراف : 8، 9)

''اور اس دن وزن برحق ہے، پھر جس شخص کا پلڑا بھاری ہوگا وہی کامیاب ہونے والا ہے اور جس شخص کا پلڑا ہلکا ہوگا تو یہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو نقصان میں ڈالا، اس لیے کہ وہ ہماری آیات کے ساتھ ناانصافی کرتے تھے۔''

احادیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ روز قیامت اللہ تعالیٰ اعمال کو اپنے میزان میں تین طرح سے تولیں گے۔

(i) اعمال کا وزن:...... مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((الطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَأُ الْمِيزَانَ)) ❶

''صفائی نصف ایمان ہے اور الحمد للہ میزان کو بھر دے گا۔''

(ii) اعمال کے صحیفے تولے جائیں گے:...... اس کی دلیل حدیث بطاقہ ہے کہ ایک آدمی کی ایک پرچی جس پر ''اشهد ان لا اله الا اللّٰه واشهد ان محمدا رسول اللّٰه'' لکھا ہوگا وہ گناہوں کے ننانوے رجسٹر جن کا طول وعرض تا حدنگاہ ہوگا ان سے بوجھل اور وزنی ثابت ہوگی۔ ❷

(iii) صاحب عمل کا وزن ہوگا:...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی پنڈلیوں سے متعلق فرمایا:

((وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهِ لَهُمَا اَثْقَلُ فِی الْمِيْزَانِ مِنْ اُحُدٍ)) ❸

''مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، عبد اللہ کی دونوں پنڈلیاں میزان میں احد

❶ صحيح مسلم، الطهارة، باب فضل الوضوء : 223.

❷ سنن ترمذی، الایمان، باب من يموت وهو يشهد ان لا اله الا اللّٰه : 2639، محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❸ مسند احمد : 7/ 98، (3991).

پہاڑ سے بھی وزنی ہوں گی۔‘‘

(v) اسلام اور ایمان میں فرق:......فضیلۃ الشیخ عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ فرماتے ہیں: ’’حقیقت یہ ہے کہ اسلام اور ایمان دو ایسے کلمے ہیں کہ جب انہیں اکٹھا ذکر کیا جائے گا تو دونوں کے معنی میں فرق ہوگا جیسا کہ حدیث جبریل میں دونوں اکٹھے مذکور ہیں، چنانچہ انہوں نے دونوں کی علیحدہ علیحدہ تعریف ذکر فرمائی، اسلام کی تعریف میں پانچ اعمال ظاہرہ ذکر فرمائے اور ایمان کی تعریف میں چھ اعمال باطنہ ذکر فرمائے۔ لیکن یہی دو کلمے جب الگ الگ ذکر ہوں گے تو ہر کلمہ دونوں معانی (اعمال ظاہرہ اور باطنہ) کو شامل ہوگا۔‘‘ [1]

[10]...... حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ، حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ، عَنْ هُرَيْمِ بْنِ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: لَقَدْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ فِي الصَّلَاةِ كَمَا يُعَلِّمُ الْمُكَتِّبُ الْوِلْدَانَ.

تخريج الحديث مصنف ابن ابی شیبه: 1/ 261، مسند ابی یعلی: 9/ 456، رقم الحدیث: 5605، شیخ حسین سلیم اسد نے کہا کہ اس کی سند ضعیف ہے۔

ترجمة الحديث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ ہمیں نماز میں تشہد کی اس طرح تعلیم دیتے جیسے لکھائی سیکھانے والا بچوں کو سکھاتا ہے۔

شرح الحديث

(1) معلم کتاب وحکمت:

اسلام نے اپنے ماننے والوں کو حصول علم کی ترغیب دی، وحی الٰہی کا آغاز اقراء سے ہوا، رسول اللہ ﷺ کا منصب بھی ایک معلم کا تھا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ﴾ (الجمعة: 2)

’’اور وہ انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتے ہیں۔‘‘

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ سے باقاعدہ تعلیم لیتے، عہد نبوی میں مسجد نبوی حصول علم کا مرکز اور اصحاب صفہ اس مدرسہ کے کل وقتی طلباء تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے بعض اہل علم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی نومسلم صحابہ کی تعلیم کا فریضہ سونپ رکھا تھا۔ صحابہ کرام کے بعد تابعین تبع تابعین آئمہ دین اور علماء کرام نے اس ذمہ داری کو بخوبی

[1] شرح حديث جبريل از عبد الله ناصر رحمانی، ص: 33.

انجام دیا۔

(2) تشہد کی تعلیم:

تشہد سے متعلق مشہور روایت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس کو کثیر محدثین نے کتب احادیث میں بیان کیا ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ او دیگر صحابہ سے بھی تشہد کے الفاظ مروی ہیں۔ تاہم ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی تشہد ہی عوام وخواص میں مقبول ہے جس کے الفاظ درج ذیل ہیں:

((التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ)) [1]

''میری زبانی عبادتیں، بدنی عبادتیں اور مالی عبادتیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔ سلام ہو تجھ پر اے نبی! اور اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں، سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر، میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔''

[11]...... حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ رَبِّهِ، حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ، عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ: سَمِعْتُ مُحَارِبَ بْنَ دِثَارٍ، يَقُولُ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ: ((تَوَضَّئُوا مِنْ لُحُومِ الْإِبِلِ، وَلَا تَوَضَّئُوا مِنْ لُحُومِ الْغَنَمِ، وَتَوَضَّئُوا مِنْ أَلْبَانِ الْإِبِلِ، وَلَا تَوَضَّئُوا مِنْ أَلْبَانِ الْغَنَمِ، وَصَلُّوا فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ، وَلَا تُصَلُّوا فِي مَعَاطِنِ الْإِبِلِ)).

تخریج الحدیث سنن ابن ماجه، الطهارة، باب ما جاء فی الوضوء من لحوم الابل، رقم الحديث: 497 محدث البانی نے اسے "وتوضواء من البان الابل ولا توضؤا من البان الغنم کے علاوہ ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

ترجمة الحدیث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] صحيح بخاری، کتاب العمل فی الصلاة، باب من سمی قوماً أو سلم ...... الخ: 1202، صحيح مسلم، الصلاة، باب التشهد فی الصلاة: 402.

فرمارہے تھے: ''اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو کرو اور بکری کا گوشت کھانے سے وضو نہ کرو، اونٹنیوں کا دودھ پینے سے وضو کرو اور بکریوں کا دودھ پینے سے وضو نہ کرو۔ بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھو اور اونٹوں کے باڑے میں نماز نہ پڑھو۔''

شرح الحديث

(1) وضوء کی اہمیت:

شریعت اسلامیہ میں طہارت و نظافت کی بڑی تاکید کی گئی ہے۔ ایک مسلمان کے لیے پاک صاف رہنا ازحد ضروری ہے، عبادت کی ادائیگی جسمانی طہارت کا مطالبہ کرتی ہے۔ نماز ام العبادات ہے جس کے لیے جگہ، بدن اور لباس کا پاک و صاف ہونا لازم و ضروری ہے۔

وضو کو ہر نماز کے لیے لازم قرار دیا گیا ہے۔ بغیر وضوء نماز قبول نہیں ہوتی، ارشاد نبوی ﷺ ہے:

((لَا تُقْبَلُ صَلٰوةٌ بِغَيْرِ طُهُورٍ)) [1]

''وضو کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی۔''

وضوء وہی صحیح اور قابل قبول ہے جو حکم الٰہی اور طریقۂ رسول ﷺ کے موافق ہو۔ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ أَتَمَّ الْوُضُوْءَ كَمَا أَمَرَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فَالصَّلَوَاتُ الْمَكْتُوبَاتُ كَفَّارَاتٌ لِّمَا بَيْنَهُنَّ)) [2]

''جس نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق مکمل وضو کیا تو اس کی فرض نمازیں کفارہ ہوں گی، ان گناہوں کا جو ان کے درمیان ہوئے۔''

(2) نواقض الوضوء:

وہ امور جن سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے ان میں پیشاب و پاخانہ کا آنا، ہوا کا خارج ہونا، مذی کا نکلنا، خونِ استحاضہ کا آنا، شرمگاہ کو بغیر کپڑے کے ہاتھ لگنا، گہری نیند لیٹ کر یا ٹیک لگا کر سونا، ہیں۔ اسی طرح جن چیزوں سے غسل ٹوٹ جاتا ہے مثلاً جماع، احتلام، حیض و نفاس ان سے وضوء بھی ٹوٹ جاتا ہے۔

---

[1] صحيح مسلم، الطهارة، باب وجوب الطهارة للصلاة: 224.

[2] صحيح مسلم، الطهارة، باب فضل الوضوء والصلاة عقبه: 231.

درج بالا نواقص وضو کے علاوہ اونٹ کا گوشت کھانے سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضوء کرنے کا حکم دیا ہے۔سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ کیا میں بکری کے گوشت سے وضوء کروں؟ تو آپ نے فرمایا: ''اگر تو چاہے تو وضوء کر لے اور اگر تو چاہے تو وضو نہ کر۔'' اس نے پھر پوچھا: کیا میں اونٹ کا گوشت کھانے سے وضوء کروں؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں، اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضوء کر۔'' ❶

(3) وہ جگہیں جہاں نماز پڑھنا جائز ہے:

مسلم معاشرے میں مسجد کو بنیادی اہمیت حاصل ہے، مسجد شعائر اسلام میں سے ہے اور مسلم سوسائٹی کی عمارات میں سے اہم ترین عمارت مسجد ہے جہاں مسلمان پانچ وقت نماز کی ادائیگی اور ہفتہ وار خطبہ جمعہ کے لیے حاضر ہوتے ہیں۔

مساجد کی تعمیر کا بنیادی مقصد نماز کی ادائیگی اور کتاب وسنت کی تعلیم و تدریس ہے۔تاہم مساجد کے علاوہ چند مخصوص مقامات کے سوا ہر جگہ نماز پڑھنا جائز ودرست ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشا فرمایا:

((وَجُعِلَتْ لِیَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا فَأَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ أُمَّتِی أَدْرَكَتْهُ الصَّلَاةُ فَلْيُصَلِّ)) ❷

''میرے لیے ساری زمین کو مسجد اور پاک بنا دیا گیا ہے،لہٰذا میری امت کے جس شخص کی نماز کا جہاں وقت ہو جائے وہ وہیں پر نماز پڑھ لے۔''

(4) وہ جگہیں جہاں نماز ممنوع ہے:

ساری زمین کو مسجد قرار دیا گیا ہے لیکن کچھ مقامات ایسے ہیں جن کی مخصوص حالت کی وجہ سے وہاں نماز ممنوع ہے جن میں پیشاب و پاخانہ اور غسل کے لیے مخصوص مقامات، قبرستان، کوڑا کرکٹ اور دیگر گندگی والے مقامات ان میں اونٹوں کا باڑہ بھی شامل ہے۔اسی طرح جن کمروں کی دیواروں پر جانداروں کی تصاویر یا مجسمے ہوں، ایسا مقام جہاں سامنے قبر ہو وہاں بھی نماز پڑھنا ممنوع ہے۔

---

❶ صحیح مسلم، الحیض، باب الوضوء، من لحوم الابل: 360.

❷ صحیح بخاری، الصلاۃ، باب قول النبی ﷺ جعلت لی الارض مسجدا و طهورا: 438، صحیح مسلم، المساجد، باب المساجد ومواضع الصلاۃ: 521.

[12]...... حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ ، حَدَّثَنَا سُحَيْمُ بْنُ الْقَاسِمِ الْحَرَّانِيُّ ، حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ الْوَصَّافِيُّ ، عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ أَهْلَ السَّمَاءِ لَا يَسْمَعُونَ شَيْئًا مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ إِلَّا الْأَذَانَ)).

تخریج الحدیث المطالب العاليه لابن حجر : 1/ 132 ، ضعيف الجامع الصغير للالبانى ، رقم الحديث : 1835 ، السلسلة الضعيفه ، رقم الحديث : 3173 .

ترجمة الحدیث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک آسمان میں رہنے والے، زمین والوں (کی باتوں) سے اذان کے سوا کچھ نہیں سنتے ہیں۔''

شرح الحدیث فوائد کے لیے دیکھئے حدیث نمبر 13۔

[13]...... وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْمُؤَذِّنُونَ أَطْوَلُ النَّاسِ أَعْنَاقًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، وَهُمْ أَوَّلُ مَنْ يُكْسَى)).

تخریج الحدیث صحيح مسلم ، الصلاة ، باب فضل الأذان وهرب الشيطان عند سماعه ، رقم الحديث : 387 ، عن معاوية بن ابى سفيان ، دون "وهم اول من يكسٰى"

ترجمة الحدیث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اذان دینے والے قیامت کے دن لوگوں میں سب سے زیادہ لمبی گردنوں والے ہوں گے اور انہیں سب سے پہلے لباس پہنایا جائے گا۔

شرح الحدیث

(1) اذان کی مشروعیت:

اذان مسلم معاشرے کی علامت اور اسلام کے شعائر میں سے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ ہجرت کر کے تشریف لائے تو مسلمانوں کو عبادت کے لیے اکٹھا کرنے کے طریقہ کار پر مشاورت ہوئی، کسی نے یہودیوں کی طرح بگل بجانے تو کسی نے عیسائیوں کی طرح ناقوس بجانے اور کسی نے مجوسیوں کی طرح آگ جلانے کا مشورہ دیا، لیکن یہ سبھی آراء، کفار ومشرکین کے طریقے ہونے کی وجہ سے رد کر دی گئیں، سیدنا عبداللہ بن زید بن عبد ربہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو خواب آئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن زید کے خواب کی تصدیق فرمائی اورانہیں کلمات اذان سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو سکھانے کا کہا، تب سے موجودہ کلمات اذان کے ساتھ نماز کے لیے

منادی کی جا رہی ہے۔

کسی بھی علاقے میں رہنے والے مسلمانوں کے لیے نماز پنجگانہ اور جمعہ کے لیے اذان دینا لازم ہے کیونکہ اذان سے مسلم وغیر مسلم آبادی کا فرق معلوم ہوتا ہے۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی قوم پر حملہ کرنا چاہتے تو صبح تک انتظار کرتے، اگر اذان سن لیتے تو رک جاتے اور اگر اذان نہ سنتے تو صبح ہوتے ہی حملہ کر دیتے تھے۔'' ❶

(2) مؤذن کی فضیلت:

اذان دینے والے روز قیامت اللہ رب العزت کی بارگاہ میں شرف وعزت سے نوازے جائیں گے ان لوگوں کو مرتبے میں بلند مقام حاصل ہوگا اور ان کی امتیازی پہچان ہوگی کہ مؤذنوں کی گردنیں سب سے اونچی ہوں گی۔ اذان دینے والے افراد کے لیے زبان نبوت سے دعا کی گئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((الْإِمَامُ ضَامِنٌ وَالْمُؤَذِّنُ مُؤْتَمَنٌ اللّٰهُمَّ أَرْشِدِ الْأَئِمَّةَ وَاغْفِرْ لِلْمُؤَذِّنِينَ)) ❷

''امام ضامن، ذمہ دار ہے اور مؤذن قابل اعتماد اور امین ہے، اے اللہ! اماموں کو (صحیح علم وعمل کی) ہدایت دے اور اذان دینے والوں کی مغفرت فرما۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

((اَلْمُؤَذِّنُ يُغْفَرُلَهٗ بِمَدِّ صَوْتِهٖ وَيَشْهَدُ لَهٗ كُلَّ رَطْبٍ وَيَابِسٍ)) ❸

''مؤذن کو بلند آواز سے اذان کہنے کی وجہ سے بخش دیا جاتا ہے اور اس کے لیے ہر تر اور خشک چیز گواہی دے گی۔''

(3) میدان محشر میں لوگوں کی حالت:

میدان محشر میں لوگوں کو اسی حالت میں اٹھایا جائے گا جس حالت میں اس دنیا میں آئے۔ عمل کے علاوہ دنیا کی کوئی چیز ساتھ نہ ہوگی۔

---

❶ صحیح بخاری، الجهاد، باب دعاء النبی ﷺ الی الاسلام: 2943.

❷ سنن ابی داؤد، الصلاة، باب ما يجب على المؤذن من تعاهد الوقت: 517، سنن ترمذی، الأذان، باب ما جاء ان الامام ضامن والمؤذن مؤتمن: 207، محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❸ سنن نسائی، الاذان، باب رفع الصوت بالاذان: 645، سنن أبی داؤد، الصلاة، باب رفع الصوت بالأذان: 515، محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ ہمیں نصیحت کی خاطر خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے اور فرمایا:

((يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّكُمْ مَحْشُورُونَ إِلَى اللّٰهِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا ثُمَّ قَالَ ﴿ كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيدُهُ ۚ وَعْدًا عَلَيْنَا ۚ إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ ﴾ .)) (الانبياء : 104) ❶

''اے لوگو! تم اللہ کی طرف اس حال میں اٹھائے جاؤ گے کہ ننگے پاؤں، ننگے بدن، بغیر ختنے کے ہوگے، (پھر یہ آیت تلاوت فرمائی) ''جس طرح ہم نے پہلی پیدائش کی ابتداء کی اسی طرح ہم اسے لوٹائیں گے، یہ ہمارے ذمہ وعدہ ہے، یقیناً ہم کرنے والے ہیں۔''

صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو روز قیامت سب سے پہلے لباس مہیا کیا جائے گا۔

[14]...... حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ ، حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ ، عَنِ الْوَصَّافِيِّ ، عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَبْغَضُ الْحَلَالِ إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ الطَّلَاقُ))

تخریج الحدیث سنن ابن ماجه، الطلاق، باب حدثنا سويد بن سعيد، رقم الحديث : 2018، سنن ابی داؤد، الطلاق، باب فی كراهية الطلاق، رقم الحديث : 2178 .

ترجمة الحدیث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''حلال کاموں میں سے اللہ کو سب سے زیادہ ناپسندیدہ کام طلاق ہے۔''

[15]...... حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَخْلَدٍ ، عَنْ مُعَرِّفِ بْنِ وَاصِلٍ ، عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ، مِثْلَهُ

تخریج الحدیث اس سے قبل حدیث 14 کی تخریج دیکھیں۔

ترجمة الحدیث ہمیں حدیث بیان کی ابو امیہ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی کثیر بن عبید نے انہوں نے کہا، ہمیں حدیث بیان کی محمد بن مخلد نے معرف بن واصل سے، انہوں نے محارب بن دثار سے، انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے گزشتہ حدیث کی مانند بیان کیا۔

---

❶ صحيح بخاری، احاديث الانبياء، باب قول الله تعالىٰ، اتخذوا الله ابراهيم خليلا : 3349، صحيح مسلم، كتاب الجنة والصفة نعيمها وأهلها، باب فناء الدنيا : 2860 .

شرح الحدیث

(1) طلاق ایک ناپسندیدہ عمل:

نکاح ایک عظیم نعمت ہے جس کی بنا پر دو افراد اور ان کے خاندان الفت و محبت کے رشتہ میں جڑتے ہیں۔ نیک اولاد کے حصول، نسل انسانی کی بقا اور تکمیل ایمان کے لیے دین اسلام نے نکاح کی ترغیب دلائی۔

بعد از نکاح خاوند اور بیوی کو ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ ہر ایک کو حقوق و فرائض کی تفصیل سے آگاہ کیا گیا ہے۔ اگر ازدواجی زندگی میں باہمی اعتماد، الفت و محبت میں کمی ہو جائے تو شریعت نے اس رشتہ کی نزاکتوں کے موافق ہدایات جاری کیں۔ خاوند کو صبر، برداشت اور بہتر رویے کا حکم دیا۔ معاملہ زیادہ خراب ہو تو بیوی کو سمجھانے، اس سے بستر الگ کرنے، ہلکی پھلکی سزا دینے کے آپشن (Options) رکھے، اگر مذکورہ بالا سبھی تدبیریں ناکام ہو جائیں تو دونوں خاندانوں کے صاحب فراست، سنجیدہ لوگوں کے ذریعہ اعتماد کو بحال کرنے اور غلط فہمیوں کے ازالے کی تجویز دی گئی ہے۔ اگر اس کے باوجود کوئی حل نہ نکلے اور میاں بیوی آپس میں اکٹھے نہ رہنا چاہیں تو خاوند کو طلاق اور بیوی کو خلع کا حق دیا گیا ہے۔ زمانہ جاہلیت میں طلاق کا کوئی ضابطہ و قانون نہ تھا۔ خاوند جب چاہتا اپنی منکوحہ کو طلاق دے دیتا، جب چاہتا رجوع کر لیتا۔ اسلام نے اس لاقانونیت کا خاتمہ کیا اور مرد کو صرف تین بار وقفہ وقفہ سے طلاق کا حق دیا اور اس کے بعد اس رشتہ کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا۔

طلاق شرعاً جائز ہونے کے باوجود عنداللہ ایک ناپسندیدہ عمل ہے کیونکہ طلاق کی وجہ سے دو افراد، دو خاندان آپس میں رشتہ و ناطہ سے محروم ہو جاتے ہیں، اولاد ہونے کی صورت میں بچوں کی تربیت پر منفی اثرات پڑتے ہیں۔ جس کی وجہ سے بچے معاشرے میں احساس کمتری کا شکار ہوتے ہیں۔

(2) طلاق کا مسنون طریقہ:

طلاق کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ خاوند بیوی کو ایسے طہر میں طلاق دے جس میں اس سے ہم بستری نہ کی ہو اور ایک ہی طلاق دے۔ بعد از طلاق عورت عدت خاوند کے گھر گزارے گی اور اس دوران نان و نفقہ بذمہ خاوند ہوگا۔ اگر دوران عدت رجوع کرنا چاہے تو خاوند کو بلا نکاح رجوع و صلح کا حق حاصل ہے۔ بعد از القضاء عدت صلح و رجوع تجدید نکاح سے ہوگا۔

ایک مجلس میں بیک وقت تین طلاق دینا:

اکٹھی تین طلاقیں دینا بالاتفاق شرعاً ناپسندیدہ عمل ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے تین طلاق دینے والے پر سخت ناراضی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

((أَيُلْعَبُ بِكِتَابِ اللّٰهِ وَأَنَا بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ؟)) ❶

''کیا میری موجودگی میں اللہ کی کتاب کے ساتھ کھیلا جاتا ہے؟''

اگر کوئی شخص اس ناپسندیدہ عمل کا ارتکاب کرتے ہوئے مجلس واحد میں اپنی منکوحہ کو بیک وقت تین طلاقیں دے دے تو ایسی طلاقوں کو شرعاً ایک ہی شمار کیا گیا ہے۔ عہد رسالت مآب ﷺ میں یہی طریق کار رائج تھا چنانچہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

((كَانَ الطَّلَاقُ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَسَنَتَيْنِ مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ طَلَاقُ الثَّلَاثِ وَاحِدَةً)) ❷

''رسول اللہ ﷺ اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد میں اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی دو سالوں میں اکٹھی تین طلاقوں کو ایک ہی شمار کیا جاتا تھا۔''

[16]...... حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ، حَدَّثَنَا كَثِيرٌ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ، عَنِ الْوَصَّافِيِّ، عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((سَمَّاهُمُ اللّٰهُ الْأَبْرَارَ لِأَنَّهُمْ بَرُّوا الْآبَاءَ وَالْأَبْنَاءَ، كَمَا أَنَّ لِوَالِدَيْكَ عَلَيْكَ حَقًّا كَذٰلِكَ لِوَلَدِكَ عَلَيْكَ حَقٌّ))

تخريج الحديث الادب المفرد للبخاری، باب بر الأب لولده، رقم الحديث: 94، مجمع الزوائد: 8/ 146، المعجم الكبير، رقم الحديث: 13814، السلسلة الضعيفة: 7/ 206، رقم الحديث: 3221۔ علامہ ہیثمی اور محدث البانی نے اسے ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

ترجمة الحديث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ نے ان کا نام ابرار (نیکوکار) رکھا ہے، اس لیے کہ انہوں نے اپنے والدین اور اولاد کے ساتھ نیکیاں کیں۔ جیسا کہ تیرے والدین کا تجھ پر حق ہے، اسی طرح تیری اولاد کا بھی تجھ پر حق ہے۔''

شرح الحديث

(1) ابرار:

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے ابرار (نیک لوگوں) کی تعریف کی تو فرمایا:

---

❶ سنن نسائی، الطلاق، باب الثلاث المجموعة وما فيه من التغليظ: 3430، اس کی سند ''صحیح'' ہے۔

❷ صحیح مسلم، الطلاق، باب طلاق الثلاث: 1472.

((هُمُ الَّذِيْنَ اَطَاعُوْا اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَلَمْ يُقَابِلُوْهُ بِالْمَعَاصِيْ)) [1]

''یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری کی اور اس کی نافرمانی نہیں کی۔''

یہ روایت اگرچہ سنداً ضعیف ہے۔ تاہم والدین اور اولاد کے حقوق کتاب وسنت میں تفصیل سے بیان ہوئے ہیں۔

(2) والدین کے حقوق:

اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام کو والدین کی خدمت، ان کی فرمانبرداری کرنے اور حقوق کا خیال رکھنے کا حکم دیا ہے۔ حقوق العباد میں اس حق کے فائق ہونے کی بے شمار وجوہات ہیں۔ والدین کے چند حقوق درج ذیل ہیں:

(i) ضرورت مند ہونے کی صورت میں ان پر خرچ کرنا:...... اگر اولاد صاحب حیثیت اور مالدار ہے اور والدین ضرورت مند ومحتاج ہوں تو اولاد کو چاہیے، والدین کی ضرورتیں پوری کرے اور ان پر خرچ کرنے کو سعادت جانے۔

(ii) والدین کی اطاعت:...... بر الوالدین میں ان کی اطاعت وفرمانبرداری بھی شامل ہے۔ جب تک والدین خیر و بھلائی کا حکم دیں، ان کی اطاعت لازم ہے۔ البتہ اللہ اور رسول کی نافرمانی کے حکم پر ان کی اطاعت نہیں۔

(iii) ذکر خیر کرنا:...... والدین کو ادب واحترام سے مخاطب کرنا، ان کی عدم موجوگی میں ان کا ذکر خیر کرنا بھی اولاد کا فرض ہے۔ کئی بدبخت والدین کو برا بھلا کہتے ہیں، ان کو گالیاں بکتے ہیں۔ ان پر لعن طعن کرتے ہیں۔ سلیم الفطرت شخص ان اخلاقی برائیوں سے مبرا ہوتا ہے۔

(iv) والدین کے لیے دعا کرنا:...... والدین کی زندگی میں اور بعد از وفات ان کے لیے دعا کرنا ان کا حق ہے۔ قرآن میں والدین کے لیے دعا کے الفاظ کی تعلیم دی گئی، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا﴾ (بنی اسرائیل : 24)

''اور کہہ اے میرے رب! ان دونوں پر رحم فرما جیسے انہوں نے بچپن میں مجھے پالا۔''

(v) والدین کے ذمہ کو پورا کرنا:...... اگر والدین نے کوئی نذر مان رکھی ہو یا ان کے ذمہ قرض ہو یا انہوں نے کسی کا حق ادا کرنا ہو تو اولاد کے لیے لازم ہے ان کی وفات کے بعد اس کی ادائیگی میں جلدی کریں۔

[1] تفسیر ابن کثیر : 4/ 621.

(iv) والدین کے رشتہ داروں اور دوستوں سے حسن سلوک:...... والدین کے ساتھ حسن سلوک کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ اولاد ان کے بہن بھائیوں، عزیز و اقارب اور دوست احباب کی والدین کے ساتھ تعلق کی وجہ سے عزت وتکریم بجا لائیں۔

(3) اولاد کے حقوق:

جس طرح والدین کے حقوق ہیں اسی طرح ان کے ذمہ کچھ فرائض بھی ہیں جن کی ادائیگی کا ان سے تقاضا کیا گیا ہے۔ جو والدین اولاد کے حقوق ادا کرتے ہیں ان کی اولاد ان کے لیے سرمایۂ حیات اور صدقۂ جاریہ بنتی ہے۔ لہٰذا والدین کو چاہیے کہ اپنے فرائض پہچانیں اور دنیا وآخرت کی بہتری کا سامان تیار کریں۔

اولاد کے چند حقوق درج ذیل ہیں:

(i) اسلامی تربیت:...... اولاد کا سب سے اہم اور مقدم ترین حق ہے کہ اس کو اللہ اور اس کے رسول کا تعارف کرایا جائے۔ ارکان اسلام کی پابندی کے لیے ذہنی اور عملی طور پر تیار کیا جائے۔ ایمان کے بنیادی امور سے آگاہ کیا جائے۔ تاکہ اولاد اللہ اور اس کے رسول کی تابعدار بن کر معاشرے میں قابل قدر مقام حاصل کر سکے۔

(ii) ضروریات زندگی مہیا کرنا:...... بچوں کو بنیادی ضرویات زندگی مہیا کرنا اور ان کو خود داری کی زندگی گزارنے کے لیے تیار کرنا بھی والدین پر فرض ہے۔ جو والدین اپنی اولاد کی ضروریات پوری نہیں کرتے ان کے بچے معاشرے پر بوجھ بن جاتے ہیں جس کے بھیانک نتائج سامنے آتے ہیں۔

(iii) اولاد کے لیے دعا کرنا:...... والدین پر لازم ہے اپنی اولاد کے لیے اللہ رب العزت سے خیر و بھلائی مانگتے رہیں۔ ابراہیم علیہ السلام کی سیرت طیبہ کے پہلوؤں میں سے نمایاں ترین پہلو یہ ہے کہ انہوں نے اللہ رب العزت سے جب بھی دعا کی، اپنی اولاد کو ضرور شامل دعا کیا، نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ وَاٰتَيْنٰهُ اَجْرَهٗ فِي الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ ﴾

(العنکبوت : 27)

''اور ہم نے ان کی اولاد میں نبوت و کتاب رکھ دی اور ہم نے اسے اس کا اجر دنیا میں دیا اور بے شک وہ آخرت میں یقیناً صالح لوگوں میں سے ہے۔''

(iv) اولاد کو رشتوں کی پہچان کروانا اور آداب زندگی سکھانا:...... والدین پر لازم ہے اپنی اولاد کو عزیز و اقارب اور دوست احباب سے متعارف کروائیں تا کہ وہ اپنوں اور غیروں کو پہچان سکیں۔ اولاد کو زندگی گزارنے

کے آداب سکھائیں، کھانے پینے، رہن سہن وغیرہ کے آداب سے روشناس کروائیں۔

(v) اولاد میں عدل وانصاف کریں:...... عدل وانصاف اولاد کا حق ہے۔ والدین کی نظروں میں سب بچے ایک جیسے ہونے چاہییں۔ تاکہ وہ برابر پیار ومحبت لے سکیں۔ بعض بچوں کو بعض پر ترجیح دینے سے مسائل جنم لیتے ہیں۔ بچوں کا باہمی الفت وپیار ختم ہوجاتا ہے۔ احساس کمتری پیدا ہوتا ہے۔ عدم توجہ کا حامل بچہ والدین کی ناقدری کرتا ہے۔

(vi) اولاد کو وقت دینا:...... مشینی دور نے انسان کو اپنوں سے دور کر دیا ہے۔ مادیت پرستی نے خون سفید کر دیئے ہیں، اولاد کے پاس والدین کے لیے اور والدین کے پاس اولاد کے لیے وقت نہیں۔ فل ڈے ایجوکیشن دے کر والدین تعلیم وتربیت کی ذمہ داریوں سے خود کو عہد برآ سمجھتے ہیں جبکہ والدین کا وقت اولاد کے لیے سب سے اہم ہے۔ جوان کا حق ہے۔ والدین کو اس کا احساس کرتے ہوئے اپنی مصروفیات سے اولاد کے لیے ضرور وقت نکالنا چاہیے۔

[17]...... وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: مَا زَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُوصِي بِالصَّلَاةِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ حَتَّى انْكَسَرَ لِسَانُهُ.

تخریج الحدیث سنن ابن ماجه، الجنائز، باب ذكر مرض رسول الله ﷺ، رقم الحديث: 1625، مسند احمد: 6/ 311، 321، عن ام سلمة، الارواء الغليل: 7/ 238، محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمة الحدیث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل نماز اور غلاموں سے متعلق وصیت کرتے رہے حتی کہ آپ کی زبان مبارک خاموش ہوگئی۔

شرح الحدیث

(1) نماز کی اہمیت وفرضیت کے لیے دیکھئے فوائد حدیث نمبر 1۔

(2) غلاموں کے حقوق:

عرب کی سرزمین پر اسلام کی کرنیں طلوع ہوئیں تو غلامی کی مختلف صورتیں موجود تھیں۔ غلام بنیادی انسانی حقوق سے محروم تھے۔ اسلام نے غلاموں کو آزاد کرنے کی فضیلت بیان کی، مختلف کفارات میں غلاموں کو آزادی دلانے کا مطالبہ کیا۔ تاکہ بنی آدم غلامی کی ذلت سے آزاد ہوکر زندگی گزار سکیں۔

شریعت نے غلامی کو مکمل طور پر ختم نہیں کیا، البتہ غلاموں کے حقوق متعین فرمائے تاکہ وہ معاشرے میں عزت و وقار سے زندگی گزار سکیں۔ چند بنیادی حقوق درج ذیل ہیں:

(i) غلاموں سے حسن سلوک:...... غلاموں سے اچھے سلوک کی رسول اللہ ﷺ نے خوب تاکید فرمائی، مالک کو اپنے کھانے جیسا کھانا کھلانے، اپنے لباس جیسا لباس مہیا کرنے اوران سے اتنا ہی کام لینے کا حکم دیا جتنا کرنے کی ان میں سکت ہو۔

(ii) کام کاج میں معاونت کرنا:...... غلام کا کام اپنے آقا و مالک کے امور حیات میں معاونت ہے۔ لہٰذا مالک کو تمام کام غلام کے سپرد کر کے اس پر بوجھ ڈالنے کی بجائے اس کے ساتھ معاونت کرنا چاہیے۔ شریعت اسلامیہ کا یہی تقاضا ہے۔

(iii) مالک کے مال میں تصرف:...... غلام کو اپنے مالک کے مال میں معمولی تصرف کا اختیار حاصل ہے۔ عمیر رضی اللہ عنہ مولیٰ آل ابی لحم کہتے ہیں، میں غلام تھا میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: کیا میں اپنے آقا کے مال سے صدقہ کرسکتا ہوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں اور ثواب تم دونوں میں برابر تقسیم ہوگا۔'' ❶

(iv) غلام کو تعلیم و تربیت دینا:...... اسلام کا یہ حسن ہے کہ ہر ایک کو مثالی انسان دیکھنا چاہتا ہے، تاکہ مسلم معاشرہ پرسکون اور بابرکت ہو۔ لہٰذا غلاموں کی تعلیم وتربیت پر بھی خوب زور دیا گیا ہے۔ سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کے پاس لونڈی ہو اور وہ اس کی اچھی تربیت کرے پھر آزاد کرنے کے بعد اسے عقد نکاح میں لے لے تو اس کے لیے دوگنا اجر وثواب ہے۔'' ❷

(3) غلام آزاد کرنے کی فضیلت:

غلامی ذلت ورسوائی کا نام ہے اور آزادی سے بڑی نعمت کوئی نہیں لہٰذا کسی غلام کو آزادی دلانے سے بڑھ کر اس کے ساتھ حسن سلوک نہیں ہوسکتا، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَجْزِي وَلَدٌ وَالِدَهُ إِلَّا أَنْ يَّجِدَهُ مَمْلُوكًا فَيَشْتَرِيَهُ فَيُعْتِقَهُ)) ❸

''کوئی اولاد اپنے والد کا بدلہ نہیں چکا سکتی سوائے اس کے کہ اسے غلامی کی حالت میں پائے اور خرید

---

❶ صحیح مسلم، الزكاة، باب ما انفق العبد من مال مولاہ: 1025.

❷ صحیح بخاری، العتق، باب فضل من ادب جاریته و علمها: 2544، صحیح مسلم، النكاح، باب فضيلة اعتاقة امته ثم يتزوجها: 154 قبل الحديث: 1365.

❸ صحیح مسلم، العتق، باب فضل عتق الوالد: 1510.

کر آزاد کر دے۔''

ایک اور حدیث میں غلام آزاد کرنے کی فضیلت بیان کرتے ہوئے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((مَـنْ اَعْتَـقَ رَقَبَةً مُـوْمِـنَةً اَعْتَـقَ اللّٰهُ بِكُلِّ اِرْبٍ مِّنْهَا اِرْبًا مِنْهُ مِنَ النَّارِ حَتّٰى اِنَّهٗ لَيُعْتِقُ بِالْيَدِ الْيَدَ وَبِالرِّجْلِ الرِّجْلَ وَبِالْفَرْجِ الْفَرْجَ)) [1]

''جو شخص کسی مومن غلام کو آزاد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ایک ایک عضو کے عوض آزاد کرنے والے کے ایک ایک عضو کو جہنم کی آگ سے آزاد کر دیتے ہیں حتی کہ ہاتھ کے بدلے ہاتھ، پاؤں کے بدلے پاؤں اور شرمگاہ کے بدلے شرمگاہ کو آزاد کر دیتا ہے۔''

(4) وفات النبی ﷺ:

رسول اللہ ﷺ وفات پا چکے ہیں اور اس پر کتاب وسنت کے بے شمار دلائل ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس بات پر اتفاق تھا۔ عربی زبان میں کسی کی وفات سے متعلق آگاہ کرنے کے لیے جتنے بھی الفاظ صراحتاً یا کنایۃً استعمال ہوتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کو استعمال کیا اور امت کو وفات النبی ﷺ سے متعلق آگاہی دی۔

[18]...... حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ أَبِي يَزِيدَ، حَدَّثَنَا عَدِيُّ بْنُ الْفَضْلِ، عَنْ عَطَاءِ بْـنِ السَّـائِبِ، عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قِيلَ لَهُ: إِنَّكَ تُزَاحِمُ عَلَى الرُّكْنَيْنِ زِحَـامًـا مَا رَأَيْنَا أَحَدًا يَفْعَلُ كَفِعْلِكَ، فَقَالَ: إِنْ أَفْعَلْ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ مَسْحَهُمَا يَحُطَّانِ الْخَطَايَا حَطًّا)).

تخريج الحديث مسـنـد احمد: 9/ 513، رقـم الـحديث: 5701، سـنـن نسائی، مناسك الـحـج، بـاب ذكـر الـفـضـل فی الطواف بالبيت، رقم الحديث: 2919، صـحـيـح ابن خزيمة: 4/ 218، رقم الحديث: 2729، ابن خزیمہ، محدث البانی اور احمد شاکر نے اسے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

ترجمة الحديث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ان سے دریافت کیا گیا: آپ دو رکنوں پر (شدید) مزاحمت کرتے ہیں، جبکہ ہم نے کسی اور کو آپ کی طرح کرتے ہوئے نہیں دیکھا ہے، تو انہوں نے کہا: اگر میں اس طرح کرتا ہوں تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے: ''بے شک ان کا چھونا، گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔''

[1] ارواء الغليل: 6/ 168.

شرح الحدیث دیکھئے فوائد حدیث نمبر 6۔

[19]...... حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ ، حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ ، وَيَحْيَى بْنُ صَالِحٍ قَالَا: حَدَّثَنَا عُفَيْرُ بْنُ مَعْدَانَ الْيَحْصِبِيُّ ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ النَّمِيمَةَ وَهِيَ الْكَذِبُ ، وَالسَّخِيمَةَ وَالْحَمِيَّةَ فِي النَّارِ ، فَلَا يَجْتَمِعَانِ فِي صَدْرِ مُسْلِمٍ)) .

تخریج الحدیث المعجم الكبير للطبرانى : 12/ 445، رقم الحديث : , 13615، مجمع الزوائد : 2/ 134، الترغيب والترهيب : 3/ 497، الكامل لابن عدى : 5/ 201، اس کی سند میں عفیر بن معدان یحصبی ضعیف راوی ہے، ابن معین نے کہا: وہ کچھ بھی نہیں، احمد نے کہا منکر الحدیث ہے، امام ترمذی نے کہا: حدیث میں ضعیف ہے۔

ترجمة الحدیث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یقیناً چغل خوری جھوٹ ہے اور کینہ اور (خاندانی و جاہلی) حمیت جہنم میں ہے۔ یہ دونوں چیز ایک مسلمان کے سینے میں اکٹھی نہیں ہوسکتیں۔''

شرح الحدیث

(1) چغل خوری:

انسان کے حسن اسلام میں سے بے مقصد کاموں کو چھوڑ دینا ہے۔ ہر وہ کام جو دنیوی مفاد اور اخروی فلاح و کامیابی سے تعلق نہیں رکھتا۔ مسلمان اس سے گریز کرتا ہے۔ چغل خوری سے چغل خور ایک انسان سے بات لے کر دوسرے تک اس کو پہلے سے بدظن کرنے یا برانگیختہ کرنے کے لیے نقل کرتا ہے۔ جس میں شرعاً کوئی مصلحت نہیں بلکہ کثیر مفاسد ہیں۔ اسی لیے چغل خور کو سخت ترین وعیدیں سنائی گئیں۔

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے سنا:

((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ)) [1]

''چغل خور جنت میں نہیں جاسکے گا۔''

---

[1] صحيح بخارى، الأدب، باب ما يكره من النميمة : 6056، صحيح مسلم، الايمان، باب بيان غلظ تحريم النميمة : 105 .

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گزرے تو فرمایا: ''ان دونوں قبر والوں کو عذاب ہو رہا ہے اور ان کو کسی بڑے کام میں عذاب نہیں ہو رہا، ان میں سے ایک پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا جبکہ دوسرا چغل خور تھا۔'' ❶

(2) کینہ وبغض:

انسانی معاشرے میں موجود ایک قبیح برائی کا نام بغض ہے اور یہ دل کی اس کیفیت کا نام ہے جو انسان کسی دوسرے سے متعلق عداوت کی وجہ سے رکھتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سابقہ امتوں کی بیماری قرار دیا، سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((دَبَّ إِلَيْكُمْ دَاءُ الْأُمَمِ قَبْلَكُمْ الْحَسَدُ وَالْبَغْضَاءُ هِيَ الْحَالِقَةُ لَا أَقُولُ تَحْلِقُ الشَّعَرَ وَلَكِنْ تَحْلِقُ الدِّينَ)) ❷

''تمہارے اندر پہلی امتوں والی بیماری حسد اور بغض سرایت کر چکی ہے، باہم بغض رکھنا مونڈنے والی بیماری ہے، بالوں کو مونڈنے والی نہیں بلکہ دین کو مونڈنے والی یعنی ختم کر دینے والی ہے۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر سوموار اور جمعرات کو جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ مشرک کے علاوہ ہر شخص کو بخش دیا جاتا ہے۔ سوائے ان دو آدمیوں کے جن کے درمیان کوئی بغض ہو۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کہا جاتا ہے جب تک یہ دونوں صلح نہیں کر لیتے ان کو مہلت دو، ان دونوں کو صلح تک مہلت دو، ان دونوں کو صلح تک مہلت دو۔'' ❸

(3) عصبیت:

دین اسلام نے جاہلی معاشرے کے تمام تفاخر کو ختم کر دیا جن میں سے خاندان، قبیلے قوم یا برادری کے لیے حق و باطل کی تمیز کیے بغیر لڑنا ان کا ساتھ دینا بھی شامل تھا اور اسی کا نام عصبیت ہے۔ عصبیت کو گمراہی و ضلالت

---

❶ صحیح بخاری، الجنائز، باب الجريد على القبر : 1361، صحیح مسلم، الطهارة، باب الدليل على نجاسة البول : 292.

❷ سنن ترمذی، صفة القيامة، باب في فضل صلاح ذات البين : 2510، صحيح الترغيب والترهيب : 2888.

❸ صحيح مسلم، البر والصلة، باب النهي عن الشحناء : 2565.

اور جاہلیت قرار دیا گیا ہے۔سیدنا جندب بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ قُتِلَ تَحْتَ رَأيَةٍ عِمِّيَّةٍ يَدْعُو عَصَبِيَّةً اَوْ يَنْصُرُ عَصَبِيَّةً فَقِتْلَةٌ جَاهِلِيَّةٌ)) ❶

''جوشخص گمراہی کے جھنڈے تلے جنگ کرتا مارا گیا۔ لوگوں کو عصبیت کی طرف دعوت دیتا ہے یا عصبیت کی بنیاد پر مدد کرتا ہے تو اس کا قتل ہو جانا جاہلیت کی طرح ہے۔''

صرف عصبیت کے لیے ناحق لڑنے والوں کی سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے مثال دی تو فرمایا:

((مَنْ نَصَرَ قَوْمَهُ عَلَى غَيْرِ الْحَقِّ فَهُوَ كَالْبَعِيْرِ الَّذِيق رَدٰى فَهُوَ يُنْزَعُ بِذَنْبِهِ)) ❷

''جس نے اپنی قوم کی ناحق مدد کی تو اس کی مثال اس اونٹ کی سی ہے جو کنویں میں گر گیا ہو اور پھر اسے دم سے پکڑ کر کنویں سے نکالا جاتا ہے۔''

(4):......مسلمان کا دل اخلاق رذیلہ سے پاک ہوتا ہے وہ دوسروں کی خیر خواہی و ہمدردی کے جذبہ سے سرشار دکھائی دیتا ہے۔ بری عادات و اطوار سے خود کو بچاتا ہے اور دوسروں کو بھی ان سے بچنے کی تلقین کرتا ہے۔ لیکن فی زمانہ ہم من حیث القوم اخلاقی انحطاط کا شکار ہو چکے ہیں۔میٹھی زبانوں کے پیچھے بھی بغض وعناد اور غلط سوچیں موجود ہوتی ہیں۔اللہ رب العزت ہمارے حال پر رحم فرمائے:

ذَهَبَ الْوَفَاءُ ذِهَابَ أَمْسِ الذَّاهِبِ
وَالنَّاسُ بَيْنَ مُخَاتِلٍ وَمُحَارِبِ
يُفْشُوْنَ بَيْنَهُمْ الْمَوَدَّةَ وَالْوَفَا
وَقُلُوْبُهُمْ مَحْشُوَّةٌ بِعَقَارِبُ

''وفاداری گزشتہ کل کے گزر جانے کی طرح اٹھ گئی اور لوگوں کا یہ حال ہے کہ کوئی مکار ہے تو کوئی جنگ جو ہے۔ ایک دوسرے سے محبت اور الفت جتاتے ہیں حالانکہ ان کے دل بچھوؤں سے بھرے ہوئے ہیں۔(ہر وقت کاٹنے کی فکر میں ہیں۔)''

[20]...... وَعَنْ عَطَاءٍ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عُمَرَ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَعَنَ النَّائِحَةَ وَالْمُسْتَمِعَةَ، وَالْحَالِقَةَ وَالصَّالِقَةَ، وَالْوَاشِمَةَ وَالْمَوْشُومَةَ وَقَالَ: ((لَيْسَ لِلنِّسَاءِ

❶ صحيح مسلم، الامارة، باب وجوب ملازمة جماعة المسلمين عند ظهور الفتن: 1850.
❷ سنن ابی داؤد، الأدب، باب فی العصبية: 5117.

فِی اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ أَجْرٌ)).

تخریج الحدیث مجمع الزوائد: 3/ 14، رقم الحدیث: 4020، السنن الکبریٰ للبیهقی: 4/ 105، رقم الحدیث: 7114، عن ابن عمر، سنن ابی داؤد، الجنائز، باب فی النوح، رقم الحدیث: 3128، مسند احمد: 3/ 65 مختصراً عن ابی سعید، الارواء: 3/ 222، اس کی سند میں عفیر بن معدان یحصبی ضعیف راوی ہے، محدث البانی نے اس کی سند کو ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

ترجمة الحدیث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوحہ کرنے والی اور سننے والی اور (مصیبت کے وقت) بال منڈوانے والی اور چیخ وپکار کرنے والی اور گودنے والی اور گودوانے والی عورت پر لعنت فرمائی اور فرمایا: جنازوں کے پیچھے چلنے میں عورتوں کے لیے ثواب نہیں ہے۔

شرح الحدیث

(1) دکھ یا تکلیف کا آنا:

اللہ رب العزت نے مخلوقات کی تخلیق سے قبل ان کی تقادیر لکھ دیں۔ دکھ اور سکھ، خوشی وغم بھی لکھے جا چکے ہیں۔ اہل ایمان کے لیے پریشانیاں اور مصیبتیں بلندیٔ درجات کا باعث بنتی ہیں۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا يُصِيبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَصَبٍ وَلَا وَصَبٍ وَلَا هَمٍّ وَلَا حُزْنٍ وَلَا أَذًى وَلَا غَمٍّ حَتَّى الشَّوْكَةِ يُشَاكُهَا إِلَّا كَفَّرَ اللَّهُ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ)) [1]

''مسلمان کو جو بھی پریشانی، بیماری، رنج وملال، تکلیف اور غم پہنچتا ہے، یہاں تک کہ اگر اسے کوئی کانٹا بھی چبھ جائے تو اللہ تعالیٰ اسے اس کے گناہوں کے بخشش کا باعث بنا دیتا ہے۔''

(2) مصیبت پر صبر کرنا:

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ستر (70) مرتبہ صبر کا ذکر کیا اور اہل ایمان کو صبر وصلاۃ کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنے کا حکم دیا۔ دکھ اور تکلیف کے وقت ''إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ'' پڑھنے کی تلقین فرمائی ہے۔ اس کلمہ میں

[1] صحیح بخاری، المرضیٰ، باب ما جاء فی کفارة المرض: 5642، صحیح مسلم، البر والصلة والادب، باب ثواب المؤمن فیما یصیب من مرض: 2573.

اللہ کی رضا پر راضی رہنے کا اظہار و اقرار ہے۔ یہ کلمہ ادا کرنے سے انسان کو صبر کی توفیق ملتی ہے۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے سنا، جب کسی مسلمان کو کوئی مصیبت پہنچے اور وہ وہی کلمہ کہے جس کا اللہ تعالیٰ نے اسے حکم دیا:

((إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ اَللّٰهُمَّ أْجُرْنِی فِی مُصِيبَتِی وَأَخْلِفْ لِی خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا أَخْلَفَ اللّٰهُ لَهٗ خَيْرًا مِنْهَا))

''یقیناً ہم اللہ کے لیے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ اے اللہ! میری مصیبت پر اجر دے اور مجھے اس کا نعم البدل عطا فرما تو اللہ تعالیٰ اسے اس سے بہتر عطا فرماتا ہے۔''

ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ کہتی ہیں، جب میرے خاوند (ابوسلمہ رضی اللہ عنہ) وفات پا گئے تو میں نے کہا: مسلمانوں میں ابوسلمہ سے بہتر کون ہوگا؟ پہلا گھرانہ ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کی۔ میں نے یہ (مذکورہ) کلمہ کہا، تو اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کی جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں بدل عطا فرما دیا۔'' [1]

(3) سوگ کے وقت غیر شرعی امور:

شریعت اسلامیہ نے خوشی و غمی کو ماننے کا طریقہ کار واضح کر دیا ہے۔ جس طرح خوشی کی حالت میں اسراف و تبریز غیر شرعی محافل کا انعقاد، ساز و باج کی مجلسیں وغیرہ جائز نہیں اسی طرح حالت غم میں اونچی آواز سے رونا، سینہ کوبی کرنا، کپڑے پھاڑنا، سر کے بال منڈوا دینا وغیرہ بھی شرعاً ناجائز ہے۔ ہمارے یہاں سوگ کو منانے کے بے شمار مصنوعی طریقے بھی ہیں جن کی شرعاً گنجائش نہیں جن میں سے مرد و زن کا کئی کئی روز تک دریاں بچھا کر ''پھوڑی'' بیٹھنا، اظہار افسوس و غم کے لیے سیاہ لباس، سیاہ پٹیاں باندھنا، کسی کے افسوس کے لیے ایک منٹ یا زیادہ وقت کے لیے خاموشی اختیار کرنا، حکومتی سطح پر پرچم سرنگوں کرنا یا چھٹی منانا، ہر سال برسی کا انعقاد کرنا وغیرہ سبھی سوگ کی ناجائز صورتیں ہیں۔

خواتین کو اپنے خاوندوں کے علاوہ دیگر عزیز و اقارب کی وفات پر تین دن سوگ کرنے کی اجازت ہے البتہ خاوند کی وفات پر بیوہ کی عدت چار ماہ دس دن ہے۔ مزید دیکھئے فوائد حدیث نمبر 74۔

(4) اظہار زینت کے غیر شرعی طریقے:

قبل از اسلام خواتین بن سنور کر زینت کے ساتھ مردوں کے سامنے آتیں، بناؤ سنگھار کر کے بے پردہ باہر

[1] صحيح مسلم، الجنائز، باب ما يقال عند المصيبة : 918.

نکلتیں، اسلام نے عورتوں کو غیر محرم مردوں کے سامنے اظہار زینت سے منع کر دیا، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُوْلٰى﴾ (الاحزاب: 33)

''اور اپنے گھروں میں قرار پکڑو اور پہلی جاہلیت کے اظہار زینت کی طرح زینت ظاہر نہ کرو۔''

خواتین اسلام کو بوقت ضرورت باپردہ ہوکر، اظہار زینت اور خوشبو لگائے بغیر گھر سے نکلنے کی اجازت دی گئی۔ اسی طرح مسلم خواتین مسجد میں نماز باجماعت، نماز تراویح اور جمعہ کی ادائیگی کے لیے جاسکتی ہیں۔ افسوس دیگر بہت ساری اخلاقی و معاشرتی برائیوں کی طرح خواتین سے متعلق اظہار زینت کا معاملہ بھی بگاڑ کی آخری حدوں کو چھو رہا ہے۔ جگہ جگہ کھلے بیوٹی پارلر، کاسمیٹکس کی دکانیں اظہار زینت کے اسباب ہر گلی محلّہ میں مہیا کر رہے ہیں۔ عورتوں کا باریک و تنگ لباس پہن کر، بے پردہ گھروں سے نکلنا، آبروئیں بنانا، مصنوعی بالوں کا استعمال کرنا، چہرے اور ہاتھوں پر وشمہ (گودنا، گودوانا) کرنا وغیرہ اظہار زینت کے غیر شرعی طریقے ہیں جن سے اسلام پسند خاتون کو بہرصورت بچنا ہوگا۔

(5) خواتین کا جنازے کے ساتھ جانا:

جنازے کے ساتھ چلنا مسنون عمل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اتباع الجنائز کو حق مسلم میں سے شمار کیا، خود اللہ کے رسول، خلفائے راشدین جنازوں کے ساتھ چلتے رہے اور آج تک امت کا یہ معمول چلا آ رہا ہے۔ خواتین کے لیے جہاں اور بہت سارے مسائل مردوں سے مختلف ہیں۔ ان میں سے ایک یہ مسئلہ بھی ہے۔ جس میں خواتین کو جنازوں کے ساتھ جانے سے منع کیا گیا ہے۔ البتہ اس پابندی کو لازمی قرار نہیں دیا گیا، جیسا کہ سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

((نُهِينَا عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَلَمْ يُعْزَمْ عَلَيْنَا)) ❶

''ہمیں جنازوں کے ساتھ جانے سے روکا گیا ہے، لیکن سختی کے ساتھ منع نہیں کیا گیا۔''

[21]...... حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ سِنَانٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ: قَالَ عَطَاءٌ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((النَّمِيمَةُ وَالشَّتِيمَةُ وَالْحَمِيَّةُ فِي النَّارِ، فَلَا يَجْتَمِعَانِ فِي صَدْرِ مُؤْمِنٍ)).

---

❶ صحيح بخاری، الجنائز، باب اتباع النساء الجنازة: 1278، صحيح مسلم، الجنائز، باب نهی النساء، عن اتباع الجنائز: 928.

تخریج الحدیث المعجم الكبير للطبراني: 12/ 445، رقم الحديث: 13615، مجمع الزوائد: 8/ 91، رقم الحديث: 13124، السلسلة الضعيفه، رقم: 4703، اس میں یزید بن سنان ضعیف راوی ہے، اسے ہیثمی اور محدث البانی نے ''ضعیف'' کہا ہے۔

ترجمة الحديث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے: ''چغل خوری، گالی گلوچ اور (جاہلی) حمیت جہنم میں لے جائے گی اور یہ دونوں چیزیں ایک مؤمن کے سینے میں اکٹھی نہیں ہوسکتیں۔''

شرح الحديث دیکھئے فوائد حدیث نمبر 19۔

[22]...... حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُثْمَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: أَتَى عَلَيْنَا زَمَانٌ وَمَا يَرَى أَحَدُنَا أَنَّهُ أَحَقُّ بِالدِّينَارِ وَالدِّرْهَمِ مِنْ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ، وَنَحْنُ الْيَوْمَ الدِّينَارُ وَالدِّرْهَمُ أَحَبُّ إِلَيْنَا مِنْ أَخِينَا الْمُسْلِمِ، وَذَلِكَ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِذَا ضَنَّ النَّاسُ بِالدِّينَارِ وَالدِّرْهَمِ، وَاتَّبَعُوا أَذْنَابَ الْبَقَرِ، وَتَرَكُوا الْجِهَادَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، وَتَبَايَعُوا بِالْغَبْنِ أَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ذُلًّا فَلَمْ يَرْفَعْهُ عَنْهُمْ حَتَّى يُرَاجِعُوا دِينَهُمْ)).

تخریج الحدیث مسند احمد: 8/ 440، رقم الحديث: 4825، سنن ابی داؤد، الاجارة، باب فی النهی عن العينة، رقم الحديث: 3462، عن نافع عن ابن عمر، شعب الايمان للبيهقی: 6/ 92، رقم الحديث: 3920، حلية الاولياء: 1/ 313، محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمة الحديث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے کہا: ہم پر وہ وقت بھی آیا، جب ہر کوئی خود سے اپنے مسلمان بھائی کو دینار اور درہم کا زیادہ حق دار سمجھتا تھا اور آج ہمیں دینار و درہم اپنے مسلمان بھائیوں سے زیادہ محبوب ہیں اور یہ اس لیے ہے کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے: ''جب لوگ دینار و درہم کے ساتھ بخیل ہو جائیں گے اور بیلوں کی دموں کے پیچھے چلیں گے اور اللہ کی راہ میں جہاد کو چھوڑ دیں گے اور لین دین میں دھوکہ کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان پر رسوائی مسلط کر دیں گے اور وہ رسوائی ان سے نہیں چھٹے گی یہاں تک کہ وہ اپنے دین کی طرف واپس آجائیں۔''

شرح الحدیث

(1) خودغرضی اور ایثار:

انسان فطرتاً خودغرض واقع ہوا ہے جب خودغرضی حد سے بڑھ جائے تو باہمی ہمدردی، اخوت ومودت اور ایثار جیسی صفات جمیلہ ناپید ہو جاتی ہیں اور ان کی جگہ جھوٹ بددیانتی، مکروفریب اور شقاوت قلبی لے لیتی ہے جس کی وجہ سے معاشرے میں بے شمار اخلاقی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔

اسلام نے خودغرضی اور اس سے جنم لینے والے مفاسد کے خاتمہ کے لیے مسلمان کو اپنے حق سے کم پر اکتفا کرنے، دنیا اور اس کے مال ومنال کی بے ثباتی، ایثار وقربانی اور باہمی اخوت ومحبت کی خاطر جینے اور مرنے جیسی عالی صفات اپنانے کا خوگر بننے کی ہدایت کی۔ آغاز اسلام میں صحابہ کرام اسی بنا پر دوسروں کی ضرورت کو اپنی ضرورت پر ترجیح دیتے اور مسلمان بھائی کی ضرورت پورا کرنے کی خاطر اپنی ضرورت وخواہش کو قربان کر دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان:

﴿ وَ يُؤْثِرُوْنَ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ وَ لَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ؕ وَ مَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۚ﴾

(الحشر : 9)

''اور وہ اپنے آپ پر ترجیح دیتے ہیں خواہ انہیں سخت حاجت ہو اور جو کوئی اپنے نفس کی حرص سے بچا لیا گیا تو وہی لوگ ہیں جو کامیاب ہیں۔''

میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اسی صفت جمیلہ کا بیان ہوا۔

آج مسلم معاشرے میں افراتفری اور ابتری کا اہم ترین سبب یہ ہے کہ ہر شخص اپنے حقوق کا مطالبہ کرتا ہے۔ لیکن دوسروں کے حقوق دینے کو تیار نہیں، خود چاہتا ہے، لوگ میری عزت کریں، دوسروں کی عزت وتوقیر ضروری خیال نہیں کرتا۔ خود پورا لینے کا متقاضی ہے جبکہ دوسروں کو پورا نہیں دینا چاہتا۔ یہی وہ خودغرضی ہے جس کا اسلام نے خاتمہ کیا اور مسلمانوں کو ایثار پیشی کی تصویر بنایا۔

اخوت اس کو کہتے ہیں چبھے کانٹا جو کابل میں
تو ہندوستاں کا ہر پیرو جواں بے تاب ہو جائے

(2) اسباب ذلت:

اللہ رب العزت نے اہل ایمان سے دنیا وآخرت کی عزت وشرف کا وعدہ فرمایا ہے مسلمان کسی بھی خطہ ارضی کا

رہنے والا ہو وہ ذلیل نہیں ہوسکتا۔ یہ عزت وشرف دین کے ساتھ ہے جو دین دار اور دین پسند، دین پر عمل کرنے والا ہے، وہ عنداللہ معزز ومحترم ہے اور جو دین بے زار، بے دین اور بے عمل ہے اس کی عنداللہ اہمیت نہیں۔

حدیث مبارکہ میں چند اسباب ذلت کا بیان ہے جن کی مختصر وضاحت ذیل میں کی جاتی ہے۔

(i) روپے پیسے کی محبت:...... انسان کی مال سے محبت فطری ہے اور مال کے حصول میں انسان حریص واقع ہوا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَّ تُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ﴾ (الفجر : 20)

''اور تم مال سے محبت کرتے ہو بہت زیادہ محبت کرنا۔''

ایک دوسرے مقام پر ہے:

﴿ وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَیْرِ لَشَدِیْدٌ ﴾ (العادیات : 8)

''اور یقیناً وہ مال کی محبت میں بہت سخت ہے۔''

جب تک یہ محبت ایک حد تک رہے۔ اس محبت کی وجہ سے دین سے دوری نہ ہو، حقوق العباد اور حقوق اللہ کی ادائیگی ہوتی رہے، جائز ہے لیکن جب مال کی محبت انسان کو ناشکری، اللہ رب العزت کی نعمتوں کی ناقدری، حرص طمع اور بخل کی عادات ڈال دے تو یہ محبت مہلک بن جاتی ہے جس کی وجہ سے انسان کی دنیا و آخرت تاریک ہوجاتی ہے اور ایسا انسان عزت وشرف کے بجائے ذلت ورسوائی کماتا ہے۔

(ii) کھیتی باڑی کی محبت:...... کھیتی باڑی ذریعہ معاش ہے۔ شریعت کی حدود میں رہ کر اس ذریعہ کو اختیار کرنا اور حاصل ہونے والی آمدن سے اللہ کا حق ادا کرنا انتہائی مستحسن ہے۔ لیکن اگر جانوروں اور کھیتی کی محبت میں دین سے غفلت اختیار کی جائے اس کو تفاخر وزینت کا باعث سمجھا جائے تو انتہائی مذموم ومبغوض ہے۔

"واتبعوا اذناب البقر" کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ جب اہل اسلام گھوڑوں کی پیٹھوں سے اتر کر بیل اور گائے کی دم پکڑ لیں گے۔ وہ رزق جو انہیں جہاد کے نتائج، مال غنیمت کی شکل میں ملتا تھا اس سے ہاتھ روک کر کھیتی باڑی سے حاصل کرنے لگیں گے تو عزت و وقار ختم ہوجائے گا حکمران ان سے خراج اور ٹیکس لیں گے، وہ محکوم ومجبور ہو کر زندگی گزاریں گے۔

(iii) جہاد کو ترک کر دینا:...... جہاد اعمال کی معراج ہے اس کو "سنام العمل" قرار دیا گیا، مجاہد۔ جان ہے تو جہان ہے کے۔ دنیوی اصول کو ٹھوکر لگا کر جان سے دین وایمان قیمتی ہے کہ صدا لگاتا ہے۔ دنیوی جاہ و

حشمت اور عیش و آرام کو قربان کر کے اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے صبغۃ اللہ کے رنگ میں ڈبکی لگا کر نکل کھڑا ہوتا ہے اور اقوامِ عالم کو خبردار کرتا ہے کہ ع

زیر گردوں از قاہر است

آمری ما سوا اللہ کافری است

مجاہد کے مقاصد بلند، عزم، و ہمت، لاجواب ہوتا ہے اور اس کے نصیب میں فانی نہیں، ابدی عزت ہے، ایسی عزت جس کا کہیں نعم البدل نہیں، ایسی عزت جس میں کبھی رسوائی نہیں، آج ملت اسلامیہ کی ذلت کا اہم ترین سبب ترک جہاد ہے۔

(iv) کاروبار میں دھوکہ دہی:...... اللہ تعالیٰ نے تجارت، بیع کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔ تجارت کے پیشہ سے ہمارے پیارے پیغمبر ﷺ وابستہ رہے۔ کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس پیشہ کو اختیار کیا۔ نبی اکرم ﷺ نے کاروبار کی جائز و ناجائز صورتیں بیان کیں۔ شرعاً جائز امور انجام دینے سے انسان کو ذہنی و قلبی سکون میسر آتا ہے۔ جبکہ حرام و ناجائز معاملات میں پڑنے والا بے چین و بے قرار رہتا ہے۔

دھوکہ دہی کسی بھی سطح پر شرعاً ناجائز اور حرام ہے۔ اگر یہ عمل کاروبار میں ہو تو اس کے مہلک اثرات دیگر امور زندگی پر بھی پڑتے ہیں کیونکہ انسان کی کمائی سے اس کی ضروریات پوری ہوتی ہیں۔ بندہ کھانا پینا، رہن سہن، لباس اور دیگر چیزیں اپنی آمدن سے بناتا ہے اور جس کا کھانا پینا، اور لباس حرام کمائی سے ہوں اس کی عبادت و ریاضت عند اللہ نامقبول و مردود ہے۔

دھوکے فریب کی تجارت کرنے والا احساس سے عاری، خیر خواہی کے جذبہ سے محروم، طمع وحرص و ہوس کا رسیا ہوتا ہے۔ ایسا انسان عند اللہ عزت و شرف سے بھی محروم کر دیا جاتا ہے۔

احادیث نبویہ میں بعض دھوکے کی بیوع کا ذکر آیا ہے۔ جن میں سے بیع منابذہ (کپڑا یا رومال وغیرہ کسی تجارتی مال پر پھینکنا کہ جس پر رومال جا گرا اس کا اتنی قیمت میں سودا طے ہو گیا) بیع ملامسہ (آنکھ بند کر کے یا اندھیرے میں کسی تجارتی مال کو ہاتھ لگانا اور جس پر ہاتھ جا لگا اس کا سودا اتنی قیمت میں طے ہو گیا) بیع حصاۃ (کنکری پھینک کر سودا پختہ کرنا) اور بیع غرر وغیرہ یہ سبھی دھوکے اور فریب کی بیوع تھیں۔ جن سے نبی اکرم ﷺ نے منع کیا۔ فی زمانہ بہت ساری اس سے ملتی جلتی مختلف اشیاء میں لین دین کی صورتیں مارکیٹ میں موجود ہیں۔ جن سے بچنا ہر مسلمان کے لیے لازم و ضروری ہے۔

(3) عزت کا راستہ:

اللہ رب العزت اس کائنات کا خالق و مالک ہے۔اس نے اس کائنات میں بے شمار مخلوقات کو بسا رکھا ہے۔ اشرف الخلق انسان ہے باقی سب کچھ انسان کے فائدہ کے لیے تخلیق کیا گیا۔انسانوں کو زندگی گزارنے کے لیے ضابطۂ حیات اس نے خود دیا۔ جب تک انسان اس کی دی گئی ہدایات کے مطاق خود کو چلانے کی سعی کرتے رہیں گے۔ سرخرو ہوں گے اگر اپنی منشا و مرضی کو اختیار کرتے ہوئے اس کے اصول وضوابط کو چھوڑ دیا تو ناکام و نامراد ٹھہریں گے۔ ہمارے لیے اب قیامت تک ضابطۂ حیات دین اسلام ہے جو کتاب وسنت کا نام ہے۔ اس کو ماننے والوں کا نام مسلمان ہے۔مسلمانوں کا عروج و زوال اس دین میں ہے۔ جب تک مسلمان دین، ضروریات دین، اصول دین سے مخلص رہے، عظمت وجلال، شان وشوکت اور اکرام واعزاز سے دنیا میں جیے۔دین سے بے زاری، دین داروں سے نفرت، دینی تعلیمات سے دوری نے مسلمانوں کو ذلت و رسوائی اور زوال کے قعر مذلت میں کھڑا کر دیا، عزت وشرف کا واحد راستہ دین ہے۔

لوٹ جا عہد نبی ﷺ کی سمت رفتار جہاں
پھر میری پسماندگی کو ارتقا درکار ہے

[23]...... حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ زِيَادٍ ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ رَاشِدٍ ، حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لا يَتَعَارُّ سَاعَةً مِنَ اللَّيْلِ إِلَّا أَجْرَى السِّوَاكَ عَلَى فِيهِ .

تخريج الحديث مسند ابی یعلی : 10/ 33، رقم الحدیث : 5661، مجمع الزوائد : 2/ 99، رقم الحدیث : 2560، ہیثمی اور حسین سلیم اسد نے اس کی سند کو ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

ترجمة الحديث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی اکرم ﷺ رات کو جب بھی بیدار ہوتے تو مسواک کرتے تھے۔

شرح الحديث

(1) پچھلی رات کی عبادت:

رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ آپ رات کا کچھ حصہ آرام کرتے اور پھر عبادت کے لیے اٹھ کھڑے ہوتے، آپ نے پچھلی رات کی عبادت کو بعد از فرائض افضل ترین عبادت قرار دیا ہے۔ چنانچہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

نے بیان کیا:

((أَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ شَهْرُ اللّٰهِ الْمُحَرَّمُ وَأَفْضَلُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْفَرِيضَةِ صَلٰوةُ اللَّيْلِ)) ❶

''رمضان کے بعد افضل ترین روزے اللہ کے مہینے محرم کے روزے ہیں اور فرض نماز کے بعد سب سے افضل نماز رات کی نماز (تہجد) ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ دوران سفر سیدنا معاذ بن جبل کی ابواب الخیر (خیر کے دروازوں) کی طرف رہنمائی کی تو فرمایا:

((اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ وَالصَّدَقَةُ تُطْفِءُ الْخَطِيئَةَ كَمَا يُطْفِءُ الْمَاءُ النَّارَ، وَصَلَاةُ الرَّجُلِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ)) ❷

''روزہ ڈھال ہے اور صدقہ گناہوں کو اس طرح مٹا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے اور آدمی کا رات کے درمیان نماز تہجد پڑھنا۔ (ابواب الخیر سے ہے۔)''

مسواک کرنا:

دین اسلام میں طہارت و نظافت پر بڑا زور دیا گیا ہے۔ مسلمان کے لیے ظاہری لباس اور بدن کی طہارت کا اہتمام کرنا لازم ہے۔ مسواک منہ کی صفائی وستھرائی کا باعث ہے۔ شریعت نے اس کی بڑی اہمیت بیان کی۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ مَعَ كُلِّ صَلَاةٍ)) ❸

''اگر میں اپنی امت پر مشقت محسوس نہ کرتا تو میں انہیں ہر نماز کے ساتھ مسواک کا حکم دیتا۔''

رسول اللہ ﷺ مسواک کا بہت زیادہ اہتمام کرتے تھے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں، نبی اکرم ﷺ جب بھی گھر تشریف لاتے تو سب سے پہلے مسواک کرتے تھے۔ ❹

---

❶ صحيح مسلم، الصيام، باب فضل صوم المحرم : 1163 .

❷ سنن ترمذی، الايمان، باب ما جاء فی حرمة الصلاة : 2616، امام ترمذی نے اسے ''حسن، صحیح'' کہا ہے۔

❸ صحيح بخاری، الجمعة، باب السواك يوم الجمعة : 887، صحيح مسلم، الطهارة، باب السواك : 252 .

❹ صحيح مسلم، الطهارة، باب السواك : 253 .

نیند سے بیدار ہونے کے بعد بھی آپ ﷺ سب سے پہلے مسواک کرتے، اپنے دندان مبارک کو صاف کرتے، مسواک کو زبان مبارک، اس کے اردگرد اور گلے تک کرتے تھے کیونکہ یہ عمل بھی رضائے الٰہی کا باعث ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلسِّوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِلْفَمِ وَمَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ)) ❶

''مسواک منہ کی صفائی اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا سبب ہے۔''

تہجد کے لیے بیدار ہونے کی دعائیں:

پیارے پیغمبر ﷺ جب نماز تہجد کے لیے بیدا ہوئے تو بعض مخصوص اذکار وادعیہ کا اہتمام کرتے تھے۔

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نماز تہجد کے لیے بیدار ہوئے تو آپ نے سورہ آل عمران کی آخری دس آیات ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ﴾ سے آخر سورۃ تک تلاوت فرمائیں پھر وضو کیا اور نماز تہجد پڑھی۔ ❷

سیدہ عائشہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ جب رات کو بیدار ہوتے تو "اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ، سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ، "اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" اور "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ ضِيْقِ الدُّنْيَا وَضِيْقِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ" دس دس مرتبہ پڑھتے پھر نماز تہجد شروع کرتے تھے۔ ❸

سنن نسائی میں "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ وَاهْدِنِیْ وَارْزُقْنِیْ وَعَافِنِی" کے الفاظ بھی ہیں۔

[24]...... وَأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ أُمَّتِي هَذِهِ تُوفِي سَبْعِينَ أُمَّةً نَحْنُ آخِرُهَا وَخَيْرُهَا)).

تخریج الحدیث سنن ترمذی، التفسیر، باب ومن سورة اٰل عمران، رقم الحدیث: 3001، سنن ابن ماجه، الزهد، باب صفة امة محمد، رقم الحدیث: 4287، سنن دارمی، الرقاق، باب فی قول النبی: انتم آخر الأمم، رقم الحدیث: 2802، عن بهز بن حكيم عن ابيه

❶ سنن نسائی، الطهارة، باب الترغيب فی السواك: 5، محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ صحیح بخاری، التفسیر، باب الذین یذکرون اللّٰه قیاما وقعودا: 4570، صحیح مسلم، المساجد و مواضع الصلاة، باب الدعا فی صلاة اللیل و قیامه: 763.

❸ سنن ابی داؤد، الادب، باب ما یقول اذا اصبح: 5085، سنن نسائی، قیام اللیل، باب ذكر ما یستفتح، القیام: 1617، محدث البانی نے اسے ''حسن صحیح'' کہا ہے۔

عن جده ، امام ترمذی اور محدث البانی نے اسے ”حسن“ قرار دیا ہے۔

ترجمة الحديث اور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری یہ امت ستر امتوں کا تتمہ ہے۔ہم سب سے آخری اور ان سے بہتر ہیں۔“

شرح الحديث

(1) آخری و افضل امت:

اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ ﷺ کو نبی آخر الزماں بنا کر بھیجا، آپ آخری نبی ہیں اور آپ کی امت آخری امت ہے۔امت محمد یہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار امتیازی اوصاف سے نوازا ہے۔روز قیامت اس امت کے افراد کے اعضائے وضو چمک رہے ہوں گے۔امت محمد یہ کا زمانہ طویل ہے، اس کے افراد کی تعداد دیگر امم سے زیادہ ہے۔ جنت میں اہل جنت کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی ان میں سے اسی (80) اس امت کی جبکہ چالیس (40) صفیں دیگر امتوں کی ہوں گی۔آخری امت ہونے کے باوجود اس امت کا روز قیامت حساب و کتاب سب سے پہلے ہوگا اور پھر اس امت کے ستر ہزار افراد بغیر حساب و کتاب اللہ رب العزت کی جنت کے حقدار ٹھہریں گے۔ان سب فضیلتوں کے باوجود صرف امتی ہونا، لا اله الا اللّٰه محمد رسول اللّٰه کا اقرار کر لینا کافی نہیں بلکہ صحیح ایمان اور اعمال صالحہ بھی ضروری ہیں۔ایمان جنت میں داخلہ کا باعث ہوگا جبکہ اعمال صالحہ بلندی درجات کا ذریعہ ہوں گے۔

(2):......ستر پورا کرنے کا مطلب یہ ہے کہ امت محمد یہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے پہلے انہتر امتیں اور قومیں گزر چکی ہیں اور اس کے ساتھ یہ تعداد ستر پوری ہوگئی لہٰذا یہ امت سترویں امت ہے۔

[25]...... حَـدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ قَيْسٍ ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ رَاشِدٍ ، حَدَّثَنَا عَطَاءٌ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَذَّنَ فَهُوَ أَحَقُّ أَنْ يُقِيمَ)) .

تخريج الحديث سـنـن تـرمـذی، الاذان، بـاب ما جاء ان من أذن فهو يقيم، رقم الحديث : 199، عـن زيـاد بن الحارث الصدائی رضی اللہ عنہ ، سـنن ابی داؤد، الصلاة، باب فی الرجل يؤذن ويقيم آخرُ، رقم الحديث : 514، سنن ابن ماجه، الاذان، باب السنة فی الأذان، رقم الحديث : 717، امام ترمذی نے کہا: اس کی سند میں عبد الرحمٰن بن زیاد انعم افریقی ضعیف راوی ہے، محدثین اور یحییٰ بن سعید القطان نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔محدث البانی نے بھی اس کی سند کو ضعیف قرار دیا ہے۔

ترجمة الحديث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اذان دی، وہی اقامت کا حق دار ہے۔

شرح الحديث

(1):......اذان کی مشروعیت اور مؤذن کی فضیلت کے لیے دیکھئے فوائد حدیث نمبر 13۔

(2) اقامت کا حق دار:

اذان نماز کے وقت کی آگاہی کے لیے کہی جاتی ہے جبکہ اقامت باجماعت نماز کی ادائیگی کے لیے ہوتی ہے۔ جب امام مسجد میں حاضر ہو جائے تو اقامت کہہ کر جماعت کرانی چاہیے۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کا یہی معمول تھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آتا دیکھتے تو اقامت کہتے اور جماعت کے لیے صف بندی ہو جاتی۔

عہد نبوی میں اذان کہنے والا ہی اقامت کہتا تھا اس لیے مؤذن کو ہی اقامت کہنی چاہیے لیکن اگر مؤذن کی جگہ دوسرا اقامت کہہ دے تو شرعاً جائز ہے۔ اس کی ممانعت نہیں۔

[26]...... حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَطَاءٍ الْخَفَّافُ الْعِجْلِيُّ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ قَالَ: كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ إِذْ لَقِيَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ كَيْفَ سَمِعْتَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ فِي النَّجْوَى؟ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: يَدْنُو الْمُؤْمِنُ مِنْ رَبِّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَأَنَّهُ بَذْجٌ - قَالَ أَبُو النَّضْرِ: قَالَ قَتَادَةُ: الْبَذْجُ: السَّخْلَةُ - فَيَضَعُ عَلَيْهِ كَنَفَهُ، يَعْنِي سِتْرَهُ، فَيَقُولُ لَهُ: هَلْ تَعْرِفُ؟ هَلْ تَعْرِفُ؟ فَيَقُولُ: رَبِّ أَعْرِفُ، رَبِّ أَعْرِفُ، فَيَقُولُ: هَلْ تَعْرِفُ؟ فَيَقُولُ: رَبِّ أَعْرِفُ، فَيَقُولُ: هَلْ تَعْرِفُ؟ فَيَقُولُ: رَبِّ أَعْرِفُ، فَيَقُولُ: أَنَا سَتَرْتُهَا عَلَيْكَ فِي الدُّنْيَا، وَأَنَا أَغْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ، قَالَ: وَيُعْطَى صَحِيفَةَ حَسَنَاتِهِ، قَالَ: وَأَمَّا الْكَافِرُ وَالْمُنَافِقُونَ فَيُنَادِيهِمْ عَلَى رُءُوسِ الْأَشْهَادِ: هَؤُلَاءِ الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَى رَبِّهِمْ، أَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظَّالِمِينَ، قَالَ قَتَادَةُ: فَلَمْ يُخْزَ يَوْمَئِذٍ أَحَدٌ يَخْفَى خِزْيُهُ عَلَى أَحَدٍ مِنَ الْخَلَائِقِ.

تخريج الحديث صحيح بخارى، التفسير، باب قوله "ويقول الاشهاد هٰولاء الذين كذبوا، رقم الحديث: 4685، صحيح مسلم، التوبة، باب فى سعة رحمة اللّٰه تعالىٰ على المؤمنين ...... الخ، رقم الحديث: 2768.

ترجمة الحديث صفوان بن محرز کہتے ہیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے کہ انہیں ایک آدمی ملا اور اس نے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سرگوشی کی کیفیت سے متعلق کیا سنا ہے؟ تو انہوں نے کہا میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرما رہے تھے: ''قیامت کے دن مؤمن اپنے رب کے قریب ہوگا، گویا وہ بھیڑ یا بکری کا بچہ ہے اور وہ اس پر پردہ ڈال دیں گے اور اس سے پوچھیں گے۔ کیا تو جانتا ہے؟ کیا تو جانتا ہے؟ اور وہ کہے گا، اے میرے رب! میں جانتا ہوں، اے میرے رب! میں جانتا ہوں۔ وہ پھر پوچھیں گے، کیا تم جانتے ہو؟ وہ کہے گا: اے میرے رب! میں جانتا ہوں۔ وہ پھر پوچھیں گے کیا تم جانتے ہو؟ وہ کہے گا اے میرے رب میں جانتا ہوں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: میں نے دنیا میں اس پر تیری پردہ پوشی کی اور آج میں اس کو تجھے معاف کرتا ہوں۔ پھر اسے نیکیوں کا صحیفہ عطا کریں گے۔''

اور کفار و منافقین کو تمام لوگوں کے روبرو آواز دی جائے گی۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کو جھٹلایا، خبردار ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔ قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس دن کسی ایسے شخص کو رسوا نہیں کیا جائے گا جس نے مخلوق میں سے کسی سے اپنی رسوائی کو چھپایا ہوگا۔

شرح الحديث

(1) رحمت الٰہی:

اللہ رب العزت کی صفت رحمت ایک ایسی صفت ہے جس سے کائنات کی ہر چیز فیض یاب ہو رہی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ ؕ ﴾ (الاعراف : 156)

''اور میری رحمت نے ہر چیز کو گھیر رکھا ہے۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے کھڑے ہوئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے، اسی دوران ایک اعرابی نے حالت نماز میں کہا: ''اے اللہ! مجھ پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحم فرما اور ہمارے ساتھ کسی اور پر رحم نہ کرنا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا تو اس اعرابی سے فرمایا:

((لَقَدْ حَجَّرْتَ وَاسِعًا)) [1]

''یقیناً تو نے اللہ کی وسیع رحمت کو محدود کر دیا ہے۔''

[1] صحيح بخاري، الأدب باب رحمة الناس والبهائم : 6010.

اخروی رحمت کے حق دار فقط اہل ایمان، صاحب تقویٰ اور نیک لوگ ہوں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ اعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَ فَضْلٍ ۙ وَّ يَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴾ (النساء : 175)

''جو لوگ اللہ پر ایمان لائے اور اسے مضبوط پکڑ لیا انہیں تو وہ عنقریب اپنی رحمت اور فضل میں داخل کرے گا اور اپنی طرف کی انہیں سیدھی راہ دکھائے گا۔''

سورہ اعراف میں فرمایا:

﴿ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴾ (الاعراف : 56)

''بے شک اللہ کی رحمت نیکی کرنے والوں کے قریب ہے۔''

ایک مقام پر فرمایا:

﴿ وَ اَمَّا الَّذِيْنَ ابْيَضَّتْ وُجُوْهُهُمْ فَفِيْ رَحْمَةِ اللّٰهِ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴾ (آل عمران : 107)

''اور وہ لوگ جن کے چہرے سفید ہوں گے، سو اللہ کی رحمت میں ہوں گی اور وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔''

حدیث میں بھی رحمت الٰہی کی وسعت کا بیان ہے جو روز قیامت اہل ایمان کے لیے خاص ہوگی جس کی وجہ سے مؤمن کے گناہوں پر پردہ ڈال کر اسے مغفرت وبخشش سے نوازا جائے گا اور وہ کامیاب وکامران ٹھہرے گا۔ البتہ کافر ومنافق دنیا میں اللہ رب العزت کی عطاؤں سے فیض یاب ہونے کے باوجود آخرت میں ذلت و رسوائی کو سمیٹیں گے اور رحمت الٰہیہ کے حقدار نہیں بن سکیں گے۔

(2) آخرت کی ندامت:

میدان محشر کی شرمندگی وندامت جیسی شرمندگی کہیں نہیں ہوگی۔ دنیا میں دنیا اور اس کی جھوٹی جاہ وعزت کی خاطر دوسروں کی عزت کو روندنے والے قیامت کے دن ذلیل ورسوا ہوں گے۔ اللہ کے نافرمان بندوں کو کہیں پناہ نہیں ملے گی منافق وکافر شرمسار ہوں گے۔ اس دن یہ لوگ تابعداری وفرمانبرداری نہ کرنے پر پچھتا رہے ہوں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ﴾ (الحجر : 2)

''بہت بار چاہیں گے جنہوں نے کفر کیا کاش وہ مسلم ہوتے۔''

بوقت موت ہی کفار ومشرکین کو اپنی حیثیت کا اندازہ کروا دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ۝ لَعَلِّيْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ كَلَّا ؕ اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا ؕ﴾ (المؤمنون: 99، 100)

''حتی کہ جب ان میں سے کسی کے پاس موت آتی ہے تو کہتا ہے اے میرے رب! مجھے واپس بھیجو تا کہ میں جو کچھ چھوڑ آیا ہوں اس میں نیک عمل کرلوں۔ ہرگز نہیں یہ تو ایک بات ہے جسے وہ کہنے والا ہے۔''

جب یہ لوگ آگ پہ کھڑے ہوں گے تو آہ و بکا کریں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ لَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ فَقَالُوْا يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ وَ لَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا وَ نَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝﴾ (الانعام: 27)

''اور کاش تو دیکھے جب وہ آگ پر کھڑے کیے جائیں گے تو کہیں گے کاش ہم واپس بھیجے جائیں اور اپنے رب کی آیات کو نہ جھٹلائیں اور ایمان والوں میں سے ہو جائیں۔''

(3) ''الاشھاد'' گواہ:

بعض مفسرین لکھتے ہیں: ''گواہوں سے مراد ان کے پیغمبر یا وہ فرشتے جو عمل لکھتے ہیں اور علماء جنہوں نے اللہ کے احکام کی تبلیغ کی۔ یہ سب گواہ کفار کے متعلق اعلان کریں گے کہ یہی لوگ ہیں جو اپنے پروردگار سے جھوٹی باتیں منسوب کرتے تھے۔ [1]

(4) اللہ رب العزت کے ذمہ جھوٹی بات لگانا:

اللہ رب العزت کلام کرتے ہیں یہ اس کی صفت ہے۔ قرآن اللہ کی کلام ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ ہیں۔ جنت میں اللہ رب العزت اہل جنت سے کلام فرمائیں گے۔ اہل سنت کا اس پر اعتقاد وایمان ہے۔

جو بات اللہ تعالیٰ نے ارشاد نہیں فرمائی، وہ اس کی جانب منسوب کرنا ظلم عظیم ہے اور اس کا مرتکب بہت بڑا ظالم ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ؕ﴾ (ھود: 18)

''اور اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے۔''

[1] تفسیر القرآن الکریم: 2/ 88.

آیت بالا کی تفسیر میں بعض مفسرین لکھتے ہیں، یعنی اپنی جان پر ظلم کرنے والے بہت ہیں مگر اس سے بڑھ کر کوئی نہیں جو جھوٹ گھڑ کر اللہ تعالیٰ کے ذمے لگا دے مثلاً مخلوق کو خالق کی صفت رکھنے والا قرار دے، بتوں ولیوں اور دیوتاؤں کو اللہ کے حضور بلا اجازت سفارش کی جرأت رکھنے والا سمجھے، فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دے اور مسیح علیہ السلام یا کسی اور کو اللہ کی اولاد یا اس کا حصہ یا ٹکڑا قرار دے۔ موضح میں ہے کہ اللہ پر جھوٹ باندھنا کئی طرح سے ہے۔ مثلاً علم میں غلط نقل کرنا۔ (آل عمران: 78) نبوت یا وحی کا جھوٹ دعوی کرنا۔ (انعام: 93) خواب بنا لینا، ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّ مِنْ أَفْرٰی الْفِرٰی اَنْ یُّرِیَ عَیْنَهٗ مَا لَمْ تَرَ)) ❶

''سب سے بڑے جھوٹوں میں سے ایک یہ ہے کہ آدمی اپنی آنکھوں کو وہ چیز دکھائے جو انہوں نے نہیں دیکھی (یعنی جھوٹا خواب بیان کرے)۔''

درایت یا عقل کو دین کے معاملات میں درمیان لے آنا۔ (قصص: 50) ❷

[27]...... حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ أَبِي يَزِيدَ، حَدَّثَنَا الْهَيَّاجُ بْنُ بِسْطَامٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُسَيْطٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْأَشْتَرِ فَقَالَ: وَاللّٰهِ إِنِّي لَعِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُطِيعٍ حِينَ هَاجَ هَيْجَةَ النَّاسِ مَعَ ابْنِ الزُّبَيْرِ عَلَى يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ إِذْ دَخَلَ عَلَيْهِ ابْنُ عُمَرَ فَأَمَرَ بِوِسَادَةٍ فَبُسِطَتْ لَهُ، فَقَالَ: إِنِّي لَمْ آتِكَ لِأَجْلِسَ، وَلَكِنِّي أَرَدْتُ أَنْ أُحَدِّثَكَ عَمَّا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، أَشْهَدُ لَسَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ خَلَعَ الطَّاعَةَ لَقِيَ اللّٰهَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا حُجَّةَ لَهُ، وَمَنْ مَاتَ لَا طَاعَةَ عَلَيْهِ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً))، قَالَ ثُمَّ انْصَرَفَ.

تخریج الحدیث صحيح مسلم، الامارة، باب وجوب ملازمة جماعة المسلمين ...... الخ: 1851، عن نافع وأسلم.

ترجمة الحديث عبداللہ بن اشتر کہتے ہیں: اللہ کی قسم! میں عبداللہ بن مطیع کے پاس تھا جب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ وہ یزید بن معاویہ پر حملہ آور ہوئے کہ ان کے پاس عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے انہوں

❶ بخاری، التعبیر، باب من کذب فی حلمه: 7043.

❷ تفسیر القرن الکریم: 2/ 87.

نے تکیہ منگوایا جو ان کو پیش کیا گیا، تو انہوں نے فرمایا: میں آپ کے پاس بیٹھنے کے لیے نہیں آیا، بلکہ میں نے آپ کو ایک حدیث سنانے کا ارادہ کیا، جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی۔ میں گواہی دیتا ہوں یقیناً میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جس نے (حکمران کی) اطاعت کو چھوڑ دیا وہ اللہ سے قیامت کے دن ملے گا تو اس کے پاس (نجات کی) دلیل نہ ہوگی اور جو کسی کی اطاعت کے بغیر فوت ہوا وہ جاہلیت کی موت فوت ہوا۔'' وہ (عبداللہ بن عمر) پھر واپس تشریف لے گئے۔

شرح الحدیث

(1) عبداللہ بن مطیع رضی اللہ عنہ:

عبداللہ بن مطیع بن اسود قریشی کی کنیت ابوسلیمان تھی۔ عہد رسالت ﷺ میں پیدا ہوئے۔ یہ قریش کے بہادر وشجاع لوگوں میں سے تھے۔ واقعہ حرہ میں یہ قریش کے گروہ کے مسلم بن عقبہ کے مقابلہ میں سپہ سالار تھے۔ جبکہ عبداللہ بن حنظلہ غسیل الملائکۃ گروہ انصار کے قائد تھے۔ عبداللہ بن مطیع نے 73ھ کو مکہ میں وفات پائی۔

(2) واقعہ حرہ:

اسلامی تاریخ کے تاریک واقعات میں ایک واقعہ حرہ ہے۔ یزید بن معاویہ کے دور حکومت کے آخری دنوں میں 63ھ کو سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد یہ واقعہ پیش آیا۔

اس واقعہ کا پس منظر یوں ہے کہ اہل مدینہ کو جب یزید سے متعلق بعض غیر شرعی امور کے ارتکاب کی اطلاع ملی تو انہوں نے اس کی بیعت فسخ کرنے کا اعلان کر دیا اور اس کے گورنر کو مدینہ سے نکال دیا۔ نتیجتاً یزید نے مسلم بن عقبہ کی قیادت میں دس سے پندرہ ہزار افراد پر مشتمل ایک لشکر مدینہ کی طرف روانہ کیا اور اہل مدینہ کو دوبارہ بیعت کرنے کا کہا لیکن انہوں نے یزید کی بیعت سے انکار کر دیا۔ یزید کے لشکر اور اہل مدینہ کے درمیان خون ریز لڑائی ہوئی جس میں کئی انصار ومہاجرین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی شہید ہوئے اور اہل مدینہ کا بہت زیادہ جانی اور مالی نقصان ہوا۔

کبار تابعی سیدنا سعید بن المسیب رحمہ اللہ سے مروی ہے، فتنہ اولیٰ یعنی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے سانحہ نے اصحاب بدر میں سے کسی کو نہیں چھوڑا اور فتنۂ ثانیہ یعنی واقعہ حرہ نے صلح حدیبیہ والوں میں سے کسی کو باقی نہیں چھوڑا۔ [1]

---

[1] صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب شهود الملائكة بدرا: 4024.

(3) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور یزید بن معاویہ کی بیعت:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ خلافت اور امور خلافت سے ہمیشہ دور رہے۔ ان کی زندگی میں اس سلسلہ میں جتنے ہی فتنے رونما ہوئے۔ آپ ہمیشہ غیر جانبدار رہے۔ آپ ولاۃ الامور (مسلم حکمرانوں) کے خلاف خروج کو انتہائی ناپسند کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے یزید بن معاویہ کی بیعت کی اور اس کو توڑنے سے انکار کر دیا۔ سیدنا نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

((لَـمَّـا خَـلَعَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ يَزِيدَ بْنَ مُعَاوِيَةَ جَمَعَ ابْنُ عُمَرَ حَشَمَهُ وَوَلَدَهُ فَقَالَ: إِنِّـى سَـمِـعْـتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: يُنْصَبُ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْـقِيَامَةِ، وَإِنَّا قَدْ بَايَعْنَا هَذَا الرَّجُلَ عَلَى بَيْعِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ، وَإِنِّي لَا أَعْلَمُ غَدْرًا أَعْـظَـمَ مِنْ أَنْ يُبَايَعَ رَجُلٌ عَلَى بَيْعِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ يُنْصَبُ لَهُ الْقِتَالُ، وَإِنِّي لَا أَعْلَمُ أَحَدًا مِنْكُمْ خَلَعَهُ وَلَا بَايَعَ فِي هَذَا الْأَمْرِ إِلَّا كَانَتِ الْفَيْصَلَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ)) .

''جب اہل مدینہ نے یزید بن معاویہ کی بیعت کو توڑا تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے خادموں اور بچوں کو جمع کیا اور کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرما رہے تھے: ''ہر دھوکہ دینے والے کے لیے قیامت کے دن ایک جھنڈا نصب کیا جائے گا۔'' یقیناً ہم نے اس آدمی کی اللہ اور اس کے رسول کے نام پر بیعت کی ہے اور میرے علم کے مطابق اس سے بڑھ کر کوئی غدر (دھوکہ) نہیں کہ کسی شخص کی اللہ اور اس کے رسول کے نام پر بیعت کی جائے اور پھر اس کے خلاف جنگ کی جائے۔ اور جو کوئی تم میں سے اس کی بیعت توڑ کر کسی دوسرے کی بیعت خلافت کرتا ہے تو میرے اور اس کے درمیان کوئی تعلق نہیں، میں اس سے علیحدہ ہوں۔ ❶

یہی وجہ تھی کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن مطیع رضی اللہ عنہ کو سمجھانے کے لیے تشریف لائے اور انہیں یزید کی بیعت ختم کرنے سے منع کیا۔

(4) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا مقام:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ عظیم المرتبت صحابی رسول ہیں۔ آپ کو کتاب وسنت کے ساتھ خاص شغف تھا۔ احادیث رسول پر اتباع و پیروی کے لیے ہر وقت مستعد رہتے۔ کتاب وسنت پر سختی سے عمل کرتے اور جب خلاف

❶ صحيح بخارى، الفتن، باب اذا قال عند قوم شيئا ثم خرج...... الخ: 7111.

شرع کوئی امر دیکھتے تو ضرور روکتے اور ایسے اعمال بجالانے والوں کی اصلاح فرماتے تھے۔

مذکورہ واقعہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن مطیع رضی اللہ عنہ کے عمل کو حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جانا تو ان کو حدیث سنائی اور تشریف لے گئے۔ سلف صالحین کا طریقۂ دعوت و اصلاح یہی رہا کہ احکام شرع کی تبلیغ کرتے، لوگوں کو کتاب وسنت کی باتیں سناتے اور انہیں عمل پر ابھارتے تھے۔

عبداللہ بن مطیع رضی اللہ عنہ نے کمال ادب و احترام سے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا استقبال کیا اور انہیں عزت کے ساتھ بٹھایا جس سے ابن عمر رضی اللہ عنہ کا مقام و رتبہ اور ان کی عظمت و شان نمایاں ہوتی ہے۔

(5) حاکم وقت کی اطاعت:

اللہ رب العزت نے اولی الامر کی اطاعت کو واجب قرار دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ﴾ (النساء : 59)

''اے ایمان والو! اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو اور ان کا بھی جو تم میں سے حکم دینے والے ہیں۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ ، وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى اللَّهَ ، وَمَنْ يُطِعِ الْأَمِيرَ فَقَدْ أَطَاعَنِي ، وَمَنْ يَعْصِ الْأَمِيرَ فَقَدْ عَصَانِي)) [1]

''جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے یقیناً اللہ کی نافرمانی کی۔ اور جس نے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی یقیناً اس نے میری نافرمانی کی۔''

اولی الامر جب تک خیر و بھلائی کی بات کرتے رہیں، فرض نمازوں کی پابندی کریں، واضح کفر کا ارتکاب نہ کریں ان کی اطاعت لازم ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فِيمَا أَحَبَّ وَكَرِهَ مَا لَمْ يُؤْمَرْ بِمَعْصِيَةٍ فَإِذَا أُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ)) [2]

---

[1] صحیح بخاری، الجهاد، باب يقاتل ......الخ، رقم : 2957، صحیح مسلم، الامارة، باب وجوب اطاعة الامراء : 1835 .

[2] صحیح بخاری، الأحكام، باب السمع والطاعة الأمام ...... الخ : 7144، صحیح مسلم، ا لامارة، باب وجوب طاعةالأمراء ...... الخ : 1839 .

''ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ ہر کام میں خواہ اسے پسند ہو یا ناپسند سمع واطاعت بجا لائے، بشرطیکہ اسے کسی معصیت کا حکم نہ دیا گیا ہو اور اگر اسے کسی معصیت کے کام کا حکم دیا گیا ہو تو اس میں سمع و طاعت نہیں۔''

(6) حکمران کی خیر خواہی اور اس کے ظلم پر صبر کرنا:

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلدِّيْنُ النَّصِيحَةُ قُلْنَا لِمَنْ؟ قَالَ: لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهِ وَلِرَسُولِهِ وَلِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ وَعَآمَّتِهِم)) ❶

''دین خیر خواہی کا نام ہے۔ ہم نے کہا کس کے لیے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے لیے، اس کی کتاب کے لیے اس کے رسول کے لیے، مسلمانوں کے حکام کے لیے اور عام مسلمانوں کے لیے۔''

آئمہ مسلمین کے حق میں نصیحت و خیر خواہی یہ ہے کہ انہیں اچھے مشورے دیئے جائیں، ظلم و تعدی سے روکا جائے اور ان کے خلاف خروج و بغاوت نہ کی جائے۔ اگر حکمران ظلم و زیادتی کرے تو اس کے ظلم پر صبر کرنا چاہیے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ رَأَى مِنْ أَمِيرِهِ شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلْيَصْبِرْ عَلَيْهِ فَإِنَّهُ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فَمَاتَ مِيْتَةٌ جَاهِلِيَّةٌ.)) ❷

''جس نے اپنے امیر میں کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھی تو اسے صبر کرنا چاہیے بلاشبہ جس نے جماعت سے ایک بالشت برابر بھی علیحدگی اختیار کی اور وہ فوت ہو گیا تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی۔''

(7) جاہلیت کی موت:

زمانۂ جاہلیت میں لوگ بے ربط زندگی گزارتے تھے۔ نظم و ضبط ان کی زندگی سے عنقا تھا۔ دین اسلام نے اپنے ماننے والوں کو منظّم و مربوط زندگی گزارنے کا پابند کیا اور اسلامی سلطنت کے امیر و خلیفہ کی بیعت و اطاعت ہر ایک کے لیے لازم ٹھہری۔ امیر کی بیعت توڑنے پر سخت وعیدیں سنائی گئیں۔ فی زمانہ ایسی بہت سی جماعتیں اور تنظیمیں موجود ہیں جن کے کارکن امیر و خلیفہ سے متعلقہ احادیث کو اپنے امراء و ناظمین اور جماعتی صدور پر

❶ صحيح مسلم، الايمان، باب بيان الدين النصيحة، رقم: 55.

❷ صحيح بخارى، الأحكام، باب السمع والطاعة ...... الخ: 7143، صحيح مسلم، الامارة، باب وجوب ملازمة جماعة المسلمين ...... الخ: 1849.

چسپاں کرتے ہیں جبکہ یہ امراء و ناظمین ان احادیث کے ہرگز مصداق نہیں اور نہ ہی ان کی امارت و بیعت سے الگ رہنے والے ان وعیدوں کے زمرے میں آتے ہیں۔

(8)"ميتة جاهلية" سے مراد:

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"وَالْـمُـرَادُ بِـالْـمِيْتَةِ الْجَاهِلِيَّةِ حَالَةُ الْمَوْتِ كَمَوْتِ اَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ عَلَى ضَلَالٍ وَلَيْـسَ لَـهٗ إِمَـامٌ مُـطَاعٌ ، لِأَنَّهُمْ كَانُوْا لَا يَعْرِفُوْنَ ذٰلِكَ وَلَيْسَ الْمُرَادُ إِنَّهٗ يَمُوْتُ كَافِرًا بَلْ يَمُوْتُ عَاصِيًا" [1]

''ميته الجاهلية سے مراد یہ ہے کہ اس کی موت اہل جاہلیت کی طرح گمراہی وضلالت پر ہوگی جس کا کوئی امیر نہ ہوگا جس کی وہ اطاعت میں ہو۔ اس لیے کہ زمانہ جاہلیت کے لوگ اس سے واقفیت نہیں رکھتے تھے اور اس سے ہرگز یہ مراد نہیں کہ وہ کافر مرے گا بلکہ وہ نافرمانی کی حالت میں موت ہوگی۔''

[28]...... حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ ، حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ ، عَنْ سِنَانِ بْنِ هَارُونَ ، عَنْ كُلَيْبٍ قَالَ مَرَّةً: ابْنِ وَائِلٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: ذَكَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِتْنَةً ، وَمَرَّ رَجُلٌ مُقَنَّعٌ قَالَ: ((يُقْتَلُ هٰذَا مَظْلُومًا)) ، فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ فَإِذَا هُوَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَحِمَهُ اللّٰهُ .

تخريج الحديث سنن ترمذی، المناقب، باب قولهم: كنا نقول : ابوبكر و عمر و عثمان، رقم الحديث : 3708، مسند احمد : 10/ 169، رقم الحديث : 5953، محدث البانی نے اسے "حسن الإسناد" قرار دیا ہے۔

ترجمة الحديث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنے کا تذکرہ کیا تو ایک آدمی چہرے کو ڈھانپے وہاں سے گزرا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس سے متعلق) فرمایا: ''یہ مظلوم قتل کیا جائے گا۔'' میں نے انہیں دیکھا تو وہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے۔

شرح الحديث

(1) فتنوں سے متعلق خبردار کرنے کی حکمتیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بہت سارے فرامین میں آئندہ وقوع پذیر ہونے والے فتنوں کی نشاندہی

[1] فتح الباری : 9/ 47.

فرمائی۔جن کا آپ کی پیش گوئیوں کے عین مطابق ظہور ہوا۔ ان فتنوں سے متعلق خبردار کرنے کی بہت ساری حکمتیں ہیں جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

(i) ان فتنوں کی خبر دے کر آپ نے اپنی امت کو خبردار کیا تا کہ وہ ان کا ارتکاب نہ کریں۔

(ii) ان فتنوں کی خبر دی گئی تا کہ خیر وشر کی معرفت حاصل ہو سکے۔

(iii) فتنوں کی خبر دے کر ان سے احسن انداز سے نمٹنے کی تیاری کا موقع دیا گیا تا کہ اہل ایمان اور اہل نفاق کا امتیاز ہو سکے۔

(iv) مستقبل میں پیش آنے والے حوادث و واقعات کی نشاندہی پیارے پیغمبر ﷺ کی نبوت و رسالت کے دلائل و براہین میں سے ہے۔ جن صحابہ نے ان کا مشاہدہ کیا ان کا ایمان مزید پختہ ہوا۔ اسی طرح ہر دور میں ہر مومن کے ایمان میں اضافہ ہوتا رہے گا۔ جو ان فتنوں اور حوادث کا نبی اکرم ﷺ کے بیان کے مطابق مشاہدہ کرے گا۔

(v) فتنوں کے ظہور سے متعلق امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو خبردار کر کے یہ بات سمجھائی گئی کہ اقوام وملل کے درمیان فتنوں کا رونما ہونا سنن الٰہیہ اور قانون فطرت ہے۔

درج بالا حکم کے علاوہ اور بھی بہت ساری حکمتیں اہل علم نے بیان کی ہیں، جن کی تفصیل متعلقہ کتب میں دیکھی جا سکتی ہے۔

(2) فتنہ شہادت عثمان رضی اللہ عنہ:

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ قریباً بارہ سال تک امیر المؤمنین رہے اور آغاز میں آپ کی خلافت وامارت انتہائی مستحکم تھی اور آپ پر کسی کو کوئی اعتراض نہ تھا۔ عہد عثمانی کے نصف ثانی یعنی آخری چھ سالوں میں بہت جگہوں پر ایسی شورشیں بپا ہونا شروع ہو گئیں جو فتنۂ شہادت عثمان رضی اللہ عنہ کا باعث ٹھہریں۔

اللہ رب العزت نے اس فتنہ کے موقع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اپنی خاص رحمت سے محفوظ رکھا۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے والے سبھی فسادی تھے۔ ان میں کوئی بھی صحابی شریک نہ تھا۔ شریک ہونا تو کجا کسی صحابی نے اس قتل کی تحسین و تائید بھی نہ کی چنانچہ امام ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”وَاَمَّا مَا يَذْكُرُهٗ بَعْضُ النَّاسِ مِنْ أَنَّ بَعْضَ الصَّحَابَةِ اَسْلَمَهٗ وَرَضِيَ بِقَتْلِهٖ فَهٰذَا لَا يَصِحُّ عَنْ اَحَدٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ أَنَّهٗ رَضِيَ بِقَتْلِ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ ، بَلْ كُلُّهُمْ كَرِهَهٗ

وَمَقَتَهُ وَسَبَّ مَنْ فَعَلَهُ . ''❶

''بعض لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ بعض صحابہ نے عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کوتسلیم کیا اور وہ ان کے قتل میں راضی تھے تو کسی ایک صحابی سے بھی یہ ثابت نہیں کہ وہ ان کے قتل پر خوش ہو بلکہ سب صحابہ نے اس پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا اور اس فعل کی مذمت کی اور یہ کام کرنے والوں کو معلون قرار دیا۔''

محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے متعلق مشہور ہے کہ وہ قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ میں سے تھے جبکہ یہ بات غلط ہے۔ پایا ثبوت کونہیں پہنچتی، بلکہ انصاف پسند مؤرخین نے اس بات کی نفی کی ہے۔

(3) فضیلت عثمان رضی اللہ عنہ:

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا تعلق بنو امیہ سے تھا، آپ کی کنیت ابو عبداللہ تھی جبکہ ذوالنورین کے لقب سے شہرت پائی۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سابقون الاولون صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہیں۔ ہجرت حبشہ کا اعزاز بھی پایا اور مہاجر مدینہ بھی بنے۔ یکے بعد دیگرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں آپ کے نکاح میں آئیں۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ قبل از اسلام قریش اور اہل مکہ میں انتہائی قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ اسلام لانے کے بعد آپ کے اوصاف حمیدہ میں مزید نکھار آیا۔ زبان نبوت سے ان کی شان وعظمت میں بے شمار فرمودات جاری ہوئے۔ آپ کو متعدد بار جنت کی بشارت سنائی گئی۔ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے بعد صحابہ کرام میں سب سے زیادہ لائق احترام اور قابل عظمت سمجھے جاتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد بار ان کو شہادت کی بشارت سنائی، جو حکم الٰہی سے پوری ہوئی اور عثمان رضی اللہ عنہ دنیا سے رخصتی کے وقت بھی حسن خاتمہ کی عظیم ترین نشانی شہادت جیسی موت پا کر اللہ کی جنت کو سدھار گئے۔

یہ رتبہ ملا جسے مل گیا
ہر مدعی کے واسطے یہ دار و سن کہاں

(4) مظلومانہ شہادت:

تاریخ اسلام میں بہت سارے کرب ناک واقعات ہیں جن کو پڑھنے یا سننے کے بعد مؤمن ومسلمان کا دل پسیج جاتا ہے انہیں واقعات میں سے ایک واقعہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی مظلومانہ شہادت کا ہے۔ کئی روز تک گھر میں

❶ البداية والنهاية : 7/ 198 .

محصور رہے۔ ضروریات زندگی تک رسائی ناممکن بنا دی گئی، مدینہ اور اہل مدینہ کو فسادیوں اور فتنہ پرور لوگوں نے یرغمال بنا لیا، معمولات زندگی منقطع ہو گئے تھے۔ مدینہ پر باغیوں کا قبضہ تھا۔ بدامنی کی وجہ سے کوئی بھی گھر سے نکلنے کی ہمت نہیں رکھتا تھا۔ بالآخر ان لوگوں نے 18 ذی الحجہ 35ھ کو خلیفہ ثالث، دامادِ رسول کو شہید کر دیا۔

[29]...... حَـدَّثَـنَـا أَبُـو أُمَيَّةَ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُصَفًّى ، حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ ، عَنْ شَرِيكِ بْنِ عَبْدِ اللّٰـهِ ، عَـنْ كُـلَيْـبِ بْـنِ وَائِلٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تُسَـاكِنُوا الْأَنْبَـاطَ فِـي بِلَادِهِـمْ ، فَـإِنْ نَازَعُوكُمُ الْكَلَامَ وَاخْتَبَئُوا فِي الْأَقْبِيَةِ فَالْهَرَبَ الْهَرَبَ ، وَلَا تُنَاكِحُوا الْخُوزَ ، فَإِنَّ لَهُمْ أُصُولًا تَدْعُو إِلَى غَيْرِ الْوَفَاءِ)) .

تخریج الحدیث الكامل لابن عدى : 2/ 272، ميزان الاعتدال : 1/ 335، سير اعلام النبلاء : 8/ 528، حافظ ذہبی اور ابن عدی نے اسے ''منکر'' روایت قرار دیا ہے۔

ترجمة الحدیث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نبطی قبائل کے ساتھ ان کے شہروں میں سکونت اختیار نہ کرو۔ اور اگر وہ تم سے بات چیت میں اختلاف کریں تو ان سے گریز کرو۔ ان سے بچ کر رہو، ان سے بچ کر رہو اور خوزستانیوں سے شادی نہ کر، کیونکہ ان کی جڑوں میں بے وفائی ہے۔

شرح الحدیث (1)...... عجم کی ایک قوم جو عراق عجم اور عراق عرب کے درمیان رہتی ہے۔ ان کو نبطی اس لیے کہتے ہیں کہ وہاں پانی بہت ہے۔ ❶

(2)...... ''خوز'' ایک قوم ہے جو خست (کنجوسی) اور دنائت (کمینہ پن) میں مشہور ہے۔ اور ایک ولایت کا نام ہے جس کو خوزستان کہتے ہیں۔ ❷

خوزستان اب ایران کا صوبہ ہے جو تیل کا بڑا مرکز ہے یہاں کھجور اور کپاس کی پیداوار بکثرت ہوتی ہے۔

[30]...... حَـدَّثَـنَـا أَبُـو أُمَيَّةَ ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ ، عَنْ قُدَامَةَ بْنِ مُوسَى قَالَ: أَخْبَرَنِي رَجُلٌ ، مِنْ بَنِي حَنْظَلَةَ ، عَنْ أَبِي عَلْقَمَةَ ، عَنْ يَسَارِ بْنِ نُمَيْرٍ مَوْلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: رَآنِـي ابْـنُ عُـمَـرَ وَأَنَا أُصَلِّي هَذِهِ الصَّلَاةَ بَعْدَ صَلَاةِ الْفَجْرِ فَقَالَ: يَا يَسَارُ ، كَمْ صَلَّيْتَ؟

---

❶ لغات الحديث : 292/4 .

❷ لغات الحديث : 666/1 .

فَقُلْتُ: لَا أَدْرِي ، قَالَ: لَا دَرَيْتَ ، إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ عَلَيْنَا وَنَحْنُ نُصَلِّي هَذِهِ الصَّلَاةَ فَتَغَيَّظَ عَلَيْنَا وَقَالَ: ((لِيُبَلِّغْ شَاهِدُكُمْ غَائِبَكُمْ ، لَا صَلَاةَ بَعْدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ إِلَّا رَكْعَتَيْنِ)).

تخريج الحديث سنن ابی داؤد، التطوع، باب من رخص فيها اذا كانت الشمس مرتفعة، رقم الحديث: 1278، سنن ترمذی، الصلاة، باب ما جاء لا صلاة بعد طلوع الفجر الا ركعتين، رقم الحديث: 419، محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمة الحديث یسار بن نمیر مولی ابن عمر کہتے ہیں، عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے نماز فجر کے بعد نماز پڑھتے دیکھا تو پوچھا: اے یسار! کتنی رکعات پڑھیں؟ میں نے عرض کیا: مجھے معلوم نہیں ہے۔ انہوں نے کہا: آپ کو معلوم ہی نہیں ہے۔ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم یہ نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ نے ہم پر ناراضگی کا اظہار کیا اور فرمایا: ''تم میں سے جو موجود تمہارے غیر حاضر کو پہنچا دے۔ بے شک طلوع فجر کے بعد دو رکعات (سنت فجر) کے علاوہ (نفل) نماز نہیں ہے۔''

شرح الحديث

(1) نماز فجر کا وقت:

اللہ رب العزت نے اہل ایمان پر پانچ نمازیں فرض کیں اور ان کے اوقات کا بھی تعین فرما دیا ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ﴾ (النساء: 103)

''بلاشبہ نماز مومنوں پر اس کے مقررہ وقت پر فرض کی گئی ہے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تمام نمازوں کے ابتدائی اور انتہائی اوقات سے آگاہ کیا اور فرمایا: ان دونوں اوقات کے درمیان کا وقت نماز کا وقت ہے۔ ❶ نماز فجر کا وقت طلوع فجر سے لے کر طلوع آفتاب تک ہے۔ سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وَوَقْتُ صَلَاةِ الصُّبْحِ مِنْ طُلُوعِ الْفَجْرِ مَا لَمْ تَطْلُعْ الشَّمْسُ)) ❷

---

❶ صحيح مسلم، المساجد، باب اوقات الصلوٰت الخمس: 614.

❷ صحيح مسلم، المساجد، باب اوقات الصلوة الخمس: 612.

''اور نماز فجر کا وقت طلوع فجر سے لے کر طلوع آفتاب تک ہے۔''

(2) سنت فجر کی اہمیت وفضیلت اور وقت:

رسول اللہ ﷺ نے سنت فجر پر مداومت اختیار کی چنانچہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

((لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى شَيْءٍ مِنَ النَّوَافِلِ أَشَدَّ مِنْهُ تَعَاهُدًا عَلَى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ)) ❶

''رسول اللہ ﷺ نوافل میں سے سب سے زیادہ اہتمام فجر کی دوسنتوں کا فرماتے تھے۔''

اسی طرح سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، نبی اکرم ﷺ فجر کی دوسنتوں کو کبھی نہیں چھوڑتے تھے۔ ❷

سنت فجر کی فضیلت بیان کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((رَكْعَتَا الْفَجْرِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا)) ❸

''فجر کی دو رکعتیں دنیا اور جو کچھ اس میں ہے اس سے بہتر وافضل ہیں۔''

فجر کی سنتوں کا وقت طلوع فجر کے بعد فجر کے فرائض سے پہلے ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص پہلے سنتیں نہ پڑھ سکے اور فرائض کی جماعت کھڑی ہو جائے تو فرضوں کے بعد ان سنتوں کو پڑھنا درست ہے۔

سیدنا قیس بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: ''ایک دن اللہ کے رسول ﷺ باہر نکلے اور اقامت ہو چکی تھی۔ میں نے آپ کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی، پھر جب نبی ﷺ نے نماز ختم کی تو مجھے دیکھا کہ میں نماز پڑھنے لگا ہوں تو پوچھا: ''اے قیس! کیا دو نمازیں اکٹھی پڑھنے لگے ہو؟ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے فجر کی سنتیں نہیں پڑھی تھیں (اب وہ پڑھنے لگا ہوں) تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر کوئی حرج نہیں۔'' ❹

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ فجر کی جماعت کھڑی ہو جانے پر صحابہ کرام سنت فجر نہیں پڑھتے تھے۔ بلکہ وہ سنتیں رہ جانے پر انہیں فرضوں کے بعد ادا کر لیتے۔

---

❶ صحيح بخاری، التهجد، باب تعاهد ركعتى الفجر ومن سماها تطوعا : 1169، صحيح مسلم، المساجد، باب استحباب ركعتى سُنة الفجر : 724.

❷ صحيح بخاری، التهجد، باب المداومة على ركعتى الفجر : 1159.

❸ صحيح مسلم، المساجد، باب استحباب ركعتى سنة الفجر : 725.

❹ سنن ترمذی، الصلاة، باب ما جاء فيمن تفوته الركعتان ...... الخ : 422، محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

(3) نماز کے ممنوعہ اوقات:

وہ اوقات جن میں نماز پڑھنا ممنوع ہے، تین ہیں۔ سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں تین اوقات میں ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھنے اور مردوں کو دفن کرنے سے منع کیا، جب سورج طلوع ہو رہا ہو یہاں تک کہ مکمل طلوع ہو جائے، جب دوپہر کے وقت سورج سیدھا سر پر ہوحتی کہ زوال ہو جائے اور جب سورج غروب ہونے لگے یہاں تک کہ مکمل غروب ہو جائے۔ ❶

جبکہ طلوع فجر کے بعد نماز فجر کے علاوہ نوافل پڑھنے اور عصر کے بعد سورج کے زردی مائل ہونے کے بعد نوافل وغیرہ پڑھنے کی بھی ممانعت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا:

((صَلِّ صَلٰوةَ الصُّبْحِ ثُمَّ أَقْصِرْ عَنِ الصَّلٰوةِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ حَتّٰى تَرْتَفِعَ)) ❷

''صبح کی نماز پڑھ، پھر سورج کے طلوع ہو کر بلند ہونے تک نماز سے رک جا۔''

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰه ﷺ عَنْ صَلَاةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ الشَّمْسُ بَيْضَاءَ نَقِيَّةً مُرْتَفِعَةً)) ❸

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا سوائے اس کے کہ سورج سفید، صاف اور بلند ہو۔''

(4)...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان ''غائبکم'' میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو اس وقت اس مجلس میں موجود نہ تھا بلکہ کسی دوسری جگہ تھے۔ اسی طرح وہ لوگ بھی شامل ہیں جو اس زمانہ میں نہ تھے بلکہ بعد میں آئے۔

اس سے تبلیغ دین کی اہمیت بھی واضح ہوتی ہے کیونکہ اسی ذریعہ سے پہلوں کا علم وعمل بعد والوں میں منتقل ہوتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ارشادات نبویہ تابعین رحمہم اللہ کو اور انہوں نے تبع تابعین کو سنائے۔ اسی طرح یہ سلسلہ قیامت تک قائم رہے گا اور دین اسلام کے اساسی اصول، اسلام کے پیروکار قیام قیامت تک رہیں گے۔

❶ صحیح مسلم، صلاة المسافرین، باب الاوقات التی نهی عن الصلاة فیها: 831.

❷ صحیح مسلم، صلاة المسافرین، باب اسلام عمرو بن عبسة: 832.

❸ سنن نسائی، المواقیت، باب الرخصة فی الصلوة بعد العصر: 573، سنن ابی داؤد، الصلاة، باب من رخص فیهما اذا کانت الشمس مرتفعة: 1274.

(5)......خلاف شرع امور پر اظہار ناراضگی ایمانی غیرت کا تقاضا ہے اور یہ سنت رسول اللہ ﷺ بھی ہے۔

(6):......عہد صحابہ میں خیر غالب تھی۔ صحابہ کرام جب بھی کوئی ایسا امر دیکھتے جو سنت رسول اللہ ﷺ کے خلاف ہوتا، کرنے والے کو فوراً روکتے اور سنت کی تعلیم دیتے تھے۔

[31]...... حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ ، عَنْ لَيْثٍ ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ عُمَيْرٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، قَالَ: مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مُفْطِرًا قَطُّ ، يَعْنِي يَوْمَ الْجُمُعَةِ .

تخریج الحدیث مسند ابی یعلی : 10/ 71، رقم الحدیث : 5709، مصنف ابن ابی شیبه : 2/ 303، رقم الحدیث : 9260، حسین سلیم اُسد نے اسے "ضعيف الإسناد" قرار دیا ہے۔

ترجمة الحدیث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی بھی جمعہ کے دن روزے کے بغیر نہیں دیکھا۔

شرح الحدیث

(1) روزہ کی فرضیت:

اللہ تعالیٰ نے روزے کو پہلی امتوں پر بھی فرض کیا اور اسلام کے پانچ اہم ترین فرائض میں سے ایک فرض روزہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝ ﴾

(البقرہ : 183)

''اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے جس طرح کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تا کہ تم بچو۔''

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی، گواہی دینا کہ اللہ کے سوا عبادت کے لائق کوئی نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوۃ ادا کرنا، بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔'' ❶

(2) نفلی روزہ کی فضیلت:

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا:

❶ صحیح بخاری، الایمان، باب دعائكم ایمانكم...... الخ : 8، صحیح مسلم، الایمان، باب بیان أركان الاسلام ...... الخ : 16.

((مَا مِنْ عَبْدٍ يَصُومُ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ إِلَّا بَاعَدَ اللّٰهُ بِذٰلِكَ الْيَوْمِ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِينَ خَرِيفًا)) ❶

''جس نے اللہ کی راہ میں ایک دن کا روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اسے اس روزے کی وجہ سے ستر سال کی مسافت کے برابر جہنم کی آگ سے دور کر دیں گے۔''

(3) صرف جمعہ کا روزہ:

شریعت اسلامیہ نے نفلی روزوں کی ترغیب دلائی اور سال بھر میں مختلف ایام کے روزوں کا حکم دیا ان کی فضیلت بیان کی، ہر سوموار اور جمعرات کا روزہ رکھنا، ہر ماہ کے پہلے سوموار اور پہلی جمعرات کا روزہ رکھنا، ایک دن چھوڑ کر دوسرے دن روزہ رکھنا وغیرہ یہ سب وہ روزے ہیں جن کی شریعت نے تعلیم دی ہے اور ان کی فضیلت کو بیان کیا۔ بعض ایسے ایام ہیں جن میں روزہ رکھنے سے مطلقاً منع کر دیا گیا، جیسے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے ایام میں روزے رکھنا۔ اسی طرح جمعہ کے دن کو خاص کر کے صرف جمعہ کا روزہ رکھنا بھی درست نہیں ہے۔ البتہ اگر کوئی شخص ہر دوسرے یا تیسرے دن روزہ رکھنے کا عادی ہے اور کسی دن جمعہ آ جائے تو اس کا روزہ رکھنا جائز ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا تَخْتَصُّوا لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ بِقِيَامٍ مِنْ بَيْنِ اللَّيَالِي، وَلَا تَخُصُّوا يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِصِيَامٍ مِنْ بَيْنِ الْأَيَّامِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ فِي صَوْمٍ يَصُومُهُ أَحَدُكُم)) ❷

''جمعہ کی رات کو قیام اللیل کے لیے مختص نہ کرو اور نہ جمعہ کا دن روزے کے لیے مخصوص کرو۔ ہاں اگر کوئی شخص روزے رکھنے کا عادی ہو اور اس میں جمعہ آ جائے تو جائز ہے۔''

جمعہ کے ساتھ ایک دن پہلے جمعرات اور ایک دن بعد ہفتہ کو ملا کر دو دن کا روزہ رکھنا جائز ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا يَصُومُ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِلَّا يَوْمًا قَبْلَهُ أَوْ بَعْدَهُ)) ❸

---

❶ صحيح بخارى، الجهاد السير، باب فضل الصوم فى سبيل الله : 2840، صحيح مسلم، الصيام، باب فضل الصيام فى سبيل الله ...... الخ : 1153.

❷ صحيح مسلم، الصيام، باب كراهة صيام يوم الجمعة منفرداً : 1143.

❸ صحيح بخارى، الصوم، باب صوم يوم الجمعة : 1975، صحيح مسلم، الصيام، باب كراهة صيام يوم الجمعة منفردا : 1144.

''تم میں سے کوئی بھی جمعہ کے دن کا روزہ نہ رکھے، سوائے اس کے کہ اس سے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد بھی روزہ رکھے۔''

[32]...... حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ ، حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: جَلَسْتُ إِلَى ابْنِ عُمَرَ وَأَبِي سَعِيدٍ ، فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((يَبْلُغُ الْعَرَقُ مِنْ بَنِي آدَمَ)) ، فَقَالَ أَحَدُهُمَا: ((إِلَى شَحْمَةِ أُذُنِهِ)) ، وَقَالَ الْآخَرُ: ((يُلْجِمُهُ)) .

تخریج الحدیث مسند ابی یعلی: 10/ 73، رقم الحدیث: 5711، مستدرك الحاكم: 4/ 615، رقم الحديث: 8705، مجمع الزوائد: 10/ 335، رقم الحديث: 18334، علامہ ہیثمی، حاکم اور شیخ حسین سلیم اسد نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمة الحدیث جعفر کہتے ہیں میں عبد اللہ بن عمر اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا تھا کہ ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو بیان کرتے ہوئے سنا: ''قیامت کے دن بنی آدم کو پسینہ آئے گا۔'' ان میں سے ایک نے کہا کانوں کی لو تک اور دوسرے نے کہا: منہ تک پہنچ کر لگام کی طرح ہوگا۔''

شرح الحدیث

(1) یوم آخرت پر ایمان:

عقیدۂ آخرت ایمان کے بنیادی ارکان میں سے ہے۔ یہ عقیدہ انسان کو جوابدہی کا احساس دلاتا ہے۔ جس سے انسان میں اعلیٰ اخلاقی اقدار پیدا ہوتی ہیں۔ نتیجتاً معاشرہ امن وسلامتی کا گہوارہ بنتا ہے، لوگ باہم شیر وشکر ہوتے ہیں۔ یوم آخرت پر پختہ ایمان انسان کو قدم قدم پر صغیرہ وکبیرہ گناہوں سے روکتا ہے۔ اسے ظالم، غاصب اور سرکش نہیں بننے دیتا۔ اس کی خلوت وجلوت کو پاک کر دیتا ہے۔ اسی لیے مکی زندگی میں عقیدہ آخرت کی مضبوطی پر خوب زور دیا گیا اور اس سلسلہ میں منکرین آخرت کی طرف سے پیش کیے گئے تمام اعتراضات کا جواب دیا گیا تاکہ اسلام کے پیروکار صاف ستھری اور اجلی زندگی گزاریں، جس میں دوسروں کی خیر خواہی احساس مندی اور جذبہ ہمدردی ہو اور ایک مسلمان دنیا کے بعد آخرت میں بھی سرخرو ہو سکے۔ مزید دیکھئے فوائد حدیث نمبر 9۔

(2) میدان محشر کی ہولناکیاں:

حشر کا میدان ایک ہولناک منظر پیش کرے گا۔ اس دن کی سختی موت اور قبر کی سختی سے کہیں بڑھ کر ہے۔ حشر

کی گرمی، لوگوں کو نڈھال کر دے گی۔ سورج ایک میل کے فاصلے پر ہوگا اور لوگ اپنے اپنے اعمال کے مطابق پسینے میں ڈوبے ہوں گے۔ بعض لوگوں کا پسینہ ایڑیوں تک، بعض کا نصف پنڈلیوں تک، بعض لوگوں کا گھٹنوں تک، بعض لوگوں کا پیٹھ تک، بعض لوگوں کا کمر تھا، بعض لوگوں کا کندھوں تک، بعض لوگوں کا منہ تک اور بعض لوگ پسینے میں غوطے کھا رہے ہوں گے اور بعض لوگوں کا پسینہ منہ سے اوپر نصف کانوں تک ہوگا جس میں وہ ڈوبے ہوں گے۔"اللهم انا نسئلك العافية"

[33]...... حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ ، حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ ، حَدَّثَنَا خُوَيْلِدٌ ، عَنْ أَيُّوبَ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، أَنَّ أَعْرَابِيًّا نَادَى النَّبِيَّ ﷺ: مَا يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ مِنَ الدَّوَابِّ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَقْتُلُ الْغُرَابَ ، وَالْحِدَأَةَ ، وَالْفَأْرَةَ ، وَالْكَلْبَ الْعَقُورَ ، وَالْعَقْرَبَ)) ، فَقُلْتُ لِنَافِعٍ: فَالْحَيَّاتُ؟ قَالَ: لَا يُخْتَلَفُ فِيهِنَّ .

تخریج الحدیث صحيح بخاری، جزاء الصيد، باب ما يقتل المحرم من الدواب، رقم الحديث: 1826، صحيح مسلم، الحج، باب ما يندب للمحرم وغيره ...... الخ، رقم الحديث: 1199.

ترجمة الحديث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ایک اعرابی نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا: احرام والا کون سے جانور قتل کرسکتا ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''وہ کوا، چیل، چوہیا، کاٹنے والا کتا اور بچھو مارسکتا ہے۔'' ایوب کہتے ہیں میں نے نافع رحمہ اللہ سے سانپوں سے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: ان کو مارنے میں اختلاف نہیں ہے۔

شرح الحديث

(1) احرام کی پابندیاں:

حج وعمرہ کے لیے جانے والے میقات سے دوسفید چادروں پر مشتمل لباس پہن کر حرم جاتے ہیں۔ اس لباس کو احرام کہا جاتا ہے۔ حالت احرام میں محرم پر معمول کی زندگی سے ہٹ کر کچھ پابندیاں عائد ہوتی ہیں جن کا لحاظ رکھنا ہر محرم کے لیے ضروری ہے۔ جن میں سے چند درج ذیل ہیں۔

محرم کے لیے جسم کے کسی بھی حصے سے بالوں کا کاٹنا، اکھیڑنا، یا مونڈنا جائز نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ ﴾ (البقره: 196)

''اور تم اپنے سر نہ منڈواؤ حتی کہ قربانی اپنی جگہ پر پہنچ جائے۔''

اسی طرح ناخن کاٹنا، سلے ہوئے کپڑے پہننا، ایسے موزے اور جرابیں پہننا جن سے ٹخنے ڈھک جائیں۔ سر کو ڈھانپنا، خوشبو کا استعمال کرنا، عورتوں کا دستانے اور نقاب باندھنا (عورتوں کے لیے پردہ ضروری ہے مخصوص نقاب ممنوع ہے)۔

محرم کا نکاح اور منگنی کرنا، جنگلی جانوروں کا شکار کرنا، شکار میں شریک ہونا، یہ سب وہ امور ہیں جن کی حالت احرام میں پابندی ان کے علاوہ جماع کرنا، بوس و کنار کرنا، لڑائی جھگڑا کرنا اور ہر غیر شرعی عمل بالاولیٰ ممنوع ہے۔

(2) مباحات احرام:

حالت احرام میں غسل کرنا، صرف سر کو مل کر دھونا، احرام کو بوقت ضرورت دھونا یا تبدیل کرنا، سایہ کرنا، سرمہ یا آنکھوں کی دوائی استعمال کرنا، سمندری شکار کرنا، موذی جانوروں کو مارنا، سینگی لگوانا وغیرہ امور دوران احرام مباح ہیں۔

(3) موذی جانوروں کا قتل:

محرم پر احرام کی وجہ سے بہت سی پابندیاں عائد ہوتی ہیں۔ لیکن اس کے باوجود خشکی کے موذی جانوروں کو مارنے کی اجازت ہے۔ اس سے احرام اور حرم کے احترام پر اثر نہیں پڑتا، اور نہ ہی محرم پر کفارہ یا فدیہ لازم آتا ہے۔

سانپ کا قتل کرنا بھی صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث میں بچھو کی جگہ سانپ کا تذکرہ ہے چنانچہ وہ فرماتی ہیں:

((خَمْسٌ فَوَاسِقُ يُقْتَلْنَ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ: الْحَيَّةُ، وَالْغُرَابُ الْأَبْقَعُ، وَالْفَأْرَةُ، وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ وَالْحُدَيَّا)) [1]

''پانچ جانور فواسق (موذی) ہیں انہیں حل و حرم (ہر جگہ، ہر حالت) میں قتل کیا جائے گا، سانپ، سیاہ وسفید کوا، چوہا، کاٹنے والا کتا اور چیل۔''

[34]...... حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ، حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَنِ ابْتَاعَ نَخْلًا قَدْ أُبِّرَتْ - سَأَلْتُهُ، فَقَالَ: لُقِّحَتْ -

[1] صحيح بخاري، الحج، باب ما يقتل المحرم من الدواب: 1829، صحيح مسلم، الحج، باب ما يندب المحرم: 1198.

فَثَمَرُهُ لِلْبَائِعِ ، إِلَّا أَنَّهُ يَشْتَرِطُ الْمُبْتَاعُ .

تخریج الحدیث صحيح بخاری، البيوع، باب من باع نخلا قد أبرت...... رقم الحديث : 2204، 2206، صحيح مسلم، البيوع، باب من باع نخلا عليها تمر، رقم الحديث : 1543.

ترجمة الحدیث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے پیوند کاری کے بعد کھجور کا درخت بیچا'' تو اس کا (اس سال کا) پھل بیچنے والے کا ہے سوائے اس کے کہ خریدار شرط لگا لے۔''

شرح الحدیث

(1) تجارت کی اہمیت:

دین اسلام مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ جو انفرادی و اجتماعی زندگی کے ہر شعبہ میں راہنمائی کرتا ہے۔ خرید و فروخت ہمیشہ سے انسان کی زندگی کا لازمی حصہ رہی ہے۔ انسان اپنی حاجات و ضروریات کے لیے ہر وقت دوسروں کا محتاج ہے۔ جب ہر شخص کی ضرورتیں دوسروں کے ساتھ بندھی ہوئی ہیں تو خرید و فروخت اور لین دین کے معاملات ناگزیر ہیں۔ لہٰذا ان ناگزیر معاملات کے لیے شریعت اسلامیہ نے اصول وضوابط متعین کیے، حدود و قیود طے کیں جن میں رہ کر تجارت کی جا سکتی ہے۔ تجارت شرعاً حلال ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے اکثر و بیشتر تجارت پیشہ تھے اور ان کی تمام تر کاروباری سرگرمیاں شریعت کے تابع تھیں۔ انہوں نے کاروباری میدان میں خوب نام کمایا، ان کو مالی وسعت حاصل ہوئی ان کی مالی وسعت، آسودگی سے یہ سبق ملتا ہے کہ شریعت کی حدود میں رہ کر معاشی ترقی کی منازل کو آسانی سے طے کیا جا سکتا ہے۔

لین دین و تجارت کے لیے اسلام کے وضع کردہ اصول معاشی ترقی، معاشرتی آسودگی اور حکومتی خوشحالی کے ضامن ہیں ان کی خلاف ورزی مختلف بحرانوں کو جنم دیتی ہے۔ لہٰذا ہر مسلمان کو شرعی اصول وضوابط کی روشنی میں اسلام کی حدود میں رہ کر تجارت کرنا چاہیے اور تجارت کے سلسلہ میں اسلام کی دی ہوئی ہدایات کو سمجھنا اور یاد رکھنا چاہیے۔ اسلامی ریاست میں خرید و فروخت سے متعلق اسلامی احکام سے ناواقف انسان کو کاروبار کی قطعاً اجازت نہیں ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((لَا يَبِعْ فِي سُوقِنَا إِلَّا مَنْ قَدْ تَفَقَّهَ فِي الدِّينِ)) [1]

[1] سنن ترمذی، الوتر، باب ماجاء فی فضل الصلوة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم: 487، محدث البانی نے اسے ''حسن الإسناد'' قرار دیا ہے۔

''ہمارے بازاروں میں وہی خرید وفروخت کرے جسے دین (کے کاروباری احکام) کی سمجھ ہو۔''

(2) بائع ومشتری کی رضامندی:

صحت تجارت کے لیے بیچنے والے اور خریدار دونوں کی رضامندی ضروری ہے۔ یہ رضامندی کسی دباؤ کے تحت، مصنوعی، یا دھوکہ دہی کی بنا پر نہ ہو۔ جس سودے میں فریقین یکساں طور پر رضامند نہ ہوں، ناجائز ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ ۣ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ﴾ (النساء : 29)

''اے ایمان والو! اپنے مال آپس میں باطل طریقے سے نہ کھاؤ مگر یہ کہ تمہاری آپس کی رضامندی سے تجارت کی کوئی صورت ہو اور اپنے آپ کو قتل نہ کرو، بے شک اللہ تم پر ہمیشہ سے بے حد مہربان ہے۔''

اس آیت کے الفاظ ''عن تراض'' سے متعلق مفسرین لکھتے ہیں: ''یعنی وہ تجارت اور لین دین (صنعت و حرفت وغیرہ) جس میں حقیقی باہمی رضامندی ہو، اس کے ذریعے سے کماؤ اور کھاؤ۔ آپس کی رضامندی میں یہ بھی ضروری ہے کہ وہ شرع کے خلاف نہ ہو کیونکہ وہ حقیقی رضامندی ہوتی ہی نہیں۔ مجبوری کی رضامندی ہوتی ہے۔ مثلاً رشوت اور سود میں بظاہر رضامندی ہے مگر حقیقی نہیں، کیونکہ ایک فریق دوسرے کی مجبوری سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ اسی طرح جوئے اور لاٹری وغیرہ کا معاملہ ہے کہ یہ دونوں فریق نفع کی موہوم امید کے فریب میں آ کر یہ کام کر رہے ہیں۔ اس فریب کو حقیقی رضامندی نہیں کہا جا سکتا۔ پورے طور پر باہمی رضامندی میں یہ چیز بھی داخل ہے کہ جب تک بیچنے والا اور خریدنے والا مجلس بیع سے الگ نہ ہوں اس وقت تک دونوں کو ایک دوسرے کی بیع رد کرنے کا حق ہے۔ ❶

[35]...... حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ ، حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَطَعَ فِي مِجَنٍّ ثَمَنُهُ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ

تخریج الحدیث صحيح بخاری، الحدود، باب قول الله تعالىٰ "والسارق والسارقة فاقطعوا ايديهما" وفى كم يقطع؟ رقم الحديث : 6795، 6796، 6798، صحيح مسلم، الحدود، باب حد السرقة ونصابها، رقم الحديث : 1686 .

---

❶ تفسیر القرآن الکریم : 1/ 358 .

ترجمة الحديث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ڈھال (کی چوری) کی وجہ سے (چور کا) ہاتھ کاٹا جس کی قیمت تین درہم تھی۔

شرح الحديث

(1) حدود:

حدود، حد کی جمع ہے۔شرعی اصطلاح میں اس سے مراد وہ سزا ہے جو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے مقررہ کردہ مخصوص جرائم کے مرتکبین کو دی جاتی ہے۔ان سزاؤں سے مقصود معاشرے کو امن وسکون اور خیر وبرکات کا گہوارہ بنانا ہے۔شرعی حدود میں سے ایک حد چوری کرنے والے پر بھی لاگو ہوتی ہے۔

(2) چور کی سزا:

کلمہ پڑھ لینے والے مسلمان کے جان و مال کی حفاظت کرنا اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے۔مسلمان کا مال حرمت وعزت والا ہے اس کی اجازت اور دلی رضامندی کے بغیر اس سے لینا کسی کے لیے بھی جائز نہیں اور اگر کوئی ایسا کرے گا تو اس پر شریعت کی حد کا نفاذ ہوگا۔لہٰذا چوری کرنے والے مرد وعورت کی سزا بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝۳۸﴾

(المائدہ : 38)

”اور جو چوری کرنے والا اور چوری کرنے والی ہے۔دونوں کے ہاتھ کاٹ دو، اس کی جزا کے لیے جو ان دونوں نے کمایا، اللہ کی طرف سے عبرت کے لیے اور اللہ سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے۔“

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ إِلَّا فِي رُبْعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا)) [1]

”چور کا ہاتھ نہ کاٹا جائے مگر چوتھائی دینار یا زیادہ (کی مالیت) میں۔“

معلوم ہوا قابل حد چوری کا نصاب چوتھائی دینار ہے اور چوتھائی دینار عہد نبوی میں تین درہم کے برابر تھا۔

[36]...... حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ ، حَدَّثَنَا مُعَلَّى الرَّازِيُّ ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ، عَنْ أَيُّوبَ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْمُزَابَنَةِ: أَنْ يَبِيعَ الرَّجُلُ ثَمَرَ أَرْضِهِ

[1] صحيح مسلم ، الحدود ، باب حد السرقة ونصابها : 1684 .

بِـكَيْـلٍ إِنْ زَادَ فَلَا ، وَإِنْ نَقَصَ فَعَلَى قَالَ: وَقَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ رَخَّصَ فِي بَيْعِ الْعَرَايَا بِخَرْصِهَا .

تخریج الحدیث صحیح بخاری، البیوع، باب بیع الزبیب بالزبیب والطعام بالطعام، رقم الحدیث: 2172، 2173، صحیح مسلم، البیوع، باب تحریم بیع الرطب بالتمر الا فی العرایا، رقم الحدیث: 1542.

ترجمة الحدیث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع مزابنہ یہ کہ آدمی اپنی زمین کی پیداوار کو معلوم وزن کے عوض اس شرط پر بیچ دے کہ اگر پیداوار زیادہ ہوئی تو اس کو مزید کچھ نہیں ملے گا اور اگر پیداوار وزن سے کم ہوئی تو وہ نقصان کا ذمہ دار ہوگا اسے منع کیا۔
زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے درخت پر لگی کھجور کی (اندازے کے ساتھ خشک یا تازی کھجور کے عوض) بیع کی رخصت دی۔''

شرح الحدیث

(1):......تجارت کی اہمیت کے لیے دیکھئے فوائد، حدیث نمبر 34۔

(2) بیع مزابنۃ:

درختوں پر لگے ہوئے پھل کو اسی جنس کے اتارے ہوئے خشک پھل کے عوض فروخت کرنا بیع مزابنہ ہے۔
امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((وَالْمُزَابَنَةُ بَيْعُ الثَّمَرِ عَلَى رُءُوسِ النَّخْلِ بِالتَّمْرِ)) [1]

''مزابنہ'' سے مراد یہ ہے کہ کھجور کے درختوں پر لگی تر کھجوروں کو خشک کھجوروں کے عوض فروخت کرنا۔''

چونکہ اس بیع میں صحیح تعداد کا علم نہیں ہوسکتا کہ تر میوہ خشک ہوکر کتنا رہ جائے گا، زیادتی اور کمی دونوں کے امکانات ہیں جس کی وجہ سے فریقین میں سے کسی ایک کو نقصان ہوسکتا ہے۔ اس لیے شریعت نے اس سے منع کیا۔

(3) بیع العرایاء:

درخت پر لگے پھلوں کو اسی جنس کے خشک پھل کے عوض صورت ''عرایا'' میں بیچنا جائز ہے۔
امام بخاری رحمہ اللہ عرایا کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

[1] سنن ترمذی، البیوع، باب ما جاء فی النهی عن المحاقلة والمزابنة، تحت رقم الحدیث: 1224.

((وَقَالَ مَالِكٌ: الْعَرِيَّةُ أَنْ يُعْرِيَ الرَّجُلُ الرَّجُلَ النَّخْلَةَ ثُمَّ يَتَأَذَّى بِدُخُولِهِ عَلَيْهِ فَرَخَّصَ لَهُ أَنْ يَشْتَرِيَهَا مِنْهُ بِتَمْرٍ ، وَقَالَ ابْنُ إِدْرِيسَ: الْعَرِيَّةُ لَا تَكُونُ إِلَّا بِالْكَيْلِ مِنَ التَّمْرِ يَدًا بِيَدٍ لَا يَكُونُ بِالْجِزَافِ))

''امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں: عریہ یہ ہے کہ ایک آدمی دوسرے کو اپنے باغ کا درخت عاریتاً دے پھر اس شخص کا باغ میں آنا جانا ناگوار معلوم ہو تو ایسی صورت میں عاریتاً دینے والا خشک کھجور کے عوض اپنا درخت خرید لے تو اس کے لیے جائز ہے۔''

''اور امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عریہ کے لیے ضروری ہے کہ خشک کھجور کا وزن کر کے دست بدست دی جائے۔ دونوں طرف سے اندازہ درست نہیں۔'' ❶

اہل عرایا کے لیے پانچ وسق یا اس سے کم مقدار کا فروخت کرنا جائز ہے اور اگر اس سے وزن زیادہ ہو تو یہ بیع درست نہیں۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ وسق یا اس سے کم میں بیع عرایا کی اجازت دی ہے۔ ❷
ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور ایک صاع تقریباً اڑھائی کلو وزن کے برابر ہے۔

(4) اندازہ وتخمینہ لگانا:

اس حدیث سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ شرعاً اندازہ وتخمینہ لگانا جائز ہے۔ بشرطیکہ اندازہ کرنے والا امانت دار ہو اور اپنے فن میں مہارت رکھتا ہو۔

[37]...... حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي الْحَارِثُ بْنُ عُمَيْرٍ ، عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ ، عَنْ نَافِعٍ ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ ، رَأَى كَأَنَّ بِيَدِهِ خِرْقَةً مِنْ إِسْتَبْرَقٍ لَا يَسِيرُ بِهَا إِلَى شَيْءٍ مِنَ الْجَنَّةِ إِلَّا طَارَتْ إِلَيْهِ ، فَقَصَّهَا عَلَى حَفْصَةَ ، فَقَصَّتْهَا حَفْصَةُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((إِنَّ عَبْدَ اللَّهِ رَجُلٌ صَالِحٌ)) .

تخریج الحدیث صحیح بخاری، التعبیر، باب الاستبرق ودخول الجنة فی المنام، رقم الحدیث: 7015، 7016، صحیح مسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل عبد اللّٰه بن

❶ صحیح بخاری، البیوع، باب تفسیر العرایا، قبل الحدیث: 2192.

❷ صحیح بخاری، البیوع، باب بیع الثمر علی رؤس النخل بالذهب والفضة: 2190، صحیح مسلم، البیوع، باب تحریم بیع الرطب بالتمر الا فی العرایا: 1541.

عمر رضی اللہ عنہما، رقم الحدیث : 2478.

ترجمة الحديث نافع رحمہ اللہ سے مروی ہے، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے خواب دیکھا گویا ان کے ہاتھ میں ریشم کا ایک ٹکڑا ہے اور وہ جنت کی جس چیز کی طرف جانا چاہتے ہیں وہ ان کو وہاں اڑا کر لے جاتا ہے۔ انہوں نے یہ خواب ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو بیان کیا اور حفصہ رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک عبداللہ نیک آدمی ہے۔''

شرح الحديث

(1) خواب کی حقیقت:

خواب ایک حقیقت ہے۔ خواب سچا بھی ہوسکتا ہے اور جھوٹا بھی۔ سچا خواب اللہ کی طرف سے ہوتا ہے جبکہ جھوٹا خواب شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔ انبیاء و رسل کے خواب وحی کی ایک قسم ہوتے ہیں۔ ہمارے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو ابتدائے نبوت میں رات کو خواب آتا جو حقیقی صورت میں پورا ہوتا دکھائی دیتا تھا یوں آپ کی نبوت و رسالت کی ابتدا خواب ہی سے ہوئی۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

((أَوَّلُ مَا بُدِءَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ فِي النَّوْمِ فَكَانَ لَا يَرَى رُؤْيَا إِلَّا جَائَتْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ)) [1]

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کی ابتداء سچے اور پاکیزہ خوابوں سے ہوئی، آپ جو خواب میں دیکھتے، وہ صبح کی روشنی کی طرح سچا ثابت ہوتا۔''

قرآن میں سیدنا یوسف علیہ السلام اور ان کے جد امجد سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے خوابوں کا ذکر موجود ہے۔ نبوت و رسالت کا سلسلہ منقطع ہو جانے کے بعد مؤمن و مسلمان کا اچھا خواب باقی رہ گیا جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت ہے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَمْ يَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ، قَالُوا: وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ؟ قَالَ: الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ)) [2]

''نبوت میں سے مبشرات (خوشخبریوں) کے سوا کچھ باقی نہ رہا۔ صحابہ نے پوچھا: مبشرات کیا ہے؟

---

[1] صحیح بخاری، باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللّٰہ ﷺ : 4، صحیح مسلم، الایمان، باب بدء الوحی : 160.

[2] صحیح بخاری، التعبیر، باب المبشرات : 6990.

آپ نے فرمایا: اچھے خواب۔''

(2) ام المؤمنین سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما:

ام المؤمنین سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی بڑی بہن ہیں۔ پہلے صحابی رسول خنیس بن حذافہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ ان کی وفات کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں۔

(3) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کو خاص نسبت تھی۔ احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کرنے والے مکثرین صحابہ میں سے ہیں۔ زبان نبوت سے ان کے حق میں ''رجل صالح'' کا خطاب ایک بہت بڑا اعزاز وافتخار ہے ؎

ایں سعادت بزور بازو نیست

[38]...... حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ حَدَّثَنَا عَارِمٌ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ أَخُو حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا أَحْسَنَ عِبَادَةَ رَبِّهِ وَنَصَحَ لِسَيِّدِهِ يُؤْتَى أَجْرَهُ مَرَّتَيْنِ)).

تخريج الحديث صحيح بخارى، العتق، باب العبد اذا احسن عبادة ربه ونصح سيده، رقم الحديث: 2546، 2550، صحيح مسلم، الأيمان، باب ثواب العبد واجره...... الخ، رقم الحديث: 1664.

ترجمة الحديث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب غلام اپنے رب کی اچھی عبادت کرے اور اپنے مالک کی بات مانے تو اس کو دوگنا اجر دیا جاتا ہے۔

شرح الحديث

(1) انسانی زندگی کا مقصد:

اللہ رب العزت نے جن وانس کو اپنی عبادت کے لیے تخلیق فرمایا، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ۞ ﴾ (الذاريات: 56)

''اور میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اسی لیے پیدا کیا کہ وہ میری عبادت کریں۔''

عبادت کا معنی بندگی ہے اور اسی بندگی کے لیے انسان کو زندگی بخشی گئی، اگر زندگی بندگی وعبادت سے خالی

ہوتی تو باعث عار و شرمندگی ہوگی۔ ع

زندگی آمد برائے بندگی
بے بندگی زندگی را شرمندگی

(2) حقوق کی ادائیگی:

ایک انسان کو اپنی زندگی میں دو طرح کے حقوق ادا کرنا ہوتے ہیں جو اس کے فرائض ہیں۔ (1) حقوق اللہ (2) حقوق العباد

حقوق اللہ میں اللہ کی عبادت، اس کے اوامر کی تعمیل اور اس کی منہیات سے اجتناب شامل ہے۔ جبکہ حقوق العباد ہر رشتہ اور تعلق کے اعتبار سے مختلف ہیں۔ والدین کا حق سب سے مقدم و محترم ہے اور ایک غلام کے لیے اس کے آقا و مالک کا حق ادا کرنا سب سے زیادا اہم ہے۔

ایک اچھا مسلمان حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد بھی تندہی سے ادا کرتا ہے اور ان دونوں قسم کے حقوق کو ادا کرنے میں افراط و تفریط سے بھی کام نہیں لیتا اور غفلت و لا پرواہی کا مظاہرہ بھی نہیں کرتا۔

(3) دوگنا اجر کا حقدار:

وہ غلام جو اپنے خالق و مالک الہ و معبود کا حق عبادت بطریق احسن ادا کرتا ہے اور اپنے آقا کی فرمانبرداری و خیر خواہی میں بھی کسر نہیں چھوڑتا اس کے لیے دوہرے اجر و ثواب کی نوید سنائی گئی۔ ایک اللہ کا حق ادا کرنے پر اور دوسرا اپنے آقا و مالک کے حقوق کی ادائیگی پر۔

احادیث میں چند اور بھی ایسے افراد کا ذکر ہے جن کے لیے دوہرا اجر ہے ان میں سے دقت و مشقت کے باوجود قرآن کی تلاوت کرنے والا، لونڈی کی اچھی تعلیم و تربیت کے بعد اسے آزاد کر کے اس سے نکاح کرنے والا، اہل کتاب کا وہ فرد جو اپنے نبی پر ایمان لایا اور بعد میں اس کے پاس محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت و رسالت کی دعوت پہنچی اس پر بھی ایمان لے آیا، قریبی رشتہ داروں پر صدقہ و خیرات کرنے والا، خوب تحقیق و جستجو کے بعد صحیح فیصلہ کرنے والا حاکم وغیرہ ہیں۔

[39]...... حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ بْنُ عُقْبَةَ ، عَنْ سُفْيَانَ ، عَنْ أَيُّوبَ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ فَقَالَ: مَا تَرَكْتُ اسْتِلَامَ الْحَجَرِ فِي رَخَاءٍ وَلَا شِدَّةٍ مُنْذُ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَسْتَلِمُهُ .

تخریج الحدیث سنن نسائی، الحج، باب ترك استلام الركنين الآخرين، رقم الحديث: 2953، سنن دارمی، المناسك، باب فی استلام الحجر، رقم الحديث: 1880، محدث البانی نے اسے "صحیح" کہا ہے۔

ترجمة الحدیث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے کہا: میں نے حجر اسود کا استلام کسی بھی حالت میں کبھی نہیں چھوڑا جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا استلام کرتے دیکھا۔

شرح الحدیث فوائد کے لیے دیکھئے حدیث نمبر 6۔

[40]...... حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا رَاحَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْجُمُعَةِ فَلْيَغْتَسِلْ)).

تخریج الحدیث صحیح بخاری، الجمعة، باب فضل الغسل يوم الجمة، وهل على الصبي...... الخ، رقم الحديث: 877.

ترجمة الحدیث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی جمعہ کے لیے جائے تو وہ غسل کرلے۔

شرح الحدیث

(1) نماز جمعہ کی فرضیت:

نماز جمعہ عورت، غلام، مسافر اور مریض کے علاوہ ہر مکلّف پر فرض ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَ ذَرُوا الْبَيْعَ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ ﴾ (الجمعة: 9)

"اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کے لیے اذان دی جائے تو تم اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید وفروخت کرنا چھوڑ دو۔ یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلْجُمْعَةُ حَقٌّ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ فِى جَمَاعَةٍ اِلَّا اَرْبَعَةٍ، : عَبْدٌ مَمْلُوْكٌ، أَوْ

اِمْرَأَةٌ أَوْ صَبِيٌّ أَوْمَرِيْضٌ)) ❶

''جمعہ ہر مسلمان پر جماعت کے ساتھ حق، واجب ہے، سوائے چار قسم کے لوگوں کے، غلام، عورت، بچہ اور مریض۔''

(2) نماز جمعہ کے لیے غسل کرنا:

اسلام نے اپنے ماننے والوں کو طہارت و نظافت کی خوب تاکید فرمائی اور صفائی کو نصب ایمان قرار دیا۔ چونکہ خطبۂ جمعہ اور نماز جمعہ کے لیے معمول سے زیادہ افراد مساجد میں حاضر ہوتے ہیں۔ اس لیے حاضرین کو صفائی کا خاص اہتمام کرنے، مسواک کرنے، خوشبو لگانے، نیا لباس پہننے اور غسل کی تاکید فرمائی ہے۔

جمعہ کے غسل کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم ارشاد فرمایا، لہٰذا محض سستی کی وجہ سے غسل ترک کرنا درست نہیں کیونکہ غسل افضل ہے۔ البتہ غسل کی بجائے صرف وضو کرنا بھی جائز ہے۔ سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ تَوَضَّأَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَبِهَا وَنِعِمَتْ، وَمَنِ اغْتَسَلَ فَالْغُسْلُ أَفْضَلُ)) ❷

''جس شخص نے جمعہ کے دن وضو کیا تو یہ صحیح اور اچھا ہے اور جس نے غسل کیا تو غسل کرنا افضل ہے۔''

[41]...... حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ حَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ، حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي جَبِيرَةَ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَقَدْ كَفَرَ بِاللّٰهِ)).

تخريج الحديث الكامل لابن عدى: 4/ 155، تفسير ابن كثير: 2/ 334، حافظ ابن کثیر نے کہا کہ یہ حدیث ''منکر'' ہے اس کی سند میں کلام ہے۔

ترجمة الحديث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے کسی مؤمن کو جان بوجھ کر قتل کیا یقیناً اس نے اللہ کے ساتھ کفر کیا۔''

---

❶ سنن ابی داؤد، الصلوة، باب الجمعة للملوك والمرأة: 1067، محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ سنن ترمذی، الجمعة، باب ماجاء فی الوضوء، یوم الجمعة: 497، سنن ابی داؤد، الطهارة، باب فی الرخصة فی ترك الغسل یوم الجمة: 354، امام ترمذی نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

شرح الحدیث

(1) قتل ایک سنگین جرم:

انسانی جان کو عند اللہ عزت وحرمت حاصل ہے اور اس کا احترام لازم ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ لَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ۝ وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّ ظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا ؕ وَ كَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ۝ ﴾ (النساء : 29- 30)

''اور تم اپنے آپ کو قتل نہ کرو بے شک اللہ تعالیٰ تم پر بہت رحم کرنے والا ہے اور جو شخص سرکشی اور ظلم سے ایسے کام کرے تو ہم اسے جلد آگ میں ڈالیں گے اور یہ اللہ کے لیے بہت آسان ہے۔''

مسلمان کی جان کا تقدس عام لوگوں کی نسبت کہیں زیادہ ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ مَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ لَعَنَهٗ وَ اَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ۝ ﴾ (النساء : 93)

''اور جو شخص کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے اس کی سزا جہنم ہے وہ اس میں ہمیشہ رہے گا اور اس پر اللہ کا غضب اور اس کی لعنت ہوگی اور اللہ نے اس کے لیے بہت بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔''

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَوَّلُ مَا يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي الدِّمَآءِ)) [1]

''لوگوں کے درمیان قیامت کے دن سب سے پہلے جس معاملے کا فیصلہ کیا جائے گا وہ خون ہوں گے۔''

(2) کفر سے مراد:

جس شخص نے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ لیا وہ مسلم ہے اور دائرہ اسلام میں داخل ہے۔اسے کسی پختہ دلیل کے بغیر کافر قرار نہیں دیا جا سکتا۔اگر وہ ضروریات دین کا انکار کرے۔اس میں شرائط کفر پائی جائیں تو وہ کافر ہوگا۔کفر کی دو بڑی قسمیں ہیں: (1) کفر اکبر (2) کفر اصغر

کفر اکبر کا مرتکب دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کا انکار کرنے والا، قرآن پر ایمان نہ لانے والا وغیرہ، جبکہ کفر اصغر کے ارتکاب سے مرتکب دائرہ اسلام سے خارج نہ ہوگا۔مثلاً

[1] صحيح بخاری، الرقاق، باب القصاص يوم القيامة : 6533، صحيح مسلم، القسامة والمحاربين، باب المجازاة بالدماء فى الأخرة...... الخ : 1678.

کاہن ونجومی وغیرہ کے پاس جانا، بیوی کی دبر میں جماع کرنا وغیرہ کفراصغر کی مثالیں ہیں۔

مؤمن کو ارادۃً قتل کرنا انتہائی سنگین جرم ہے۔جس کی شریعت میں شدید ترین وعیدیں سنائی گئیں لیکن اس جرم کے مرتکب کو خارج عن الأ سلام نہیں کہا جا سکتا ہے۔ واللّٰہ اعلم بالصواب۔

[42]...... حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ)) .

تخریج الحدیث صحیح مسلم، الأشربة، باب بیان ان کل مسکر...... الخ، رقم الحدیث : 2003.

ترجمة الحدیث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر نشہ آور چیز شراب ہے۔''

شرح الحدیث

(1) ہر نشہ آور چیز خمر اور حرام ہے:

ہر نشہ آور چیز شراب کے حکم میں داخل ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔شراب کی حرمت بتدریج نازل ہوئی۔سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے متعلق مروی ہے کہ جب شراب کی حرمت نازل ہوئی تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ! شراب کے بارے میں ہمیں صاف صاف حکم بیان فرما دے چنانچہ سورۂ بقرہ کی یہ آیت نازل ہوئی:

﴿ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ۭ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ ﴾ (البقرہ : 219)

''اور لوگ آپ سے شراب اور جوئے سے متعلق دریافت کرتے ہیں تو آپ کہہ دیجئے کہ ان دونوں میں بہت بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لیے کچھ فائدہ بھی ہے لیکن ان دونوں کا گناہ ان کے فائدے سے بہت زیادہ ہے۔''

عمر رضی اللہ عنہ کو بلایا گیا اور انہیں یہ آیت پڑھ کر سنائی گئی تو انہوں نے کہا: اے اللہ! ہمیں شراب کے بارے میں صاف صاف حکم بیان فرما دے، چنانچہ سورۃ النساء کی یہ آیت نازل ہوئی:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى ﴾ (النساء : 43)

''اے ایمان والو! تم نشہ کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ۔''

چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا منادی نماز کی اقامت کے وقت اعلان کرتا تھا، خبردار! کوئی شخص حالت نشہ

میں نماز کے قریب نہ آئے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے یہ آیت پڑھی گئی تو انہوں نے کہا: اے اللہ! ہمیں شراب کے بارے میں صاف صاف حکم بیان فرما دے، چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی:

﴿فَهَلْ أَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ﴾ (المائدہ : 91)

''(شراب حرام اور شیطانی اعمال میں سے ہے) کیا تم ان سے باز آتے ہو۔''

تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم باز آ گئے۔ ❶

جس کی کثیر مقدار نشہ آور ہے اس کی قلیل مقدار بھی حرام ہے۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

((كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ مَا أَسْكَرَ الْفَرَقُ مِنْهُ فَمِلْءُ الْكَفِّ مِنْهُ حَرَامٌ)) ❷

''ہر نشہ آور چیز حرام ہے اور جس کے ایک فرق سے نشہ طاری ہو جائے اس کا ایک چلو بھی حرام ہے۔''

اور فرق، ایک پیمانہ ہے سولہ رطل یا تین صاع کا۔ ❸

(2) شراب پینا:

اللہ رب العزت نے ہمیں حلال و طیب چیزیں کھانے پینے کا حکم دیا اور حرام، ناپاک و خبائث سے منع کیا ہے۔ شراب حرام ہے اس کے پینے والے کو اس کی وجہ سے بے شمار مفاسد کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ انسان خلاف عقل اور فطرت ایسی حرکات کرتا ہے جن پر نشہ اترنے کے بعد اسے پچھتانا پڑتا ہے۔ اس لیے مؤمن و مسلمان اس کے قریب بھی نہیں جاتا اور یہی اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھنے والے کی خوبی بیان ہوئی۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَجْلِسْ عَلَى مَائِدَةٍ يُدَارُ عَلَيْهَا

---

❶ سنن ابو داؤد، الاشربة، باب تحريم الخمر : 3670، سنن ترمذی، تفسير القرآن، باب ومن سورة المائدة : 3049، مسند احمد : 1/ 322، امام ترمذی، احمد شاکر اور محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ سنن ابی داؤد، الأشربة، باب ما جاء فی السکر : 3687، سنن ترمذی، الأشربة، باب ما أسكر كثيرة فقليله حرام : 1863، محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❸ لغات الحديث : 3/ 415.

بِالْخَمْرِ)) ❶

''جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اس دسترخوان پر نہ بیٹھے جس پر شراب کا دور چلتا ہو۔''

شراب پینے والوں کو شدید وعید سنائی گئی، سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ إِنَّ عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ عَهْدًا لِمَنْ يَشْرَبُ الْمُسْكِرَ اَنْ يَّسْقِيَهٗ مِنْ طِينَةِ الْخَبَالِ قَالُوا: يَا رَّسُولَ اللّٰهِ! وَمَا طِينَةُ الْخَبَالِ؟ قَالَ: عَرَقُ اَهْلِ النَّارِ اَوْ عُصَارَةُ اَهْلِ النَّارِ)) ❷

''ہر نشہ آور چیز حرام ہے، بے شک اللہ عزوجل کا اپنے ساتھ یہ عہد ہے کہ جو شخص نشہ آور مشروب پیے گا وہ اس کو طینۃ الخبال پلائے گا۔'' صحابہ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! طینۃ الخبال کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جہنمیوں کا پسینہ یا جہنمیوں کا لہو اور پیپ۔''

[43]...... حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ آدَمَ، حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: أَهْلَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِالْحَجِّ مُفْرَدًا.

تخریج الحديث صحيح مسلم، الحج، باب فى الافراد والقراٰن، رقم الحديث: 1231.

ترجمة الحديث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے بیان کیا: ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج مفرد کا احرام باندھا تھا۔

شرح الحديث

(1) حج کی فرضیت:

حج کے لغوی معنی قصد اور ارادہ کے ہیں۔ یہ اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ایک رکن ہے جس کی ادائیگی مخصوص مہینوں میں کی جاتی ہے۔ حج ہر صاحب استطاعت مسلمان پر زندگی میں ایک دفعہ فرض ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

---

❶ سنن ترمذی، الأدب، باب ما جاء فى دخول الحمام: 2801، امام ترمذی نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

❷ صحيح مسلم، الاشربة، باب بيان ان كل مسكر خمر وان كل خمر حرام: 2002.

﴿ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ؕ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝ ﴾

(آل عمران : 97)

''اور اللہ کے لیے لوگوں پر اس گھر کا حج (فرض) ہے جو اس کی طرف راستے کی طاقت رکھے اور جس نے کفر کیا تو اللہ تعالیٰ تمام جہانوں سے بہت بے پرواہ ہے۔''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے اور فرمایا:

((اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ عَلَيْكُمْ الحَجَّ))

''اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا ہے۔''

اقرع بن حابس تمیمی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، کیا ہر سال؟ اے اللہ کے رسول! آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے پھر فرمایا: ''اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال واجب ہو جاتا پھر نہ تم سنتے اور نہ بات مانتے۔ حج صرف ایک ہی دفعہ فرض ہے۔'' [1]

(2) حج کی صورتیں:

حج کی تین صورتیں ہیں۔ ان میں سے کوئی صورت اختیار کی جا سکتی ہے۔

(i) حج افراد (ii) حج قران (iii) حج تمتع

(i) **حج افراد**:...... حج افراد یا مفرد یہ ہے کہ حج کرنے والا صرف حج کی نیت سے احرام باندھے اور ارکان حج کی ادائیگی کے بعد فارغ ہو جائے۔

(ii) **حج قران**:...... آدمی حج اور عمرہ کا اکٹھا احرام باندھے، مکہ میں داخل ہو، عمرہ کرے اور احرام ہی میں رہے حتیٰ کہ تمام اعمال حج ادا کر کے فارغ ہو جائے۔

(iii) **حج تمتع**:...... حج کے مہینوں میں عمرہ کا احرام باندھا جائے اور پھر مکہ پہنچ کر عمرہ مکمل کرنے کے بعد احرام کھول دیا جائے۔ ایام حج آنے تک بغیر احرام کے آدمی مقیم رہے اور پھر ایام حج میں حج کی نیت سے احرام باندھ کر اعمال حج ادا کرے۔

حج کی تینوں صورتیں جائز ہیں تاہم حج تمتع افضل ہے۔

(3):...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے 10ھ کو حجۃ الوداع کیا آپ مدینہ طیبہ سے 25 ذیقعد کو نکلے اور 4 ذی الحجہ

---

[1] سنن نسائی، الحج، باب وجوب الحج: 2621، سنن ابی داؤد، المناسك، باب فرض الحج: 1721، محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

کو مکہ مکرمہ پہنچے، آپ کے ساتھ آنے والے صحابہ کرام کا جم غفیر تھا۔ جو حج کے قصد وارادہ سے آپ کے ساتھ شریک سفر ہوا۔ اس موقع پر بعض صحابہ نے صرف حج کا بعض نے صرف عمرہ کا احرام باندھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حج تمتع اور قران ادا کیا۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج قران ادا فرمایا اور حج تمتع کو پسند کیا۔

[44]...... حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ شُقَيْرٍ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ أَعْيَنَ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الرَّجُلَ لَيَكُونُ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ وَالصِّيَامِ وَالْجِهَادِ، حَتَّى ذَكَرَ سِهَامَ الْخَيْرِ، وَمَا يُجْزَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا بِقَدْرِ عَقْلِهِ)).

تخريج الحديث المعجم الاوسط للطبراني : 3/ 251، رقم الحديث : 3057، شعب الايمان للبيهقي : 6/ 351، رقم الحديث : 4316، مجمع الزوائد : 8/ 28، رقم الحديث : 12719، السلسلة الضعيفة : 12/ 101، رقم الحديث : 5557، اس کی سند منصور بن صقیر الجزری ہے، اسی وجہ سے ہیثمی اور محدث البانی نے اسے ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

ترجمة الحديث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک آدمی نمازی، زکاۃ دینے والا، حج اور عمرہ کرنے والا، روزے رکھنے والا اور جہاد کرنے والا ہوتا ہے حتی کہ بہت سے امور خیر کا ذکر کیا اور وہ قیامت کے دن اجر وثواب اپنی نیت کے مطابق حاصل کرتا ہے۔''

شرح الحديث

(1) باری تعالیٰ کی عدالت میں حاضری:

دنیا دار العمل ہے اور اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو بامقصد زندگی گزارنے کی تاکید کی۔ اس دنیا میں کیے گئے تمام اعمال کی عنداللہ جواب طلبی ہوگی، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَوَرَبِّكَ لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ ۝ عَمَّا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝ ﴾ (الحجر : 92، 93)

''پس تیرے رب کی قسم! ہم ان سے ضرور بالضرور پوچھیں گے، اس سے متعلق جو وہ کرتے رہے۔''

یہ جواب طلبی ہر نیک و بد سے ہوگی۔ دنیا میں کیے اعمال و افعال سے متعلق پوچھا جائے گا۔ اللہ رب العزت ہم سب کے لیے آسانیاں پیدا فرمائیں۔

(2) نعمتوں کا حساب:

اللہ رب العزت نے انسان کو بے شمار نعمتوں سے نواز رکھا ہے جن کو نہ تو گنا جا سکتا ہے اور نہ ہی ان کا شمار ممکن ہے۔ اللہ کی جتنی بھی مخلوقات ہیں وہ انسان کے فائدہ کے لیے ہیں اور انسان سے اپنی بندگی کا مطالبہ کیا ہے۔ انعامات الٰہیہ کا تقاضا ہے بندہ اللہ کا شکر گزار بن کر زندگی گزارے، روز قیامت انسان سے اللہ کی نعمتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ ۝٨﴾ (التکاثر : 8)

''پھر ضرور تم نعمتوں کے بارے میں پوچھے جاؤ گے۔''

جس انسان نے اللہ کی نعمتوں کو بروئے کار لا کر معرفت الٰہی حاصل کی وہ سرخرو ہو جائے گا اور جس نے عقل وفکر، سمع وبصر سے اپنے خالق ومالک کو نہ پہچانا وہ ناکام ونامراد رہے گا۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يُؤْتَى بِالْعَبْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُولُ اللّٰهُ لَهُ أَلَمْ أَجْعَلْ لَكَ سَمْعًا وَبَصَرًا وَمَالًا وَوَلَدًا وَسَخَّرْتُ لَكَ الْأَنْعَامَ وَالْحَرْثَ وَتَرَكْتُكَ تَرْأَسُ وَتَرْبَعُ فَكُنْتَ تَظُنُّ أَنَّكَ مُلَاقِي يَوْمَكَ هَذَا قَالَ: فَيَقُولُ، لَا: فَيَقُولُ لَهُ: الْيَوْمَ أَنْسَاكَ كَمَا نَسِيتَنِي)) ❶

''روز قیامت آدمی کو لایا جائے گا اور اللہ تعالیٰ اس سے پوچھیں گے: کیا میں نے تجھے کان، آنکھیں، مال اور اولاد نہیں دی تھیں۔ تیرے لیے مویشی اور کھیت مسخر نہیں کیے تھے اور تجھے قوم کا سردار بنایا تھا اور تو ان سے خدمت لیتا تھا، کیا تجھے آج (قیامت) کے دن کی ملاقات کا یقین تھا؟ وہ کہے گا: نہیں تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: آج ہم تجھے اسی طرح بھلا دیتے ہیں جس طرح تو نے ہمیں بھلا دیا تھا۔''

مال ودولت، اولاد، بیوی، گھر بار، عہدہ ومنصب، ناک، کان، آنکھ، دماغ، صحت، جوانی وغیرہ سبھی اللہ کی عطا کردہ نعمتیں ہمارے پاس امانت ہیں۔ ان کا صحیح استعمال لازم ہے اور ایک سمجھدار آدمی ان سے متعلق جواب طلبی کی فکر میں رہتا ہے اور اس سے اللہ اور اس کے رسول کے احکامات کی روشنی میں مستفید ہوتا ہے۔ اس لیے شارع نے اس انسان کو عقلمند قرار دیا جو آخرت کی فکر میں زندگی گزارتا ہے۔

[45]...... حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ عُبَيْدِ

❶ سنن ترمذی، صفة القيامة، باب سوال الرب عبده عما...... الخ : 2428، امام ترمذی نے اس ''صحیح'' کہا ہے۔

اللّٰهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ فِيمَا أَحَبَّ وَكَرِهَ)).

تخریج الحدیث صحیح بخاری، الاحکام، باب السمع والطاعة للامام مالم تکن بمعصیة، رقم الحدیث: 7144، صحیح مسلم، الامارة، باب وجوبه طاعة الأمراء فی غیر معصیة وتحریمها فی المعصیة، رقم الحدیث: 1839.

ترجمة الحدیث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک مسلمان پر (حکمران کی) بات کوسننااور مانالازم ہے۔خواہ (اس کی بات) اچھی لگے یا ناپسند کرے۔''

شرح الحدیث

(1) اطاعت امیر:

مسلم حکمرانوں کی پسند و ناپسند میں اطاعت وفرمانبرداری کو شریعت اسلامیہ نے لازمی قرار دیا، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَآَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ﴾ (النساء: 59)

''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور رسول (ﷺ) کی اطاعت کرو اور اولی الامر (حکمرانوں) کی اطاعت کرو۔''

حکمران اگرچہ ناپسند ہو پھر بھی اس کی اطاعت لازم ہے۔سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اسْمَعُوا وَأَطِيعُوا وَإِنِ اسْتُعْمِلَ حَبَشِيٌّ كَأَنَّ رَأْسَهُ زَبِيبَةٌ)) [1]

''حاکم کی بات سنو اور مانو اگرچہ تمہارا حکمران کوئی حبشی غلام ہو اور اس کا سر منقی (کی مانند چھوٹا سا) ہی کیوں نہ ہو۔''

حکمران کی اطاعت غیر مستقل اور مشروط ہے۔اگر حاکم وقت شرعی حدود سے تجاوز کرے، غیر شرعی اور غیر اسلامی حکم دے تو اس کی اطاعت ضروری نہیں کیونکہ خالق و مالک کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت روا نہیں۔

(2):......مزید فوائد کے لیے دیکھئے فوائد حدیث نمبر 27۔

[1] صحیح بخاری، الاحکام، باب السمع والطاعة للامام ...... الخ: 7142.

[46]...... حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ زِيَادٍ سَبَلَانُ ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّا ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((بَادِرُوا الصُّبْحَ بِالْوِتْرِ))

تخریج الحدیث صحیح مسلم، صلاة المسافرین، باب صلاة اللیل مثنیٰ مثنیٰ والوتر رکعة من آخر اللیل، رقم الحدیث: 750.

ترجمة الحدیث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صبح ہونے سے پہلے وتر پڑھ لیا کرو۔''

شرح الحدیث

(1) نماز وتر کا حکم:

وتر کی نماز فرض یا واجب نہیں تاہم اس کی ادائیگی کی شریعت اسلامیہ نے بہت زیادہ تاکید فرمائی، رسول اللہ ﷺ سفر وحضر میں وتر کی پابندی فرماتے تھے۔ سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((الْوِتْرُ حَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُوتِرَ بِخَمْسٍ فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُوتِرَ بِثَلَاثٍ فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُوتِرَ بِوَاحِدَةٍ فَلْيَفْعَلْ)) [1]

''وتر ادا کرنا ہر مسلمان پر لازم ہے جو پانچ وتر پڑھنا پسند کرتا ہے وہ پانچ پڑھ لے جو تین وتر پڑھنا پسند کرتا ہے وہ تین پڑھ لے اور جو ایک وتر پڑھنا پسند کرتا ہے وہ ایک پڑھ لے۔''

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((الْوِتْرُ لَيْسَ بِحَتْمٍ كَصَلَاتِكُمْ الْمَكْتُوبَةِ وَلَكِنْ سَنَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ .)) [2]

''وتر فرض نماز کی طرح لازم وضروری نہیں بلکہ یہ سنت ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے مقرر کیا۔''

---

[1] سنن ابی داؤد، الصلاة، باب کم الوتر: 1422، سنن ابن ماجه، الصلاة، باب ما جاء فی الوتر ...... الخ: 1190، محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

[2] سنن نسائی، قیام اللیل باب الامر بالوتر: 1677، سنن ترمذی، الوتر، باب ما جاء ان الوتر لیس بحتم: 454، محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

(2) نماز وتر کا وقت:

وتر کا وقت نماز عشا کے بعد سے لے کر طلوع فجر تک ساری رات ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے رات کے سبھی اوقات میں نماز وتر ادا کی، رات کی آخری گھڑیوں میں وتر پڑھنا افضل و بہتر ہے لیکن جسے اندیشہ ہو کہ پچھلی رات نہیں اٹھ سکے گا۔ تو اس کے لیے مستحب یہ ہے کہ اول رات میں وتر پڑھ کر سو جائے۔

سیدنا خارجہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((الْوِتْرُ جَعَلَهُ اللّٰهُ لَكُمْ فِيمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلَى أَنْ يَطْلُعَ الْفَجْرُ)) ❶

''اللہ نے تمہارے لیے نماز وتر کا وقت نماز عشاء سے طلوع فجر تک مقرر کیا ہے۔''

تہجد پڑھنے والے کو چاہیے، نماز وتر سب سے آخر میں ادا کرے، اگر کسی مجبوری، سوئے رہنے وغیرہ کی وجہ سے طلوع فجر سے قبل وتر نہ پڑھے جاسکیں تو نماز فجر سے پہلے اور بعد میں بھی پڑھے جا سکتے ہیں۔

محمد بن المنتشر بیان کرتے ہیں کہ وہ عمرو بن شرحبیل کی مسجد میں تھے۔ اتنے میں اقامت ہوگئی اور لوگ ان کا انتظار کرنے لگے وہ آئے اور کہا میں وتر پڑھ رہا تھا اور کہا: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا: کیا اذان کے بعد وتر ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: ہاں، اور اقامت کے بعد بھی ہے اور انہوں نے بیان کیا، نبی اکرم ﷺ نماز سے سوئے رہ گئے حتی کہ سورج نکل آیا، پھر آپ نے (بیدار ہوکر) نماز پڑھی۔'' ❷

[47]...... حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، وَابْنِ عَوْنٍ وَمَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ: مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَلْبَسُ الْقَمِيصَ، وَلَا الْعِمَامَةَ، وَلَا السَّرَاوِيلَاتِ، وَلَا الْبَرَانِسَ، وَلَا الْخِفَافَ، إِلَّا أَنْ لَا يَجِدَ نَعْلَيْنِ فَيَلْبِسُ خُفَّيْنِ، وَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ، وَلَا يَلْبَسْ مِنَ الثِّيَابِ شَيْئًا مَسَّهُ وَرْسٌ أَوْ زَعْفَرَانٌ))، وَلَمْ يَذْكُرِ ابْنُ عَوْنٍ الْبَرَانِسَ.

تخریج الحدیث صحیح بخاری، جزاء الصید، باب ما ینهی من الطیب للمحرم والمحرمة، رقم الحدیث: 1838، صحیح مسلم، الحج، باب ما یباح للمحرم بحج أو عمرة

❶ سنن ترمذی، الوتر، باب ماجاء فی فضل الوتر: 452، سنن ابن ماجه، الصلاة، باب ما جاء فی الوتر: 1168، محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ سنن نسائی، قیام اللیل، باب الوتر بعد الاذان: 1685، محدث البانی نے اسے ''صحیح الإسناد'' کہا ہے۔

لبسة وما لا يباح وبيان تحريم الطيب عليه ، رقم الحديث : 1177 .

ترجمة الحديث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ایک آدمی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا محرم کون سا لباس پہن سکتا ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''احرام والا قمیص، پگڑی، شلوار، ٹوپی اور موزے نہ پہنے۔ اگر جوتے میسر نہ ہوں تو موزے پہن لے اور ان کو ٹخنوں سے نیچے تک کاٹ دے اور ایسا کپڑا بھی نہ پہنے جس کو ورس یا زعفران (خوشبو) لگی ہو۔'' ابن عون نے برانس (پگڑی) کا ذکر نہیں کیا۔

شرح الحديث

(1) محرم کا لباس:

حج وعمرہ کا ارادہ رکھنے والے کے لیے دو سفید کپڑے بطور احرام پہننا ہوں گے جن میں سے ایک ازار بند اور دوسری چادر جسم کے اوپر والے حصہ کے لیے ہے۔ خواتین عام لباس میں ہی احرام کی نیت کریں گی۔

ممنوعات احرام کے لیے دیکھئے فوائد حدیث نمبر 33۔

[48]...... حَـدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ حَدَّثَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ ، عَنْ سُفْيَانَ ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ ، عَنْ نَـافِعٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِـى أَطْرَافِ الْمَدِينَةِ أَنْ نَقْتُلَ الْكِلَابَ ، فَلَقَدْ رَأَيْتُنَا نَقْتُلُ الْكَلْبَ لِلْمُرَيَّةِ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ .

تخريج الحديث صـحـيـح مسلم ، المساقاة ، باب الأمر بقتل الكلاب وبيان نسخه ...... الخ ، رقم الحديث : 1570 .

ترجمة الحديث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے بیان کیا: ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے اطراف میں کتوں کو مارنے کا حکم دیا۔ ہم نے خود کو دیکھا کہ ہم دیہات سے آنے والی عورت کے کتے کو بھی قتل کر دیتے تھے۔

شرح الحديث

(1) کتا پالنا:

انسان کو اللہ رب العزت نے احسن انداز سے تخلیق فرمایا، پھر انسانی فائدے کی اشیاء کو اس کے لیے حلال اور جائز قرار دیا اور نقصان دہ چیزوں کو حرام ٹھہرایا۔ جانور بھی اللہ رب العزت کی تخلیق کا شاہکار ہیں۔ جانوروں میں سے بعض انسان دوست، انسان کے لیے مفید اور بعض نقصان دہ اور موذی ہیں جو جانور موذی اور

نقصان دہ ہیں ان کو حرام ٹھہرایا گیا اور جب ان کی اذیت وتکلیف حد بڑھ جائے تو انہیں قتل کرنے کا حکم صادر ہوا۔

کتا ان جانوروں میں سے ہے جن میں انسان کے لیے فوائد موجود ہیں، اگر کتا حصول فوائد مثلاً شکار، جانوروں کی حفاظت، کھیتی کی رکھوالی وغیرہ کے لیے رکھا جائے تو شرعاً جائز ہے جبکہ بلامقصد محض شوق کے لیے کتے پالنا ممنوع ہے اور ایسا کرنے والے کے اجر وثواب میں روزانہ کمی واقع ہوتی ہے۔

سیدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَوْلَا أَنَّ الْكِلَابَ أُمَّةٌ مِنَ الْأُمَمِ لَأَمَرْتُ بِقَتْلِهَا فَاقْتُلُوا مِنْهَا الْأَسْوَدَ الْبَهِيمَ وَمَا مِنْ قَوْمٍ اتَّخَذُوا كَلْبًا إِلَّا كَلْبًا مَاشِيَةٍ أَوْ كَلْبَ صَيْدٍ أَوْ كَلْبَ حَرْثٍ إِلَّا نَقَصَ مِنْ أُجُورِهِمْ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطَانِ)) ❶

''اگر کتے امتوں میں سے ایک امت (اللہ کی مخلوق) نہ ہوتے تو میں انہیں قتل (سب کو ختم) کرنے کا حکم دیتا البتہ تم سیاہ کتے کو قتل کر دیا کرو اور جو لوگ مویشیوں، شکار یا کھیتی کے کتے کے علاوہ کوئی کتا رکھتے ہیں ان کے ثواب میں سے روزانہ دو قیراط کم ہو جاتے ہیں۔''

(2) کتوں کو قتل کرنا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہر قسم کے کتوں کو مارنے کا حکم ارشاد فرمایا پھر کالے سیاہ کتے کے علاوہ باقی کتوں کو مارنے سے روک دیا۔ لہٰذا جو کتا نقصان دہ نہ ہو اس کو بلاوجہ نہیں مارنا چاہیے۔

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں کتوں کو مارنے کا حکم دیا حتی کہ کوئی عورت مدینہ کے اردگرد کی آبادیوں سے اپنے کتے کے ساتھ آتی تو ہم اس کو بھی مار ڈالتے تھے۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ان کو مارنے سے منع کر دیا اور فرمایا: ''تم (آنکھوں کے اوپر) دو نقطوں والے سیاہ کتے کو نہ چھوڑو بلاشبہ وہ شیطان ہے۔'' ❷

(3) کتوں کی خرید وفروخت:

اگرچہ بعض کتوں کو رکھنا اور پالنا شرعاً جائز ہے تاہم اس کی ہر قسم کی خرید وفروخت ممنوع ہے۔ سیدنا ابو

❶ سنن ابن ماجه، الصيد، باب النهى عن اقتنار الكلب ...... الخ: 3205، سنن ابى داؤد، الصيد، باب اتخاذ الكلب للصيد وغيره: 2745، محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ صحيح مسلم، المساقاة، باب الامر بقتل الكلاب وبيان ...... الخ: 1572.

مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت، زانیہ کی اجرت اور کاہن کی شیرینی لینے سے منع فرمایا۔ ❶

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا:

((نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَإِنْ جَاءَ يَطْلُبُ ثَمَنَ الْكَلْبِ فَامْلَأْ كَفَّهُ تُرَابًا)) ❷

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت سے منع فرمایا ہے اور اگر کوئی کتے کی قیمت مانگنے آئے تو اس کی مٹھی میں مٹی بھر دو۔''

[49]...... حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَحْلِبَنَّ أَحَدُكُمْ مَاشِيَةَ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ أَهْلِهِ، أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ تُؤْتَى خِزَانَتُهُ فَتُكْسَرَ فَيُنْتَثَلَ مَا فِيهَا، إِنَّمَا ضُرُوعُ مَوَاشِيهِمْ خَزَائِنُهُمْ)).

تخريج الحديث صحيح بخاری، اللقطة، باب لا تحتلب ماشية أحد بغير اذنه، رقم الحديث: 2435، صحيح مسلم، اللقطة، باب تحريم حلب الماشية بغير اذن مالكها، رقم الحديث: 1726.

ترجمة الحديث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی کسی کے جانور کا اس کے مالک کی اجازت کے بغیر دودھ نہ دھوئے۔ کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اس کا خزانہ توڑ کر اس میں سے سب کچھ نکال لیا جائے۔ بے شک جانوروں کے تھن بھی ان کے مالکوں کے خزانے ہیں۔

شرح الحديث

(1) بغیر اجازت کے کسی مسلمان کی چیز استعمال کرنا:

مذکورہ حدیث میں اس امر کی ممانعت ہے کہ کسی بھی مسلمان کی کوئی بھی چیز اس کی اجازت کے بغیر استعمال نہیں کرنی چاہیے۔ حدیث میں اگرچہ صرف دودھ کا ذکر ہے تاہم دیگر اشیاء کا بغیر اجازت استعمال بالاولی ممنوع ہے۔

---

❶ صحيح بخاری، البيوع، باب ثمن الكلب: 2237، صحيح مسلم، المساقاة، باب تحريم ثمن الكلب و حلوان ...... الخ: 1567.

❷ سنن ابی داؤد، الاجارة، باب فی اثمان الكلب: 3482، محدث البانی نے اسے "صحيح الإسناد" کہا ہے۔

سیدنا ابوحمید الساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لَا یَحِلُّ لِلرَّجُلِ اَنْ یَّأْخُذَ عَصَا أَخِیْهِ بِغَیْرِ طِیْبِ نَفْسِهٖ)) ❶

''کسی بھی آدمی کے لیے اپنے بھائی کی لاٹھی بھی بغیر اس کی رضامندی کے لینا حلال نہیں۔''

اور یہ اس سخت حرمت کی وجہ سے ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مسلمان کا مال دوسرے مسلمان پر حرام قرار دیا ہے۔''

[50]...... حَدَّثَنَا أَبُو أُمَیَّةَ حَدَّثَنَا النُّفَیْلِیُّ ، حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ خَالِدٍ ، عَنْ إِسْمَاعِیلَ بْنِ أُمَیَّةَ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْمُحْرِمُ لَا یَنْكِحُ وَلَا یُنْكِحُ)) .

تخریج الحدیث صحیح مسلم، النکاح، باب تحریم نکاح المحرم وکراهة خطبته، رقم الحدیث: 1409 .

ترجمۃ الحدیث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''احرام والا نہ (خود) نکاح کرے اور نہ (کسی دوسرے کا) نکاح کرائے۔''

شرح الحدیث

(1) محرم کا نکاح اور منگنی کرنا:

حالت احرام میں کسی کا نکاح کرنا، اپنا نکاح کروانا یا پیغام نکاح دینا، منگنی کرنا منع ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی روایت جس میں سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے نبی علیہ السلام کے حالت احرام میں نکاح کرنے کا ذکر ہے۔ وہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا وہم ہے، کیونکہ ام المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا اپنا بیان ہے کہ مجھ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی کی جبکہ ہم دونوں حلال تھے۔ ❷

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں، کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عمر بن الخطاب، سیدنا علی بن ابی طالب، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم، فقہاء تابعین، امام مالک، امام شافعی، امام احمد اور امام اسحاق رحمہم اللہ کا یہی موقف ہے کہ محرم کے لیے نکاح جائز نہیں، اگر اس نے نکاح کیا تو اس کا نکاح باطل ہے۔ ❸

---

❶ صحیح ابن حبان، رقم: ١١٦٦، الارواء الغلیل: ٥/ ٢٨٠ .

❷ سنن ابی داؤد، المناسك، باب المحرم یتزوج: 1843، سنن ترمذی، الحج، باب ما جاء فی الرخصة فی ذلك: 845، محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❸ سنن ترمذی، الحج، باب ما جاء فی کراهیة تزویج المحرم تحت الحدیث: 840 .

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"فَقَالَ مَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ وَجَمْهُوْرُ الْعُلَمَاءِ مِنَ الصَّحَابَةِ فَمَنْ بَعْدَهُمْ لَا يَصِحُّ نِكَاحُ الْمُحْرِمِ ." ❶

''امام مالک، شافعی، احمد رحمہم اللہ اور جمہور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہی کہنا ہے کہ محرم کا نکاح درست نہیں۔''

[51]...... حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ الزُّهْرِيُّ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّالَاتِيُّ ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ الصَّايِغِ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((فِي أَرْبَعٍ وَعِشْرِينَ مِنَ الْإِبِلِ خَمْسُ شِيَاهٍ إِلَى أَنْ تَبْلُغَ خَمْسًا وَعِشْرِينَ ، فَإِذَا بَلَغَتْ خَمْسًا وَعِشْرِينَ فَفِيهَا ابْنَةُ مَخَاضٍ ، فَإِنْ لَمْ يَكُنِ ابْنَةُ مَخَاضٍ فَابْنُ لَبُونٍ ذَكَرٌ إِلَى خَمْسٍ وَثَلَاثِينَ ، ثُمَّ وَصَفَ مِثْلَ مَا يَصِفُ غَيْرُهُ مِنَ الْأَسْنَانِ إِلَى أَنْ تَبْلُغَ عِشْرِينَ وَمِائَةً ، فَإِذَا زَادَتْ فَفِي كُلِّ خَمْسٍ وَأَرْبَعِينَ ابْنُ لَبُونٍ ، وَفِي كُلِّ سِتِّينَ حِقَّةٌ)) .

تخریج الحدیث سنن ترمذی، الزکاة، باب ما جاء فی زکاة الابل والغنم، رقم الحدیث : 621، سنن ابی داؤد، الزکاة، باب فی زکاة السائمة، رقم الحدیث : 1568، سنن ابن ماجه، الزکاة، باب صدقة الابل، رقم الحدیث : 1798، عن سالم عن ابیه، امام ترمذی نے اسے ''حسن'' اور محدث البانی نے ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمة الحدیث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''چوبیس اونٹوں میں پانچ بکریاں زکاۃ ہے حتی کہ پچیس ہو جائیں۔ جب (ان کی تعداد) پچیس ہو جائے تو ان میں ایک بنت مخاض ہے۔ اگر بنت مخاض نہ ہو تو پینتیس تک ابن لبون ہے۔ پھر زکاۃ کے اونٹوں کی عمر کے حساب سے وہی صورت بیان کی جو دیگر افراد بیان کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ اونٹوں کی تعداد ایک سو بیس ہو جائے۔ جب تعداد ایک سو بیس سے بڑھ جائے تو ہر پینتالیس پر ایک ابن لبون اور ہر ساٹھ پر ایک حقہ زکاۃ ہے۔''

شرح الحدیث

(1) زکوٰۃ کی فرضیت:

اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے شہادتین اور نماز کے بعد تیسرا رکن زکاۃ ہے۔ قرآن اور حدیث میں

❶ شرح النووی علی مسلم : 4/ 136 .

بے شمار دلائل کے ساتھ اس کی فرضیت بیان ہوئی اور زکاۃ نہ دینے والوں کو شریعت اسلامیہ نے سخت بھی سنائی ہیں۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ ارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴾ (البقرہ : 43)

''اور نماز قائم کرو اور زکاۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔''

نبی اکرم ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَ تُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴾ (التوبہ : 103)

''آپ ان کے مالوں سے صدقہ (زکوٰۃ) لیجئے تاکہ آپ اس کے ذریعے سے انہیں پاک کریں اور ان کا تزکیہ کریں اوران کے لیے دعا کریں، بے شک آپ کی دعا ان کے لیے سکون کا باعث ہے اور اللہ خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے۔''

سورہ فصلت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ هُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴾ (حم السجدہ : 7)

''جو زکاۃ نہیں دیتے اور وہ آخرت کے بھی منکر ہیں۔''

زکوۃ کی فرضیت کے باوجود ادائیگی نہ کرنے والے دنیا و آخرت میں رسوا ہوں گے۔مسلم ریاست کے وہ باشندے جو زکاۃ ادا نہ کریں۔ان سے بزور شمشیر زکاۃ وصول کی جائے گی۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوا أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلَ اللّٰهِ، وَيُقِيْمُوْا الصَّلَاةَ، وَيُؤْتُوْا الزَّكَاةَ، فَإِذَا فَعَلُوا ذٰلِكَ عَصَمُوا مِنِّى دِمَآئَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّ الْإِسْلَامِ وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ))[1]

''مجھے لوگوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔حتی کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کریں اور زکاۃ ادا کریں، جب وہ یہ کام کریں گے تو

[1] صحیح بخاری، الایمان، باب "فان تابوا اقاموا الصلوۃ...... الخ : 25، صحیح مسلم، الایمان، باب الامر بقتال الناس حتی یقولوا ...... الخ : 22.

مجھ سے اپنے خون اور مال محفوظ کر لیں گے مگر اسلام کے حق کے ساتھ اور ان کا حساب اللہ کے ذمے ہے۔''

زکوۃ ہراس آزاد مسلمان پر فرض و واجب ہے جو صاحب نصاب ہے اور اس نصاب پر ایک سال گزر جائے البتہ نباتات کی زکوۃ اس وقت ادا کرنا ہوگی جب ان کو کاٹ لیا جائے اور ان کی مقدار نصاب کو پہنچ جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَآتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ ﴾ (الانعام : 141)

''اور ان کی کٹائی کے دن اس (اللہ) کا حق دے دیا کرو۔''

(2) حیوانات کی زکوۃ:

جن اموال پر زکاۃ فرض کی گئی ان میں سے حیوانات بھی ہیں۔ اس حدیث میں اونٹوں کی زکاۃ اور ان کا مختصر نصاب مذکور ہے۔

جب اونٹ پانچ ہوں تو ان پر ایک بکری زکاۃ ہے، اس سے کم تعداد میں زکاۃ نہیں۔ اس کے بعد ہر پانچ پر ایک بکری ہے حتی کہ یہ تعداد پچیس تک پہنچ جائے۔ جب یہ پچیس ہو جائیں تو ایک بنت مخاض (ایک سالہ اونٹنی جو دوسرے سال میں داخل ہو چکی ہو) یا ایک ابن لبون (دو سالہ اونٹ جو تیسرے سال میں داخل ہو چکا ہو) ہے۔ چھتیس میں ایک بنت لبون اور چھیالیس سال میں ایک حقہ (تین سالہ اونٹنی جو چوتھے سال میں داخل ہو چکی ہو) ہے اور اکسٹھ میں ایک جزعہ (چار سالہ اونٹنی جو پانچویں میں داخل ہو چکی ہو) اور چھہتر سے نوے تک دو بنت لبون اور اکانوے سے ایک سو بیس تک دو حقے ہیں اور جب یہ تعداد ایک سو بیس سے تجاوز کر جائے تو ہر چالیس پر ایک بنت لبون اور ہر پچاس پر ایک حقہ زکاۃ ہے۔

[52]...... حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلامِ ، عَنْ لَيْثٍ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، قَالَ: كَانَتْ فِي كُلِّ أَرْبَعِينَ شَاةً شَاةٌ إِلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ ، فَإِذَا زَادَتْ فَشَاتَانِ إِلَى مِائَتَيْنِ ، فَإِذَا زَادَتْ فَثَلاثٌ إِلَى ثَلاثِمِائَةٍ ، فَإِذَا زَادَتْ فَفِي كُلِّ مِائَةٍ شَاةٌ ، لا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ ، وَلا يُجْمَعُ بَيْنَ مُفْتَرِقٍ ، وَكُلُّ خَلِيطَيْنِ يَتَرَادَّانِ بِالسَّوِيَّةِ ، وَلَيْسَ لِلْمُصَدِّقِ هَرِمَةٌ وَلا تَيْسٌ وَلا ذَاتُ عَوَارٍ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ الْمُصَدِّقُ .

تخریج الحدیث تخریج پچھلی حدیث نمبر: 51 کی دیکھیں۔

ترجمة الحديث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: ہر چالیس بکریوں پر ایک سو بیس تک ایک بکری زکاۃ ہے۔ جب تعداد بڑھ جائے تو ہر دوسو تک دو بکریاں ہیں۔ جب تعداد (اس سے بھی) بڑھ جائے تو تین سو تک تین بکریاں ہیں۔ جب تعداد اس سے بھی بڑھ جائے تو ہر سو پر ایک بکری زکاۃ ہے۔ (زکاۃ کے ڈر سے) اکٹھے ریوڑ کو علیحدہ علیحدہ نہ کیا جائے اور الگ الگ ریوڑ کو اکٹھا نہ کیا جائے اور ہر دو حصے دار برابری کے ساتھ ایک دوسرے سے حساب کر لیں اور زکاۃ وصول کرنے والے عامل کو بوڑھا، سانڈ، عیب والا نہ دیا جائے الا یہ کہ زکاۃ دینے والا چاہے۔

شرح الحديث

(1) بکریوں کی زکاۃ:

حیوانات کی زکاۃ اونٹ، گائے اور بکریوں سے ادا کی جاتی ہے۔ بکریوں کی تعداد اگر چالیس ہو جائے تو ان کی زکاۃ ایک بکری ہے اور ایک سو بیس تک ایک ہی بکری واجب الادا ہے۔ جب ایک سو بیس سے ایک بکری بھی زیادہ ہو جائے تو دوسو تک، دو بکریاں زکاۃ ہوگی۔ دوسو سے ایک بکری بھی بڑھ جائے تو تین سو تک تین بکریاں واجب الادا ہیں۔ پھر ہر سو پر ایک بکری زکاۃ ہے۔ اگر بکریاں تین صد ننانوے (399) ہوں تو ان پر تین بکریاں زکاۃ ہے اور اگر یہ تعداد چار سو تک پہنچ جائے تو پھر چار بکریاں زکاۃ ہوگی۔

(2) زکاۃ سے بچنے کے لیے حیلہ کرنا:

زکاۃ اسلام کا بنیادی رکن ہے ہر صاحب نصاب مسلمان کو خوش دلی کے ساتھ زکاۃ ادا کرنی چاہیے۔ زکاۃ سے بچنے کے لیے حیلے و بہانے کرنا درست نہیں۔ حدیث بالا میں چند حیلے بیان ہوئے جن کی بالکل گنجائش نہیں۔

(i) اکٹھے جانوروں کو علیحدہ کرنا مثلاً دو آدمیوں کی دوسوایک بکریاں ہوں تو ان پر تین بکریاں زکاۃ ہے، اگر وہ ان کو علیحدہ علیحدہ کر لیں تو ہر ایک کو ایک ایک بکری زکاۃ دینی پڑے گی لہٰذا ایسا کرنا جائز نہیں۔

(ii) علیحدہ علیحدہ مال کو اکٹھا کرنا بھی جائز نہیں مثلاً دو آدمی ہیں جن میں سے ہر ایک کے پاس چالیس چالیس بکریاں ہیں۔ اب اگر وہ اپنی اپنی بکریاں علیحدہ علیحدہ رکھیں تو ہر ایک کو ایک بکری دینا ہوگی لیکن اگر بکریاں اکٹھی کر لیتے ہیں تو دونوں پر ایک بکری زکاۃ واجب الادا ہوگی۔ ایسا کرنا بھی شرعاً ناجائز ہے۔

(3) اکٹھے جانوروں کا حساب:

جن لوگوں کے جانور اکٹھے ہوں اور وہ نصاب کو پہنچ جائیں تو حصہ داروں کو زکاۃ کا حساب برابر برابر تقسیم کر

لینا ہوگا۔ مثلاً تین حصہ داروں کی ایک سوبیس بکریاں ہیں۔ جن پر ایک بکری زکاۃ لازم ہوئی تو سب اس کا حساب لگا کر جس کے مال سے وہ بکری ادا ہوئی اسے دو حصے رقم دے دیں۔

(4) زکاۃ میں نا قابل قبول جانور:

زکاۃ میں بعض جانور نا قابل قبول ہیں۔ لہٰذا ان جانوروں کے علاوہ دیگر جانوروں سے زکاۃ ادا ہونی چاہیے۔ زکاۃ میں بوڑھا، بھینگا، عیب دار، عمر میں چھوٹا، افزائش نسل کے لیے مخصوص جانور، گوشت کے لیے پالا گیا پالتو جانور، دودھ کے لیے مخصوص اور حاملہ وغیرہ کو زکوۃ میں وصول نہیں کیا جائے گا۔

[53]...... حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ الصَّايِغِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، مِثْلَهُ.

تخريج الحديث تخریج کے لیے دیکھئے حدیث نمبر 51.

ترجمة الحديث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے گزشتہ حدیث کی مانند بیان کیا۔

شرح الحديث دیکھئے فوائد حدیث نمبر 52۔

[54]...... حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى الزُّهْرِيُّ، حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، وَحَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ، وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ)).

تخريج الحديث صحيح مسلم، الاشربة، باب بيان أن كل مسكر خمر وأن كل خمر حرام، رقم الحديث : 2003.

ترجمة الحديث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر نشہ آور چیز شراب ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔''

شرح الحديث فوائد کے لیے دیکھئے حدیث نمبر 42۔

[55]...... حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ، حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ نَافِعٍ قَالَ: سُئِلَ ابْنُ عُمَرَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ، فَقَالَ: كَانَ يَوْمًا يُعَظِّمُهُ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ.

تخریج الحدیث صحيح بخارى، التفسير، باب يايها الذين اٰمنوا كتب عليكم...... الخ، رقم الحديث : 4501، صحيح مسلم، الصيام، باب صوم يوم عاشورا، رقم الحديث : 1126، بلفظ "يصومه اهل الجاهلية".

ترجمة الحدیث نافع رحمہ اللہ نے بیان کیا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے یوم عاشوراء کے روزے سے متعلق دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: زمانہ جاہلیت کے لوگ اس دن کی تعظیم کرتے تھے۔

شرح الحدیث

(1) رمضان کے روزہ کی فرضیت اور نفلی روزہ کی فضیلت کے لیے دیکھئے فوائد حدیث نمبر 31۔

(2) یوم عاشورا کا روزہ:

عاشورہ سے مراد محرم الحرام کی دسویں تاریخ ہے۔ زمانۂ جاہلیت کے لوگ اس دن روزہ رکھتے اس دن کی تعظیم کرتے تھے۔ ہمارے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس دن کے روزے کا اہتمام کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے مدینہ کے یہود کو بھی اس دن کا روزہ رکھتے دیکھا، شروع اسلام میں عاشورہ کا روزہ فرض تھا، جب رمضان المبارک کے روزے فرض ہوئے تو اس کی فرضیت ختم کر دی گئی۔ اب عاشورا کا روزہ مسنون ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

((كَانَ يَوْمُ عَاشُورَاءَ تَصُومُهُ قُرَيْشٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُهُ فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ صَامَهُ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ تَرَكَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ فَمَنْ شَاءَ صَامَهُ وَمَنْ شَاءَ تَرَكَهُ)) [1]

''زمانۂ جاہلیت میں عاشورہ کے دن قریش روزہ رکھتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی روزہ رکھتے تھے۔ پھر جب آپ مدینہ تشریف لائے تو آپ نے اس دن کا روزہ رکھنے کا حکم دیا، جب رمضان کی فرضیت نازل ہوئی تو آپ نے عاشورہ کے دن کا روزہ چھوڑ دیا، لہٰذا جس نے چاہا روزہ رکھ لیا اور جس نے چاہا روزہ چھوڑ دیا۔''

---

[1] صحيح بخارى، الصوم، باب صوم عاشوراء : 2002، صحيح مسلم، الصيام باب صوم يوم عاشوراء : 1125.

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو آپ نے یہود کو عاشورا کا روزہ رکھتے ہوئے دیکھا، یہودیوں سے اس کے متعلق دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا: اس دن اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو فرعون پر غلبہ نصیب کیا، لہٰذا ہم اس کی تعظیم میں روزہ رکھتے ہیں (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: "نحن اولیٰ بموسی منکم" ہم تمہاری نسبت موسیٰ علیہ السلام کے زیادہ قریب ہیں۔" پھر آپ علیہ السلام نے اس دن کے روزہ کا حکم دیا۔ ❶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس محرم کا روزہ رکھا اور نو محرم کے روزہ کا ارادہ فرمایا جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَئِنْ بَقِيتُ اِلٰى قَابِلٍ لَأَصُومَنَّ التَّاسِعَ)) ❷

"اگر میں آئندہ سال زندہ رہا تو ضرور نو محرم کا روزہ رکھوں گا۔"

لیکن آئندہ سال نو محرم کا دن آنے سے قبل ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی اور آپ نو محرم کا روزہ نہ رکھ سکے۔

عاشورہ کے روزے کی فضیلت:

سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((صِيَامُ يَوْمِ عَرَفَةَ اَحْتَسِبُ عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُّكَفِرَ السُّنَةَ الَّتِىْ قَبْلَهٗ وَالسَّنَةَ الَّتِىْ بَعْدَهٗ وَصِيَامُ يَوْمِ عَاشُوْرَآءَ اَحْتَسِبُ عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُّكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِىْ قَبْلَهٗ)) ❸

"یوم عرفہ کے روزے سے متعلق مجھے اللہ سے امید ہے کہ یہ ایک سال اپنے سے پہلے اور ایک سال بعد کے گناہوں کے لیے کفارہ ہوگا اور عاشورہ کے دن کے روزے سے متعلق مجھے اللہ سے امید ہے کہ پچھلے سال کے گناہوں کے لیے کفارہ ہوگا۔"

[56]...... حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ، حَدَّثَنَا عَاصِمٌ، عَنْ زَيْدِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ نَافِعٍ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا حَقُّ امْرِءٍ مُسْلِمٍ لَهُ شَيْءٌ يُوصِى فِيهِ يَبِيتُ لَيْلَتَيْنِ إِلَّا وَعِنْدَهُ وَصِيَّةٌ))

❶ صحيح بخارى، مناقب الانصار، باب اتيان اليهود النبى ﷺ، حين قدم المدينة : 3943، صحيح مسلم، الصيام، باب صوم يوم عاشوراء : 1130.

❷ صحيح مسلم، الصيام، باب أى يوم يصام فى عاشورا : 1134.

❸ صحيح مسلم، الصيام، باب استحباب صيام ثلاثة ايام من كل ...... الخ : 1162.

تخريج الحديث صحيح بخاری، الوصايا، باب الوصايا، رقم الحديث : 2738، صحيح مسلم، الوصية، باب وصية الرجل مكتوبة عنده، رقم الحديث : 1627 .

ترجمة الحديث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسلمانوں کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اس کے پاس کوئی چیز ہو جس سے متعلق وہ وصیت کرنا چاہتا ہو کہ وہ دو راتیں بھی اس حال میں گزار دے کہ اس کی وصیت اس کے پاس (لکھی ہوئی نہ) ہو۔''

شرح الحديث

(1) وصیت کا حکم:

اگر کسی کے پاس کوئی ایسا مال ہو جس سے متعلق ورثاء کو آگاہ کرنا ضروری ہے اور آگاہ نہ کرنے کی صورت میں کسی کی حق تلفی کا خدشہ ہو تو وصیت میں بالکل دیر نہیں کرنی چاہیے۔ ایسی صورت میں وصیت لازم وضروری ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا ۖ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ ۖ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ ﴿١٨٠﴾﴾ (البقره : 180)

''تم پر فرض کر دیا گیا ہے کہ جب تم میں سے کس کو موت آ پہنچے، اگر اس نے کوئی چیز چھوڑی ہو، اچھے طریقے کے ساتھ ماں، باپ اور رشتہ داروں کے لیے وصیت کرنا متقی لوگوں پر یہ لازم ہے۔''

چونکہ موت کسی بھی وقت آ سکتی ہے لہٰذا وصیت میں تاخیر نہیں ہونی چاہیے۔

حدیث بالا میں بھی اس کی تاکید ہوئی کہ اگر کوئی ایسی چیز کسی کے پاس ہو جس میں وصیت کرنا لازم ہو تو آدمی کو دیر نہیں کرنی چاہیے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سننے کے بعد ایک رات بھی نہ گزری تھی کہ میں نے اپنی وصیت لکھ کر اپنے پاس رکھ لی۔ [1]

(2) وصیت سے متعلقہ چند ہدایت:

(i):...... وصیت کو پورا کرنے سے پہلے میت کے ذمہ واجب الادا قرض کی ادائیگی لازم وضروری ہے۔

(ii):...... خلاف شرع، کسی کو نقصان پہنچانے، اللہ اور رسول کی نافرمانی کے امور میں وصیت پر عمل کرنا ناجائز ہے اور ایسی وصیت بھی ممنوع ہے۔

[1] صحيح مسلم، الوصية، باب وصية الرجل مكتوبة عنده : 1627 .

(iii):......شرعاً جائز وصیت میں رد و بدل کرنا ممنوع ہے۔

(iv):......میت کا وارث بننے والوں کے حق میں مال کی تقسیم سے متعلق وصیت کرنا جائز نہیں لہٰذا اگر کوئی مرنے والا اپنی شرعی ورثاء سے متعلق مال کی تقسیم کی وصیت کرے گا تو وہ پوری نہیں کی جائے گی بلکہ ورثاء میں سے ہر ایک کو متعین شرعی حق وراثت ہی ملے گا۔

(v) :......ثلث (تہائی) مال کی وصیت ہوسکتی ہے۔اس سے زیادہ کی وصیت جائز نہیں۔

[57]...... حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ حَدَّثَنَا ابْنُ سَابِقٍ، حَدَّثَنَا عَاصِمٌ، عَنْ زَيْدِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ نَافِعٍ قَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا كَانَ فِي السَّفَرِ فِي اللَّيْلَةِ الْبَارِدَةِ أَوِ اللَّيْلَةِ الْمَطِيرَةِ، فَيُنَادِي بِالصَّلَاةِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ، ثُمَّ يُنَادِي: أَلَا صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ، فَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَصْنَعُ ذَلِكَ فِي اللَّيْلَةِ الْبَارِدَةِ وَاللَّيْلَةِ الْمَطِيرَةِ.

تخريج الحديث صحيح بخارى، الأذان، باب الاذان للمسافرين اذا كانوا جماعة والاقامة...... الخ، رقم الحديث: 632، صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب الصلاة فى الرحال فى المطر، رقم الحديث: 697.

ترجمة الحديث نافع رحمہ اللہ نے بیان کیا، عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب سردی یا بارش کی رات سفر میں ہوتے اور نماز عشاء کے لیے اذان دیتے تو کہتے اپنے اپنے ٹھکانوں میں نماز پڑھ لو۔'' یقیناً میں نے رسول اللہ ﷺ کو سردی اور بارش کی رات میں اسی طرح کرتے دیکھا ہے۔

شرح الحديث

نماز باجماعت کی رخصت:

شریعت اسلامیہ نے فرض نماز باجماعت ادا کرنے کی تاکید فرمائی۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ ارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ۝﴾ (البقرہ: 43)

''اور نماز قائم کرو اور زکاۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔''

احادیث میں باجماعت نماز کی فضیلت بیان ہوئی اور جماعت کے بغیر نماز پڑھنے والوں، جماعت سے پیچھے رہ جانے والوں کو سخت وعیدیں سنائی گئیں۔ اس کے باوجود بعض مخصوص حالات میں نماز باجماعت سے رخصت دی گئی۔ سخت سردی اور بارش کے وقت نماز کو گھروں یا پڑاؤ کے مقامات پر ادا کرنے کی رخصت دی گئی

اور اسی کیفیت میں ”الا صلوا فی رحالکم“ کے ساتھ مؤذن عہد نبوی میں نماز باجماعت کے لیے حاضر نہ ہونے کی تاکید بھی کرتا تھا۔

جب کھانا پک کر آچکا ہو اور دستر خوان پر لگا ہو تو باجماعت نماز سے رہ جانے کی رخصت ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی کھانے پر ہو تو جلدی نہ کرے حتی کہ کھانا کھا لے، اگرچہ نماز کھڑی ہو چکی ہو۔“ ❶

جب انسان کو اچانک بول و براز کی حاجت ہو تو اسے باجماعت نماز میں شرکت کی بجائے قضائے حاجت کے بعد نماز ادا کرنی چاہیے۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کھانا حاضر ہو تو نماز نہیں ہے اور اس وقت بھی نہیں جبکہ بندہ دو نجاستوں (پیشاب یا پاخانہ) کو روکے ہوئے ہو۔ ❷

[58]...... حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ خَلَعَ يَدًا مِنْ طَاعَةٍ لَقِيَ اللَّهَ لَا حُجَّةَ لَهُ، وَمَنْ مَاتَ لَيْسَ فِي رَقَبَتِهِ بَيْعَةٌ مَاتَ مَوْتَةً جَاهِلِيَّةً)).

تخريج الحديث صحيح مسلم، الامارة، باب وجوب ملازمة جماعة المسلمين عند ظهور الفتن...... الخ، رقم الحديث: 1851.

ترجمة الحديث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کرتے ہوئے سنا: ”جس نے (حکمران کی) اطاعت سے ہاتھ کھینچ لیا تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اس کے پاس کوئی دلیل نہ ہوگی اور جو اس حال میں فوت ہوا کہ اس کی گردن میں کسی کی بیعت نہ ہوئی تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔“

شرح الحديث فوائد کے لیے دیکھئے فوائد حدیث نمبر 27، 45۔

[59]...... حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَجَمَ يَهُودِيًّا وَيَهُودِيَّةً.

ترجمة الحديث سنن ترمذی، الحدود، باب ما جاء فی رجم أهل الكتاب، رقم الحديث:

---

❶ صحيح البخاری، الاذان، باب اذا حضر الطعام واقيمت الصلاة: 674.

❷ صحيح مسلم، المساجد، باب كراهة الصلاة بحضرة الطعام: 560.

1436، صحیح بخاری، رقم الحدیث: 1329، صحیح مسلم، رقم الحدیث: 1699، امام ترمذی نے اسے ''حسن صحیح'' کہا ہے۔

ترجمة الحدیث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی مرد اور عورت کو رجم کیا۔

شرح الحدیث

(1) حدود کے نفاذ کا مقصد:

اللہ رب العزت نے ہمیں اپنی عبادت و اطاعت کا حکم دیا ہے اوامر الٰہی کی اتباع اور منہیات سے اجتناب لازم ہے۔ شرعی احکام کی اتباع پر جنت کی نوید سنائی گئی اور ان کی مخالفت پر جہنم کی وعید ہے۔

اگر انسان دنیا میں رہتے ہوئے گناہوں میں ایک حد سے تجاوز کر جائے اور اس کا عمل معاشرے کے لیے پریشانی کا باعث بن رہا ہو تو معاشرے کو اس کے مفاسد سے بچانے کے لیے اسلام نے قانون حدود وتعزیرات دیا تاکہ لوگ پرامن زندگی گزار سکیں اور ان کے مال و جان محفوظ رہیں۔

حدود میں سے کسی بھی حد کا مرتکب پر نفاد اس کے لیے کفارہ بن جاتا ہے۔ سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھے تھے کہ آپ نے فرمایا: ''مجھ سے اس بات پر بیعت کرو کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں ٹھہراؤ گے، نہ چوری کرو گے اور نہ زنا کرو گے۔'' پھر آپ نے (سورہ ممتحنہ) کی آیت ﴿ يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ ... الخ ﴾ تلاوت کی اور فرمایا: ''جس نے تم میں سے اس بیعت کو پورا کیا تو اس کا اجر اللہ کے ذمے ہے اور جو کسی خلاف ورزی کا مرتکب ہوا اور پھر اسے سزا دے دی گئی تو وہ اس کے لیے کفارہ ہے اور جو مرتکب ہوا اور اللہ نے اس پر پردہ ڈال دیا تو اس کا معاملہ اللہ ہی کے سپرد ہے چاہے تو اسے معاف کر دے اور چاہے تو اسے سزا دے۔'' [1]

(2) حد کا نفاذ کون کرے؟:

حدود کو اسلامی ریاست کا حکمران یا اس کا متعین کردہ نمائندہ جاری کرے گا۔ یہ کام انفرادی طور پر یا ریاست میں رہنے والے باشندوں پر مشتمل گروہوں، جماعتوں کے کرنے کا نہیں کیونکہ اس سے بگاڑ پیدا ہوگا اور

[1] صحیح بخاری، الایمان، باب: 18، 6784، صحیح مسلم، الحدود، باب الحدود کفارات لأهلها: 1709.

حدود کے نفاذ سے حاصل ہونے والے مقاصد ختم ہوجائیں گے لہٰذا حاکم وقت یا اس کے نائب کے علاوہ کسی کو بھی حدود جاری کرنے کا اختیار نہیں، رسول اللہ ﷺ اپنی زندگی میں خود حدیں جاری کرتے جیسا کہ حدیث بالا میں یہودی مرد و وزن کو رجم کرنے کا ذکر ہوا۔ بسا اوقات آپ اس کے لیے کسی صحابی کو اپنا نمائندہ بنا کر بھیج دیتے ،جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک زنا کا مقدمہ پیش ہوا تو آپ ﷺ نے انیس رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

((وَاغْدُ يَا أُنَيْسُ إِلَى امْرَأَةِ هَذَا فَإِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا)) ❶

''انیس! کل صبح اس کی بیوی کے پاس جانا اگر وہ اعتراف زنا کر لے تو اسے رجم کر دینا۔''

(3) شادی شدہ زانی کی حد:

اگر کوئی شادی شدہ زنا کا ارتکاب کرے تو اس کو پتھروں سے سنگسار کردیا جائے گا حتی کہ وہ مر جائے۔ یہودی مرد اور عورت کے علاوہ ماعز اسلمی اور غامدیہ خاتون کو بھی رسول اللہ ﷺ کے حکم سے رجم کیا گیا۔

(4) غیر شدی شدہ زانی کی حد:

زنا کرنے والا غیر شادی شدہ آزاد مرد ہو تو اسے سو کوڑے مارے جائیں گے اور پھر ایک سال کے لیے شہر بدر کر دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۪ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ ﴾ (النور: 2)

''زنا کرنے والی عورت اور زنا کرنے والا مرد دونوں میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو اور تمہیں ان سے متعلق اللہ کے دین میں کوئی نرمی نہ پکڑے، اگر تم اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو اور لازم ہے کہ ان کی سزا کے وقت مومنوں کی ایک جماعت موجود ہو۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

((قَضَى فِيمَنْ زَنَى وَلَمْ يُحْصَنْ بِنَفْيِ عَامٍ بِإِقَامَةِ الْحَدِّ عَلَيْهِ)) ❷

''رسول اللہ ﷺ نے غیر شادی شدہ زانی سے متعلق یہ فیصلہ فرمایا کہ اسے ایک سال کے لیے شہر بدر کر دیا جائے اور اس پر حد لگائی جائے۔''

❶ صحيح بخاری، الصلح، باب اذا اصطلحوا على صلح جور ...... الخ: 2695، صحيح مسلم، الحدود، باب من اعتراف على نفسه بالزنى: 1697.

❷ صحيح بخاری، الحدود، باب البكران يجلدان وينفيان: 6833.

(5):......مفسرین لکھتے ہیں: ''امت مسلمہ میں کچھ لوگوں نے رجم کا انکار کیا، بعض نے کوڑوں اور رجم بلکہ تمام حدود ہی کو وحشیانہ سزائیں قرار دے کر ان کا انکار کر دیا۔ ایسے لوگوں کو امت مسلمہ بدترین منافق ہی کے طور پر پہچانتی ہے کہ جب وہ اللہ اور اس کے رسول کے احکام کو وحشیانہ قرار دیتے ہیں تو ظاہر ہے کہ اسلام کا لبادہ انہوں نے مسلمانوں میں شامل رہ کر کفر کی نمائندگی کے لیے اوڑھ رکھا ہے۔ اس لیے ان کے نفاق کا علم عام ہونے کی وجہ سے یہ لوگ اسلام کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکے، بلکہ مسلمان ہمیشہ اس انتظار میں ہیں اور دعائیں کرتے ہیں کہ کب وہ مبارک وقت آئے جب عہد نبوی اور خلافت راشدہ کی طرح اللہ کی حدود قائم ہوں گی اور معاشرے میں امن وامان اور عفت و پاکدامنی کا دور دورہ ہوگا۔

مزید لکھتے ہیں: اللہ کی حدود کو اصل نقصان ان لوگوں نے پہنچایا اور انہی کے ہم نواؤں کے برسر اقتدار ہونے کی وجہ سے اللہ کی حدود معطل ہوئیں۔ جنہوں نے اگرچہ حدود اللہ کا انکار نہیں کیا، کنوارے زانی کے لیے کوڑوں کی حد کا اور نہ شادی شدہ زانی کے لیے رجم کی حد کا، مگر انہوں نے ایسے حیلے ایجاد کر لیے جن سے کسی زانی پر (کنوارا ہو یا شادی شدہ) حد نافذ کرنا تقریباً ناممکن ہے اور لطف یہ ہے کہ ان لوگوں کو موجودہ ہم نوا ان فقہی قوانین کو اللہ کا حکم قرار دینے پر اور انہیں بطور اسلام ملک میں نافذ کرنے پر مصر ہیں۔ ہم ان میں چند شقیں یہاں نقل کرتے ہیں:

1: اجرت پر لائی ہوئی عورت سے زنا کرے تو اس پر حد نہیں۔
2: دارالحرب اور دارالبغی میں زنا کرے تو اس پر حد نہیں۔
3: جن عورتوں سے نکاح حرام ہے۔ (ماں، بہن، بیٹی، خالہ، پھوپھی، بھانجی اور بھتیجی وغیرہ) ان سے نکاح کر کے زنا کرے تو اس پر حد نہیں خواہ اسے معلوم ہو کہ یہ حرام ہے۔
4: جس حکمران کے اوپر کوئی حکمران نہ ہو وہ زنا کرے تو اس پر حد نہیں۔
5: اگر زانی دعویٰ کر دے کہ وہ اس کی بیوی ہے تو حد ساقط ہو جائے گی، خواہ وہ کسی اور کی بیوی ہو اور وہ کوئی دلیل بھی پیش نہ کرے۔

یہ ہیں ان کے چند حیلے تو فرمائیے! وہ کون سا زانی ہوگا جو جھوٹا دعویٰ کر کے حد سے جان نہیں بچائے گا۔ [1]

[60]...... حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ ، حَدَّثَنَا شَيْبَانُ ، عَنْ يَحْيَى ، عَنْ نَافِعٍ ، أَنَّ ابْنَ

[1] تفسير القرآن الكريم : 3/ 75.

عُـمَـرَ ، كَـانَ يَـجْـمَـعُ بَيْـنَ صَلاةِ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ الْآخِرَةِ فِي السَّفَرِ وَهُو عَلَى ظَهْرٍ ، وَيَقُولُ ابْنُ عُمَرَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا عَجَّلَتْ بِهِ حَاجَةٌ جَمَعَ بَيْنَهُمَا .

تخريج الحديث صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب جواز الجمع بين الصلاتين في السفر، رقم الحديث: 703.

ترجمة الحديث نافع رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نماز مغرب اور نماز عشاء کو سفر میں جمع کرتے تھے جبکہ وہ سوار ہوتے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے جب کوئی کام جلدی کرنا ہوتا تو ان دونوں کو اکٹھا پڑھ لیتے تھے۔

شرح الحديث (1) نماز قصر کے حکم سے متعلق دیکھئے فوائد حدیث نمبر 1۔

(2) سفر میں دو نمازوں کو جمع کرنا:

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر پانچ نمازیں فرض کیں اور ہر نماز کا وقت بھی مقرر کیا۔ دوران سفر جس طرح چار رکعت فرض نماز کی دو رکعات قصر پڑھنا درست ہے، اسی طرح دوران سفر مسافر کے لیے دو نمازوں کو تقدیم و تاخیر کے ساتھ جمع کرنا جائز ہے۔ بوقت ضرورت ظہر کے ساتھ عصر، عصر کے ساتھ ظہر، مغرب کے ساتھ عشاء اور عشاء کے ساتھ مغرب کو ملا کر پڑھنا درست ہے۔

(3) سواری پر نماز:

دوران سفر سواری پر نماز نفل ادا کرنا جائز ہے سواری کا رخ کسی بھی جانب ہو جائے حرج نہیں جس طرف رخ ہو ادھر ہی منہ کر کے نماز پڑھ سکتے ہیں۔ البتہ فرض کی ادائیگی کے لیے سواری سے اترنا ہوگا، اور فرائض قبلہ رو ہو کر ادا کرنا ضروری ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي فِي السَّفَرِ عَلَى رَاحِلَتِهِ حَيْثُ تَوَجَّهَتْ بِهِ يُوْمِئُ إِيمَاءً صَلَاةَ اللَّيْلِ إِلَّا الْفَرَائِضَ وَيُوتِرُ عَلَى رَاحِلَتِهِ)) [1]

''نبی اکرم ﷺ سفر میں رات کی نفل نماز سواری پر ہی پڑھ لیتے تھے۔ اسی طرف جدھر سواری کا رخ

[1] صحيح بخاري، الوتر، باب الوتر في السفر: 1000، صحيح مسلم، المساجد، باب جواز الصلاة النافلة على الدابة في السفر: 700.

ہوتا۔ (رکوع و سجود) اشارے سے ادا کرتے لیکن فرائض سواری پر نہیں پڑھتے تھے اور نماز وتر بھی سواری پر ہی پڑھ لیتے تھے۔''

[61]...... وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ تَرَكَ صَلَاةً يَعْنِي الْعَصْرَ، حَتَّى تَفُوتَهُ فَكَأَنَّمَا وُتِرَ أَهْلَهُ وَمَالَهُ))، وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُصَلِّيهَا وَالشَّمْسُ بَيْضَاءُ نَقِيَّةٌ.

تخریج الحدیث صحیح بخاری، مواقیت الصلاۃ، باب اثم من فاتته العصر، رقم الحدیث: 552، صحیح مسلم، المساجد، باب التغلیظ فی تفویت صلوۃ العصر، رقم الحدیث: 626.

ترجمة الحدیث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو بیان کرتے ہوئے سنا: ''جس نے نماز عصر چھوڑی حتی کہ وہ رہ گئی تو گویا اس کے اہل اور اس کا مال برباد ہو گیا۔''

اور عبداللہ بن عمر نماز عصر پڑھتے تھے جبکہ سورج صاف چمک رہا ہوتا تھا۔''

شرح الحدیث

(1) نماز عصر کی اہمیت:

اللہ تعالیٰ نے تمام نمازوں کو بروقت ادا کرنے کا حکم دیا۔ نماز عصر کی خاص تاکید فرمائی گئی اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۗ وَ قُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ﴾ (البقرہ: 238)

''سب نمازوں کی حفاظت کرو اور درمیانی نماز کی اور اللہ کے لیے فرماں بردار ہو کر کھڑے رہو۔''

غزوہ خندق میں رسول اللہ ﷺ بروقت نماز عصر نہ پڑھ سکے تو آپ ﷺ نے مشرکین سے متعلق فرمایا:

((شَغَلُونَا عَنِ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى صَلٰوةِ الْعَصْرِ مَلَأَ اللّٰهُ بُيُوتَهُمْ وَقُبُورَهُمْ نَارًا)) ❶

''انہوں نے ہمیں صلاۃ الوسطیٰ نماز عصر سے روک دیا، اللہ تعالیٰ ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے۔''

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

---

❶ صحیح مسلم، المساجد، باب الدلیل لمن ...... الخ: 627.

((مَنْ تَرَكَ صَلَاةَ الْعَصْرِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ)) ❶

''جس نے عصر کی نماز چھوڑ دی اس کے عمل ضائع ہو گئے۔''

درج بالا دلائل میں نماز عصر کی اہمیت بیان ہوئی اور نہ پڑھنے والے کو اتنا نقصان ہے گویا اس کا گھر بار اور مال سب کچھ چھین لیا گیا۔ اس کی تمام نیکیاں ضائع کر دی گئیں۔

(2) نماز عصر کا وقت:

نماز عصر کا وقت ہر چیز کا سایہ برابر ہونے سے لے کر غروب آفتاب تک ہے۔ لیکن نماز عصر کو اول وقت میں پڑھنا افضل و بہتر ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کا یہی معمول رہا کہ سورج خوب روشن سفید اور چمک دار ہوتا تو نماز عصر ادا کرتے۔ نماز عصر کو تاخیر سے غروب آفتاب کے قریب ادا کرنا ناپسندیدہ ہے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

((تِلْكَ صَلٰوةُ الْمُنَافِقِ يَجْلِسُ يَرْقُبُ الشَّمْسَ حَتّٰى إِذَا كَانَتْ بَيْنَ قَرْنَىِ الشَّيْطَانِ قَامَ فَنَقَرَهَا أَرْبَعًا لَا يَذْكُرُ اللّٰهَ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا)) ❷

''یہ منافق کی نماز ہے جو بیٹھا سورج (کے غروب ہونے) کا انتظار کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ جب وہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان آ جاتا ہے تو اٹھ کر چار ٹھونگیں مار دیتا ہے جن میں وہ اللہ کا ذکر بہت کم کرتا ہے۔''

[62]...... حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ سِنَانٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ، وَنَافِعٌ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، أَخْبَرَهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((صَلَاةُ اللَّيْلِ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ، فَإِنْ خِفْتَ الصُّبْحَ فَأَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ))

تخريج الحديث صحيح بخاری، الوتر، باب ما جاء فی الوتر، رقم الحديث: 990، صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل مثنىٰ مثنىٰ والوتر ركعة من آخر الليل، رقم الحديث: 749.

ترجمة الحديث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے

❶ صحيح بخاری، مواقيت الصلاة، باب من ترك العصر: 553.

❷ صحيح مسلم، المساجد، باب استحباب التكبير بالعصر: 622.

تھے: ''رات کی نماز دو دو رکعتیں ہے، جب تجھے طلوع فجر کا خدشہ محسوس ہو تو ایک رکعت وتر پڑھ لے۔

شرح الحديث فوائد کے لیے دیکھئے حدیث نمبر 5۔

[63]...... حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، وَسُلَيْمُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ عُتْبَةَ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا))

تخريج الحديث صحيح بخاری، الديات، باب "ومن احياها"، رقم الحديث: 6874، صحيح مسلم، الايمان، باب قول النبی ﷺ: "من حمل علينا السلاح فليس منا"، رقم الحديث: 98.

ترجمة الحديث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ہم پر ہتھیار اٹھایا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔''

شرح الحديث (1)...... مسلمانوں کو ناحق قتل کرنے یا ان کو مرعوب کرنے کے لیے ہتھیار اٹھا لینا شریعت کی تعلیم نہیں اور ایسا کرنا ممنوع ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایسے افراد سے اظہار لاتعلقی فرمایا۔

(2)...... "ليس منا" سے کیا مراد ہے؟ دیکھئے فوائد حدیث نمبر: 70۔

[64]...... حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ عُتْبَةَ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَبَرَّزُ بَيْنَ لَبِنَتَيْنِ وَهُوَ مُسْتَقْبِلُ الْقِبْلَةَ وَهُوَ عَلَى ظَهْرِ بَيْتٍ، قَالَ أَيُّوبُ: كَأَنَّهُ فَجِئَهُ.

تخريج الحديث صحيح بخاری، الوضوء، باب من تبرز على لبنتين، رقم الحديث: 145، صحيح مسلم، الطهارة، باب الاستطابة، رقم الحديث: 266، عن واسع بن حبان عن ابن عمر.

ترجمة الحديث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو دو اینٹوں پر قضائے حاجت کرتے دیکھا جبکہ آپ قبلہ رخ تھے اور وہ (ابن عمر) گھر کی چھت پر تھے۔

ایوب رحمہ اللہ کہتے ہیں: گویا انہوں نے اچانک (بلا ارادہ) آپ علیہ السلام کو دیکھا تھا۔

شرح الحديث

(1) قضائے حاجت کے آداب:

دین اسلام دین فطرت ہے۔ اس میں انسانی ضروریات سے متعلقہ تمام امور کی رہنمائی فرمائی گئی۔ قضائے

حاجت کے سلسلہ میں شریعت اسلامیہ نے آداب وضع کیے۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ان کی تعلیم دی۔ قضائے حاجت کے لیے آبادی سے باہر دور، لوگوں کی نظروں سے چھپ کر بیٹھنا چاہیے، ایسی جگہ کا انتخاب ہو کہ پیشاب کے چھینٹوں سے بچا جا سکے۔ لوگوں کے راستے میں اور سایہ دار درخت کے نیچے نہیں بیٹھنا چاہیے۔ کھڑے پانی، غسل خانے اور قبرستان میں رفع حاجت ممنوع ہے۔ رفع حاجت کے وقت باتیں کرنا بھی درست نہیں۔

(2) قضائے حاجت کے وقت قبلے کی طرف منہ یا پیٹھ کرنا:

رسول اللہ ﷺ نے قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کر کے رفع حاجت کے لیے بیٹھنے سے منع کیا۔ سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا أَتَيْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوهَا)) ❶

''جب تم پیشاب و پاخانہ کے لیے جاؤ تو قبلہ کی طرف منہ کرو نہ پیٹھ کرو۔''

تعمیر شدہ، بیت الخلاء یا کسی اوٹ یا رکاوٹ کی موجودگی میں رفع حاجت کے دوران قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرنا درست ہے۔

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ہمیں پیشاب کے وقت قبلہ رخ ہونے سے منع فرمایا، لیکن میں نے آپ کو آپ کی وفات سے ایک سال پہلے دیکھا کہ آپ قبلے کی طرف منہ کر کے پیشاب کر رہے تھے۔ ❷

مروان الاصفر بیان کرتے ہیں، میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے قبلہ کی طرف اپنی سواری بٹھائی پھر اس کی طرف پیشاب کرنے لگے تو میں نے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! کیا اس کام سے منع نہیں کیا گیا؟ تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیوں نہیں، لیکن اس عمل سے فضا (کھلی جگہ) میں منع کیا گیا ہے جبکہ تمہارے اور قبلہ کے درمیان کوئی اوٹ حائل ہو تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ ❸

---

❶ صحیح بخاری، الصلاة، باب قبلة اهل المدينة واهل الشام والمشرق: 394، صحیح مسلم، الطهارة، باب الاستطابة: 264.

❷ سنن ابی داؤد، الطهارة، باب الرخصة فی ذلك: 13، سنن ترمذی، الطهارة، باب ما جاء من الرخصة فی ذلك: 9، محدث ترمذی نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

❸ سنن ابی داؤد، كتاب الطهارة، باب كراهية استقبال القبلة عند قضاء الحاجة: 11، محدث البانی نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

(3)......گھروں میں بیت الخلاء، لیٹرینیں بنانا، اسی طرح اینٹوں پر بیٹھ کر قضائے حاجت کرنا درست ہے۔

[65]...... حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الضَّحَّاكِ الْبَابْلُتِّيُّ، حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: كَيْفَ صَلَاةُ اللَّيْلِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((مَثْنَى مَثْنَى، فَإِذَا خِفْتَ الصُّبْحَ فَأَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ تُوتِرُ لَكَ صَلَاتَكَ))

تخریج الحدیث تخریج کے لیے حدیث نمبر: 62.

ترجمة الحدیث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! رات کی نماز کس طرح (پڑھنی) ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ''دو دو (رکعات) جب تجھے صبح طلوع ہونے کا خدشہ محسوس ہو تو ایک رکعت وتر پڑھ لے جو تیری (پچھلی ساری) نماز کو طاق بنا دے گا۔''

شرح الحدیث فوائد کے لیے دیکھئے حدیث نمبر 5۔

[66]...... حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ، حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنِّي قَدِ اتَّخَذْتُ خَاتَمًا، وَإِنِّي نَقَشْتُ فِيهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَلَا يَنْقُشْ أَحَدٌ مِثْلَهُ)).

تخریج الحدیث صحیح بخاری، اللباس، باب قول النبی ﷺ لا ینقش...... الخ، رقم الحدیث: 5877، صحیح مسلم، اللباس والزینة، باب لبس النبی ﷺ خاتما من ورق، رقم الحدیث: 2992، عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ.

ترجمة الحدیث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے انگوٹھی بنوائی ہے اور اس میں ''محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم'' نقش کروایا ہے۔ لہٰذا اس طرح کوئی بھی انگوٹھی میں تحریر نہ لکھوائے۔''

شرح الحدیث

(1) انگوٹھی کا استعمال:

شرعاً انگوٹھی کا استعمال جائز اور درست ہے۔ انگوٹھی دائیں اور بائیں دونوں ہاتھوں میں پہنی جا سکتی ہے۔ البتہ دائیں ہاتھ میں پہننا افضل و بہتر ہے۔ سیدنا ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

((اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ یَتَخَتَّمُ فِیْ یَمِیْنِهٖ)) ❶

''نبی اکرم ﷺ اپنے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔''

نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اپنی انگوٹھی بائیں ہاتھ میں پہنا کرتے تھے۔ ❷

بعض مرفوع روایات میں بھی بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کا ذکر ہے لیکن وہ کمزور ہیں۔

انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کے علاوہ کسی بھی انگلی میں انگوٹھی پہنی جاسکتی ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، مجھے رسول اللہ ﷺ نے اس اور اس یعنی شہادت والی اور درمیانی انگلی میں انگوٹھی پہننے سے منع کیا۔ ❸

(2) سونے، لوہے اور پیتل کی انگوٹھی پہننا:

ابتداء اسلام میں سونا مسلمان مردوں کے لیے استعمال کرنا جائز تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے خود بھی سونے کی انگوٹھی استعمال کی، آپ کو دیکھ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنوا کر پہنیں۔ مگر بعد میں جب مردوں کے لیے سونا حرام قرار دیا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی انگوٹھی اتار دی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی انگوٹھیاں اتار دیں۔ البتہ عورتوں کے لیے سونے کا استعمال جائز ہے۔

خالص لوہے کی انگوٹھی پہننا بھی شرعاً درست نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا، چنانچہ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا، اس کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی تھی، تو نبی اکرم ﷺ نے اس سے منہ موڑ لیا، جب اس آدمی نے نبی اکرم ﷺ کی ناپسندیدگی دیکھی تو سونے کی انگوٹھی اتار دی اور لوہے کی انگوٹھی لے کر پہن لی اور دوبارہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: ''یہ بدترین ہے یہ اہل جہنم کا زیور ہے وہ واپس گیا اور اسے اتار کر پھینک دیا۔ پھر چاندی کی انگوٹھی پہن لی تو (اس کو دیکھ کر) اس پر نبی اکرم ﷺ خاموش ہو گئے۔ ❹

اگر لوہے پر چاندی کی ملمع سازی کر لی جائے تو اس کی رخصت ہے۔ معیقیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی انگوٹھی لوہے سے بنی ہوئی تھی اور اس پر چاندی کی ملمع سازی کی گئی تھی۔ وہ بسا اوقات میرے ہاتھ

❶ سنن ابی داؤد، الخاتم، باب التختم فی الیمین والیسار: 4226، محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ سنن ابی داؤد، الخاتم، باب ماجاء فی التختم فی الیمین والیسار: 4228.

❸ سنن نسائی، الزینة، باب النهی عن الخاتم فی السبابة: 524.

❹ الأدب المفرد للبخاری، باب ترك السلام علی المتخلق واصحاب المعاصی: 1021، مسند احمد: 6/ 82، 233.

میں ہوتی۔معیقیب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی کے نگران تھا۔ ❶

پیتل کی انگوٹھی پہننا بھی ممنوع ہے۔سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا جبکہ اس نے پیتل کی انگوٹھی پہن رکھی تھی۔آپ علیہ السلام نے اس سے فرمایا: ''مجھے کیا ہے کہ میں تجھ سے بتوں کی بو محسوس کر رہا ہوں؟'' اس نے اس (پیتل کی) انگوٹھی کو اتار کر پھینک دیا۔دوبارہ آیا تو اس نے لوہے کی انگوٹھی پہن رکھی تھی، آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''مجھے کیا ہے کہ میں تجھ پر آگ والوں کا زیور دیکھ رہا ہوں۔'' اس نے اسے بھی پھینک دیا۔پھر عرض کیا، اے اللہ کے رسول! میں کس چیز کی انگوٹھی بناؤں؟ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''ایک مثقال (ساڑھے چار ماشے) سے کم چاندی کی بنالے۔'' ❷

(3) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انگوٹھی کا بطور مہر استعمال کرتے تھے۔سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رومی بادشاہ کو خط لکھنے کا ارادہ فرمایا تو آپ سے گزارش کی گئی، اگر آپ کے خط پر مہر نہ ہوئی تو وہ خط نہیں پڑھیں گے۔چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی جس پر ''محمد رسول اللہ'' نقش کروایا، گویا میں اب بھی آپ علیہ السلام کے ہاتھ میں اس کی سفیدی دیکھ رہا ہوں۔ ❸

یہ ہجرت کا ساتواں سال تھا جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف ریاستوں کے سربراہوں کسریٰ، قیصر اور نجاشی وغیرہ کے نام دعوت اسلام کے خطوط لکھے۔اہل علم بغیر مہر کے خطوط کو توجہ نہیں دیتے تھے اور ایسے خطوط کو قابل اعتماد و احترام بھی نہیں سمجھتے تھے۔جس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مہر کا مشورہ دیا تو آپ علیہ السلام نے اس مشورہ کو قبول فرما کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ کندہ کروائے اور انگوٹھی بنوائی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی امور سلطنت پر مہر لگانے کے لیے استعمال ہوتی تھی، اس لیے آپ علیہ السلام نے اس کی نقل تیار کرنے سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو منع کر دیا۔اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کسی بھی ادارہ، خلیفہ، قاضی یا افسران کی مہر کی نقل تیار کرنا منع ہے۔کیونکہ اس سے جعل سازی

---

❶ سنن ابی داؤد، الخاتم، باب ما جاء فی خاتم الحدید: 4224، سنن نسائی، الزینة، باب لبس خاتم حدید ملوی علیة فضة، رقم: 5220.

❷ سنن ابی داؤد، الخاتم، باب ما جاء فی خاتم الحدید: 4223، سنن ترمذی، اللباس، باب ما جاء فی خاتم الحدید: 1785.

❸ صحیح بخاری، اللباس، باب اتخاذ الخاتم: 5875، صحیح مسلم، اللباس والزینة، باب فی اتحاذ النبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتمًا، رقم: 2092.

اور فریب کاری کا دروازہ کھلتا ہے۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی وفات تک آپ کے ہاتھ میں رہی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں آئی۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں آئی۔ پھر جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ آیا تو وہ ایک مرتبہ بئر اریس پر بیٹھے ہوئے تھے کہ انگوٹھی نکال کر اسے الٹنے پلٹنے لگے کہ وہ کنویں میں گر گئی۔

انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہم اسے تین دن تک ڈھونڈتے رہے اور کنویں کا سارا پانی بھی کھینچ ڈالا لیکن وہ انگوٹھی نہ ملی۔ ❶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ انگوٹھی سیدنا معیقیب رضی اللہ عنہ کے پاس ہوتی اور وہ اس کے نگران ومحافظ تھے۔ جیسا کہ بیان ہو چکا ہے۔

[67]...... حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الضَّحَّاكِ الْبَابْلُتِّيُّ، قَالَ: أَنْبَأَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنْ تَلَقِّي السِّلَعِ حَتَّى يُهْبَطَ بِهَا الْأَسْوَاقَ، وَنَهَى عَنِ التَّنَاجُشِ.

تخریج الحدیث صحیح بخاری، البیوع، باب النهی عن تلقی الرکبان...... الخ، رقم الحديث: 2165، صحیح مسلم، البیوع، باب تحریم تلقی الجلب، رقم الحديث: 1517.

ترجمة الحدیث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (منڈیوں سے باہر) سامان لانے والے کو ملنے سے منع کیا یہاں تک کہ وہ بازاروں میں اتر جائے اور آپ نے قیمت بڑھانے کے لیے ایک دوسرے کے مال کی بولی دینے سے منع کیا۔

شرح الحدیث

(1) شہر سے باہر غلہ لانے والوں کو ملنا:

سامان تجارت لے کر آنے والے قافلوں کو شہر اور منڈی سے باہر راستے میں سامان خریدنے کی غرض سے ملنا ممنوع ہے۔ اس صورت میں چونکہ دھوکہ دہی اور ضرر رسانی کا پہلو موجود ہے اس لیے اسلام نے اس طریقہ تجارت کو غیر مشروع قرار دیا، اگر کوئی آدمی منڈی میں مال پہنچنے سے پیشتر سودا کر لے تو بائع کو سودا فسخ کرنے کا

❶ صحیح بخاری، اللباس، باب هل یجعل نقش الخاتم ثلاثة اسطر؟: 5879.

اختیار ہے۔سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا تَلَقَّوْا الْجَلَبَ فَمَنْ تَلَقَّاهُ فَاشْتَرٰى مِنْهُ فَإِذَا أَتٰى سَيِّدُهُ السُّوقَ فَهُوَ بِالْخِيَارِ)) ❶

''باہر سے شہر غلہ لانے والوں کو آگے جا کر نہ ملو اور جو کوئی آگے جا کر مال خرید لے تو مال کے مالک کو منڈی میں آنے کے بعد سودا فسخ کرنے کا اختیار ہے۔''

(2) دھوکہ دہی کے لیے قیمت بڑھانا:

"نجش" کسی کو دھوکا دینے کے لیے جو چیز بکتی ہے اس کی تعریف کرنا، دھوکا دینے کی نیت سے نرخ بڑھانا تا کہ دوسرا شخص اس کو جلد خرید ے یا کسی بکتی ہوئی چیز کی برائی کرنا تا کہ خریدار اس کو چھوڑ کر دوسری طرف جائے۔ ❷

اگر کوئی شخص کسی چیز کا خریدار ہے تو وہ قیمت بڑھا کر بولی دے سکتا ہے لیکن محض دھوکہ دہی کے لیے قیمت بڑھانا غلط ہے کیونکہ اس سے اصل خریدار کو خسارہ اور نقصان ہوتا ہے اور ہر ایسی بیع جس میں غرر یا ضرر ہو ممنوع ہے۔

[68]...... حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْغَفَّارِ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ، حَدَّثَنَا صَالِحٌ، عَنْ نَافِعٍ قَالَ: كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ وَهُوَ مُحْرِمٌ، فَوَجَدَ بَرْدًا، فَأَلْقَيْتُ عَلَيْهِ بُرْنُسًا فَقَالَ: مَا هٰذَا؟ قُلْتُ: بُرْنُسٌ، فَقَالَ: أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الْبُرْنُسِ؟

تخریج الحدیث سنن ابی داؤد، المناسک، باب ما یلبس المحرم، رقم الحدیث: 1828، محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمة الحدیث نافع رحمہ اللہ نے بیان کیا میں عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تک جبکہ وہ احرام کی حالت میں تھے، انہوں نے ایک چادر لی تو میں نے ان کو ٹوپی پہنا دی تو آپ نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ میں نے کہا: ٹوپی ہے تو آپ نے فرمایا: کیا تجھے معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (محرم کو) ٹوپی پہننے سے منع کیا ہے۔

شرح الحدیث فوائد کے لیے دیکھئے حدیث نمبر 47۔

[69]...... حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ سِنَانٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ، حَدَّثَنَا أَبُو رَزِينٍ، عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ حَاجِبِ سُلَيْمَانَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ:

---

❶ صحیح مسلم، البیوع، باب تحریم تلقی الجلب: 1519.

❷ لغات الحدیث: 4/ 304، 305

((اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي مَكَّتِنَا ، وَبَارِكْ لَنَا فِي مَدِينَتِنَا ، وَبَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا ، وَبَارِكْ لَنَا فِي يَمَنِنَا ، وَبَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا ، وَبَارِكْ لَنَا فِي مُدِّنَا)) ، فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، الْعِرَاقُ وَمِصْرُ؟ فَقَالَ: ((هُنَاكَ يَنْبُتُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ ، وَثَمَّ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ)) .

تخریج الحدیث حلية الاولياء : 6/ 133 ، عن سالم عن ابيه ، مجمع الزوائد : 3/ 305 ، رقم الحديث : 5815 ، السلسلة الصحيحه: 5/ 302 ، رقم الحديث : 2246 .

ترجمة الحدیث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے اللہ! ہمارے لیے ہمارے مکہ میں برکت پیدا فرما اور ہمارے لیے ہمارے مدینہ میں برکت پیدا فرما اور ہمارے لیے ہمارے شام میں برکت فرما اور ہمارے لیے یمن میں برکت پیدا فرما اور ہمارے لیے ہمارے صاع میں برکت پیدا فرما اور ہمارے لیے ہمارے مد میں برکت پیدا فرما۔'' ایک آدمی نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! عراق اور مصر؟ تو آپ نے فرمایا: ''وہاں سے شیطان کا سینگ نکلے گا اور وہاں زلزلے اور فتنے ہیں۔''

شرح الحدیث

(1) مکہ کی فضیلت:

اللہ رب العزت نے مکہ مکرمہ کو بڑی عظمتوں سے نوازا۔ اس کو بلد الامین قرار دیا۔ اس شہر کے امن و امان کی خاطر ابراہیم علیہ السلام کی مانگی ہوئی دعا کو قبولیت نصیب فرمائی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((إِنَّ مَكَّةَ حَرَّمَهَا اللَّهُ وَلَمْ يُحَرِّمْهَا النَّاسُ)) [1]

''یقیناً مکہ کو اللہ رب العزت نے حرمت وعزت والا قرار دیا، اس کو لوگوں نے حرمت والا نہیں بنایا۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جد امجد ابراہیم علیہ السلام کے بسائے ہوئے شہر سے انتہائی عقیدت و محبت تھی، مکہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے پیدائش ہے۔ آپ نے مکہ سے محبت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

((وَاللّٰهِ إِنَّكِ لَخَيْرُ أَرْضِ اللّٰهِ وَأَحَبُّ أَرْضِ اللّٰهِ إِلَى اللّٰهِ وَلَوْلَا أَنِّي أُخْرِجْتُ مِنْكِ مَا خَرَجْتُ)) [2]

---

[1] صحيح بخارى ، العلم ، باب ليبلغ العلم الشاهد الغائب : 104 ، صحيح مسلم ، الحج ، باب تحريم مكة وصيدها : 1354 .

[2] سنن ترمذى ، المناقب ، باب فى فضل مكة : 3925 ، سنن ابن ماجه ، المناسك ، باب فضل مكة : 3108 ، محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

''اللہ کی قسم! تو اللہ کی زمین میں سب سے بہتر ہے اور اللہ کی زمین میں سے اللہ کے نزدیک سب سے محبوب سرزمین ہے۔ اگر مجھے تجھ سے نہ نکالا جاتا تو میں نہ نکلتا۔''

(2) مدینہ کی فضیلت:

مکہ مکرمہ کے لیے ابراہیم علیہ السلام نے دعائیں مانگیں تو مدینہ اور اہل مدینہ کے لیے نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہ الٰہی میں دعائیں کیں، جس طرح مکہ حرمت وعزت اور شرف والا ہے اسی طرح مدینہ بھی ہے۔ مدینہ اہل ایمان کا مرکز ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ الْإِيمَانَ لَيَأْرِزُ إِلَى الْمَدِينَةِ كَمَا تَأْرِزُ الْحَيَّةُ إِلَى جُحْرِهَا)) ❶

''(قیامت کے قریب) ایمان مدینہ میں اس طرح سمٹ آئے گا جیسے سانپ سمٹ کر اپنے بل میں آجاتا ہے۔''

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((الْمَدِينَةُ كَالْكِيرِ تَنْفِي خَبَثَهَا وَيَنْصَعُ طِيبُهَا)) ❷

''مدینہ بھٹی کی مانند ہے جو اپنی میل کچیل کو دور کر دیتا ہے اور خالص مال رکھ لیتا ہے۔''

اہل ایمان کے لیے مدینہ کی موت بھی باعث سعادت ہے، اللہ رب العزت نصیب کرے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ اسْتَطَاعَ أَنْ يَمُوتَ بِالْمَدِينَةِ فَلْيَمُتْ بِهَا فَإِنِّي أَشْفَعُ لِمَنْ يَمُوتُ بِهَا)) ❸

''جو مدینہ میں فوت ہوسکتا ہو تو اسے چاہیے مدینہ میں فوت ہو کیونکہ جو وہاں فوت ہوگا میں اس کے حق میں سفارش کروں گا۔''

---

❶ صحيح بخاری، باب الايمان يأرز الى المدينة: 1876، صحيح مسلم، الايمان، باب الاسلام بدأ غريباً: 147.

❷ صحيح بخاری، الاحكام، باب من بايع ثم استقال البيعة: 7211، صحيح مسلم، الحج، باب المدينة تنفى شرارها: 1383.

❸ سنن ترمذی، المناقب، باب فضل مدينة: 3917، سنن ابن ماجه، المناسك، باب فضل المدينة: 3112، محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

(3) شام کی فضیلت:

اللہ رب العزت نے زمین کے بعض قطعات کو خاص خیر و برکات سے نواز رکھا ہے جو دیگر قطعات اراضی کو حاصل نہیں شام بھی انہیں خیر و برکت والی زمینوں میں سے ہے۔ فی زمانہ اس شام سے مراد شام، اردن، فلسطین، لبنان وغیرہ ہیں جو عہد نبوی میں تجارت کے اہم ترین مراکز میں سے تھے، بعد ازاں اسلامی فتوحات کے نتیجہ میں مسلمانوں کے زیر اثر آئے۔

(4) یمن کی فضیلت:

یمن اور اہل یمن کے بھی احادیث میں فضائل بیان ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کی طرف دو بار اشارہ کیا اور فرمایا: ''ایمان (برکتیں) یہاں ہیں۔'' ❶

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَتَاكُمْ اَهْلُ الْيَمَنِ هُمْ اَرَقُّ اَفْئِدَةً وَاَلْيَنُ قُلُوْبًا ، اَلْاِيْمَانُ يَمَانٍ ، وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَّةٌ)) ❷

''تمہارے پاس اہل یمن آئے ہیں۔ ان کے دلوں کے پردے باریک ہیں اور دل نرم ہوتے ہیں۔ ایمان یمن والوں کا ہے اور حکمت بھی یمن والوں کی ہے۔''

(5) مدینہ منورہ کی برکت:

مدینہ منورہ شاداب علاقہ تھا یہاں کے زیادہ تر باشندے زراعت کے پیشہ سے وابستہ تھے۔ چنانچہ کھجوروں کی کاشت ہوتی، انگوروں کے باغات تھے۔ عہد نبوی میں زراعت کے پیشہ نے خوب ترقی کی، بہت سارے مہاجرین نے بھی زراعت کے پیشہ کو اختیار کیا۔ یہودیوں کے مدینہ سے اخراج کے بعد مزید بہت ساری زمینیں مسلمانوں کے قبضہ میں آئیں۔

زراعت کے بعد دوسرا بڑا ذریعہ تجارت تھا تجارتی سفر کا رخ شام، یمن وغیرہ کی طرف ہوتا۔ یہ سفر عموماً ان دنوں ہوتے جن میں زراعت کی طرف سے اہل مدینہ کو فرصت ملتی۔ مہاجرین جب ہجرت کر کے مدینہ آئے تو ان کی اکثریت چونکہ تجارت کے پیشہ سے وابستہ تھا اس لیے اس میں مزید بہتری آئی۔ مدینہ کی پیداوار دوسرے

❶ صحیح بخاری، الطلاق، باب اللعان: 5303، صحیح مسلم، الایمان، باب فضل اهل الیمن: 51.

❷ صحیح بخاری، الغازی، باب قدوم الاشعریین واهل الیمن: 4388، صحیح مسلم، الایمان، باب فضل اهل الیمن: 52.

علاقوں میں منتقل ہوتی اور دوسرے علاقوں کی مصنوعات مدینہ کے بازاروں میں پہنچتیں۔

زبان نبوت سے نکلنے والی دعاؤں کی وجہ سے زراعت اور تجارت میں خوب خیر و برکت پیدا ہوئی۔ نبی اکرم ﷺ نے ماپ تول کے پیمانوں میں برکت کی دعا مانگی:

((اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ بِالْمَدِینَةِ ضِعْفَیْ مَا جَعَلْتَ بِمَکَّةَ مِنَ الْبَرَکَةِ)) [1]

''اے اللہ! جتنی مکہ میں برکت دی ہے، مدینہ میں اس سے دگنی برکت پیدا فرما۔''

جیسی نبوی دعاؤں کو شرف قبولیت حاصل ہوا اور اہل مدینہ کو خیر کثیر حاصل ہوئی اور ہر طرف برکات کا نزول ہونے لگا۔

(4) نجد عراق:

ہمارے معاشرے میں نجد سے متعلق عجیب وغریب باتیں کی جاتی ہیں اور نجد عراق سے متعلق احادیث سے نجد حجاز مراد لے کر شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کی توحید وسنت کے احیاء پر مبنی اصلاحی تحریک کو فتنہ قرار دے کر ان سے اور ان کی تحریک کے وارث علماء سے بدظن کرنے کی پرزور کوشش ہوتی ہے اور محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کو مصلح اور داعی کتاب وسنت سمجھنے والے احباب کو نجدی، وہابی سے مطعون کرنے کی سعی مذموم کی جاتی ہے۔ حالانکہ احادیث میں جس نجد کو رسول اللہ ﷺ نے فتنوں کی آماجگاہ قرار دیا اور جس سے متعلق شیطان کے سینگ طلوع ہونے کی پیش گوئی فرمائی، وہ نجد عراق ہے۔ اسلامی تاریخ کا سرسری مطالعہ رکھنے والا فرد بھی یہ جانتا ہے کہ عراق اور اس کے گرد ونواح فتنوں کے مراکز رہے، اسلام اور اہل اسلام کے خلاف یہیں سے وہ گروہ نکلے جنہوں نے مسلمانوں کی جمعیت کو پارہ پارہ کیا، اہل اسلام میں سب سے بڑا فتنہ جو دائمی فساد کا سبب بنا وہ خلیفہ ثالث سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان رضی اللہ عنہ کی شہادت تھی۔ یہی واقعہ جنگ جمل، جنگ صفین اور دیگر بے شمار فتن کا سبب تھا۔ یہ سارے معاملات مدینہ سے مشرق کی جانب سے اٹھے پھر خوارج کا ظہور بھی نجد عراق اور اس کے نواحی علاقوں سے ہوا۔

(7) شیطان کے سینگ:

مولانا محمد عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ ''قَرْنُ الشَّیْطَانِ'' کی شرح میں لکھتے ہیں:

''یَخْرُجُ قَرْنُ الشَّیْطَانِ اَیْ حِزْبُہٗ وَاَھْلُ وَقْتِہٖ وَزَمَانِہٖ وَاَعْوَانُہٗ ، ذِکَرَہُ السُّیُوطِیُّ ،

[1] صحیح بخاری، رقم: 1885، صحیح مسلم، رقم: 1369.

وَقِيلَ: يَحْتَمِلُ اَنْ يُّرِيْدَ بِالْقَرْنِ قُوَّةُ الشَّيْطَانِ ، وَمَا يَسْتَعِيْنُ بِهٖ عَلَى الْإِضْلَالِ"❶

''علامہ سیوطی رحمہ اللہ کے بقول شیطان کے سینگ سے مراد اس کا گروہ، اس کا وقت، زمانہ اور اس کے معاون افراد ہیں۔ ایک قول کے مطابق سینگ سے مراد شیطان کی طاقت اور گمراہی کے لیے اس کے ایجاد کردہ مختلف طریقے ہیں جن سے وہ مدد لیتا ہے۔''

[70]...... حَـدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْخَزَّازُ ، عَنْ إِسْرَائِيلَ ، عَنِ الْمُعَلَّى بْنِ الْـمُسَيَّـبِ ، عَـنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ قُعَيْسٍ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((سَيَكُـونُ بَـعْـدِي أُمَـرَاءُ ، فَـمَنْ صَدَّقَهُمْ بِكَذِبِهِمْ وَأَعَانَهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ فَلَيْسَ مِنِّي ، وَلَسْـتُ مِـنْـهُ ، وَلَا يَـرِدُ عَـلَـى الْـحَـوْضِ ، وَمَنْ لَمْ يُصَدِّقْهُمْ بِكَذِبِهِمْ وَلَمْ يُعِنْهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ فَهُوَ مِنِّي ، وَأَنَا مِنْهُ ، وَسَيَرِدُ عَلَى الْحَوْضِ)).

تخریج الحدیث مسند احمد : 191/5 ، رقـم الحديث : 5702 ، وقـال احـمد شاكر : اسناده صحيح ، مسند البزار : 12/ 230 ، رقم الحديث : 5950 ، مجمع الزوائد : 5/ 246 ، رقم الحديث : 9262 ، سـنن ترمذی ، السفر ، باب ما جاء فی فضل الصلاة ، رقم الحديث : 614 ، ہیثمی نے کہا کہ اس کی سند میں ابراہیم بن قعیس ہے اسے ابوحاتم نے ضعیف کہا ہے، لیکن ابن حبان نے اس کی توثیق کی ہے۔ امام ترمذی نے اسے ''حسن غریب'' اور محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمة الحدیث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرے بعد امراء ہوں گے جس نے ان کے جھوٹ پر ان کی تصدیق کی اور ان کے ظلم پر تعاون کیا وہ نہ مجھ سے ہے اور نہ میں اس سے ہوں اور وہ میرے پاس حوض کوثر پر نہیں آسکے گا اور جس نے ان کے جھوٹ پر ان کی تصدیق نہ کی اور ان کے ظلم پر ان سے تعاون نہ کیا تو وہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں اور وہ میرے حوض پر آئے گا۔''

شرح الحدیث

(1) نیکی و خیر میں معاونت اور شر میں عدم تعاون:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى ۪ وَ لَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ ۪ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ

---

❶ تحفه الاحوذی : 4/ 381 .

الْعِقَابِ ۝ ﴾ (المائدہ : 2)

''اور نیکی اور تقویٰ پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو اور اللہ سے ڈرو، بے شک اللہ بہت سخت سزا دینے والا ہے۔''

درج بالا آیت کی تفسیر کے تحت مفسرین رقم طراز ہیں: ''ایک دوسرے سے تعاون کرنے اور نہ کرنے کے لیے ایک اصول مقرر فرما دیا ہے جس سے اسلامی معاشرے میں برائی کا سد باب ہوسکتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔'' ایک آدمی نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! جب وہ مظلوم ہو میں اس کی مدد کروں گا لیکن اگر وہ ظالم ہو تو پھر اس کی مدد کس طرح کروں؟ فرمایا: ''اس وقت اس کی مدد یہ ہے کہ اسے ظلم سے روکو۔'' ❶

(2) لیس منا سے مراد:

رسول اللہ ﷺ نے بہت سارے گناہوں کے مرتکبین سے متعلق ''لیس منا'' کے الفاظ ارشاد فرمائے، جس کا لفظی معنی ''وہ ہم میں سے نہیں'' ہے اب اس سے مراد اور مقصود کیا، اس کی توضیح چند درجہ ذیل علماء کی صراحت سے ہوتی ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''لَيْسَ مِنَّا أَيْ مِنْ أَهْلِ سُنَّتِنَا وَطَرِيْقَتِنَا وَلَيْسَ الْمُرَادُ بِهِ إِخْرَاجُهُ عَنِ الدِّيْنِ'' ❷

''لیس منا'' سے مراد وہ ہمارے راستے اور طریقے پر نہیں اس سے یہ مقصود نہیں کہ وہ دین سے خارج ہے۔''

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اہل علم کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کے فرمان ''لیس منا'' کا معنی یہ ہے کہ وہ ہمارے طریقے یا ہمارے ادب پر نہیں۔'' ❸

''لیس منا'' کا لفظ احادیث میں زجر وتوبیخ کے لیے استعمال ہوا ہے اس سے مراد ہرگز یہ نہیں کہ ایسا بندہ دین اسلام سے خارج یا کافر وغیر مسلم ہے۔

---

❶ صحیح بخاری، الاکراہ، باب یمین الرجل...... الخ، رقم: 6952، صحیح مسلم، رقم: 2584، تفسیر القرآن: 1/ 446.

❷ فتح الباری: 2/ 81.

❸ سنن ترمذی، تحت الحدیث: 921.

(3) حکمرانوں سے متعلق احکام ومسائل کے لیے دیکھئے فوائد حدیث نمبر 27، 58، 45۔

[71]...... حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ خَلِيفَةَ أَبُو الْعَلَاءِ النَّافِطُ ، حَدَّثَنَا أَبُو مَعْشَرٍ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: رَأَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى وَجْهِ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَمْلًا فَقَالَ: ((لَعَلَّ هَوَامَّ رَأْسِكَ آذَتْكَ؟)) قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: ((احْلِقْ رَأْسَكَ وَافْتَدِ)) قَالَ: فَافْتَدَيْتُ بِبَقَرَةٍ وَقَلَّدْتُهَا وَأَشْعَرْتُهَا

تخریج الحدیث المعجم الكبير للطبراني : 19/ 104، معجم ابن الاعرابی : 3/ 892، رقم الحديث : 1861، مسند الشاميين : 4/ 299، رقم الحديث : 3363.

ترجمة الحديث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کے چہرے پر جوئیں دیکھیں تو دریافت فرمایا: ''شاید تیرے سر کی جوئیں تکلیف دے رہی ہیں؟'' انہوں نے کہا، ہاں۔ آپ نے فرمایا: سر منڈوالے اور فدیہ دے۔ انہوں (کعب) نے کہا: میں نے ایک گائے بطور فدیہ دی میں نے اس کا ہار بٹا اور اشعار کیا۔

شرح الحديث

(1) احرام باندھنے کے بعد بیماری یا عذر کی بنا پر سر منڈوانا:

احرام باندھنے کے بعد سر کے بالوں کو مناسک حج وعمرہ کی ادائیگی سے فارغ ہونے سے قبل منڈوانا یا کٹوانا درست نہیں۔ اگر کسی بیماری کے عذر کی وجہ سے بال منڈوانے پڑ جائیں تو تین چیزوں میں سے ایک بطور فدیہ دینا ہوگی۔ ان تین چیزوں کا ذکر درج ذیل آیت میں ہے،

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖٓ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ﴾

(البقرہ : 196)

''پھر تم میں سے جو بیمار ہو یا اسے سر میں کوئی تکلیف ہو تو روزے یا صدقے کی قربانی میں سے ایک فدیہ ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا: ''تم تین روزے رکھ لو یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلا دو

یا قربانی کرلو۔'' ❶

ہر مسکین کو نصف صاع کھانا کھلایا جائے گا۔

(2):...... دیگر محرمات احرام کے لیے دیکھئے فوائد حدیث نمبر 33۔

[72]...... حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَى قَالَ: أَنْبَأَنَا سَالِمُ بْنُ غِيَاثٍ، أَوْ أَبُو عَبَّادٍ شَكَّ عُبَيْدُ اللّٰهِ، عَنْ مَطَرٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَجَاءَ رَجُلٌ عَلَيْهِ ثِيَابُ السَّفَرِ فَقَعَدَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى رُكْبَتِهِ ثُمَّ قَالَ: مَا الْإِسْلَامُ؟ قَالَ: شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، وَتُصَلِّي الْخَمْسَ، وَتَصُومُ شَهْرَ رَمَضَانَ، وَتُؤَدِّي الزَّكَاةَ، وَتَحُجُّ الْبَيْتَ، قَالَ: فَإِذَا فَعَلْتُ ذَلِكَ فَأَنَا مُسْلِمٌ؟ قَالَ: ((نَعَمْ))، قَالَ: صَدَقْتَ، قَالَ: فَمَا الْإِيمَانُ؟ قَالَ: ((تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ، وَمَلَائِكَتِهِ، وَكُتُبِهِ، وَرُسُلِهِ، وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، وَالْبَعْثِ، وَالْحِسَابِ، وَالْجَنَّةِ، وَالنَّارِ، وَالْقَدَرِ))، قَالَ: فَإِذَا فَعَلْتُ ذَلِكَ فَأَنَا مُؤْمِنٌ؟ قَالَ: ((نَعَمْ))، قَالَ: صَدَقْتَ، فَمَا الْإِحْسَانُ؟ قَالَ: ((تَعْمَلُ لِلَّهِ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ))، قَالَ: فَإِذَا فَعَلْتُ ذَلِكَ فَأَنَا مُحْسِنٌ؟ قَالَ: ((نَعَمْ))، قَالَ: فَمَتَى السَّاعَةُ؟ قَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ))، قَالَ: فَمَا أَشْرَاطُهَا؟ قَالَ: ((إِذَا تَطَاوَلَ الْحُفَاةُ الْعُرَاةُ))، قَالَ: الْعُرَيْبُ؟ قَالَ: ((نَعَمْ))، قَالَ: فَخَرَجَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((عَلَيَّ الرَّجُلَ))، قَالَ: فَخَرَجْنَا فَلَمْ نَرَ أَحَدًا، فَضَحِكَ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ قَالَ: ((هَذَا جِبْرِيلُ جَاءَكُمْ يُعَلِّمُكُمْ أَمْرَ دِينِكُمْ، مَا جَاءَ فِي مِثْلِ صُورَتِهِ الْيَوْمَ قَطُّ)).

تخریج الحدیث مسند البزار: 12/ 244، رقم الحدیث: 5990.

ترجمة الحدیث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے بیان کیا: ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک مسافر آیا اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے دو زانو ہو کر بیٹھ گیا پھر اس نے پوچھا: اسلام کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ''اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں

---

❶ صحیح بخاری، المغازی، باب غزوة الحدیبیة: 4190، صحیح مسلم، الحج، باب جواز حلق الرأس للمحرم اذا کان به أذًی: 1201.

اور تو پانچ نمازیں پڑھے اور تو رمضان کے مہینے کے روزے رکھے اور تو زکاۃ ادا کرے اور تو بیت اللہ کا حج کرے۔'' اس نے پوچھا: جب میں یہ سب کروں تو میں مسلمان ہوں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔'' اس نے کہا: آپ نے سچ فرمایا۔ اس نے پھر پوچھا: ایمان کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ''تو اللہ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں اوراس کے رسولوں پر ایمان لائے اور تو یوم آخرت، دوبارہ اٹھائے جانے، حساب، جنت، جہنم اور تقدیر پر ایمان لائے۔'' اس نے دریافت کیا جب میں یہ کروں تو میں مومن ہوں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔'' اس نے کہا: آپ نے سچ فرمایا۔ اس نے پھر پوچھا: احسان کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: تو اللہ (کی رضا) کے لیے عمل کرے گویا تو اسے دیکھ رہا ہے اور اگر تو اسے نہیں دیکھ رہا تو وہ تجھے (ضرور) دیکھ رہا ہے۔'' اس نے پوچھا: جب میں اس طرح کروں تو میں محسن (نیکوکار) ہوں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔'' اس نے پھر دریافت کیا۔ قیامت کب آئے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جس سے سوال کیا جا رہا ہے وہ سوال کرنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔'' اس نے دریافت کیا، اس کی نشانیاں کیا ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ''جب ننگے پاؤں، ننگے بدن والے ایک دوسرے پر فخر کرنے لگیں۔'' اس نے پوچھا، بے گھر لوگ؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں۔ پھر وہ مسافر چلا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس آدمی کو واپس بلاؤ۔'' ہم نے باہر نکل کر دیکھا تو ہمیں کوئی شخص بھی نظر نہ آیا۔ نبی اکرم ﷺ مسکرائے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ جبریل تھا جو تمہیں امور دین سکھانے آیا تھا۔ اس شکل وصورت میں وہ اس سے پہلے کبھی نہیں آیا۔''

شرح الحدیث

(1):......اسلام، ایمان سے متعلق امور کی توضیح کے لیے دیکھئے فوائد حدیث نمبر 9۔

(2) احسان:

اللہ رب العزت نے جن وانس کو اپنی عبادت کے لیے تخلیق فرمایا، عبادت کو احسن انداز سے انجام دینا، اخلاص وللّٰہیت سے کرنا شریعت کا تقاضا ہے۔ جب انسان اللہ کی عبادت کرتے ہوئے یہ تصور پیدا کرے کہ میں اپنے خالق و مالک کو دیکھ رہا ہوں، تو یہ تصور و استحضار اس کے اندر اللہ تعالیٰ کی خشیت، خوف، محبت اور تعظیم کا موجب ہوگا۔ جس کی وجہ سے بندہ علی وجہ الکمال عبادت ادا کرے گا۔ اگر یہ تصور و کیفیت پیدا نہ ہو سکے تو نسبتاً آسان کیفیت پر توجہ مرکوز کرے کہ اس کا خالق ومعبود اس کے ظاہر و باطن، خفیہ واعلانیہ سے مطلع اس کو دیکھ رہا ہے۔ اس کیفیت کے پیدا ہونے سے بھی انسان کی عبادت میں حسن پیدا ہوگا اور وہ اللہ رب العزت سے

قریب تر ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن عبات کی توفیق مانگنے کی دعا بھی سکھائی۔ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: ''اے معاذ! اللہ کی قسم! میں تجھ سے محبت کرتا ہوں، اللہ کی قسم! میں تجھ سے محبت کرتا ہوں۔'' اے معاذ میں تجھے تاکید کرتا ہوں کہ ہر نماز کے بعد یہ دعا ضرور پڑھنا: "اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ" ''اے اللہ! مجھے اپنا ذکر وشکر ادا کرنے اور اپنی اچھی عبادت کرنے کی توفیق عطا فرما۔'' ❶

(4) قیامت کب آئے گی؟

جبریل امین نے قیامت کے قائم ہونے سے متعلق پوچھا کہ کب ہوگی؟ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''مسئول سائل سے زیادہ نہیں جانتا۔'' قیامت کا علم صرف اور صرف اللہ رب العزت کی ذات کو ہے۔ کوئی مخلوق وقوع قیامت کے وقت سے آگاہ نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ ۚ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ ۂ ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ۭ يَسْـَٔلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝﴾ (الاعراف : 187)

''وہ آپ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہیں، اس کا قیام کب ہوگا؟ آپ کہہ دیجیے اس کا علم تو میرے رب ہی کے پاس ہے اسے اس کے وقت پر اس کے سوا کوئی ظاہر نہیں کرے گا۔ وہ آسمانوں اور زمین میں بھاری واقع ہوتی ہے۔ تم پر اچانک ہی آئے گی، آپ سے پوچھتے ہیں، جیسے آپ اس کے بارے میں خوب تحقیق کرنے والے ہیں، کہہ دیجیے اس کا علم تو اللہ ہی کے پاس ہے، مگر اکثر لوگ نہیں جانتے۔''

ایک جگہ پر فرمایا:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ﴾ (لقمان : 34)

''یقیناً قیامت کا علم صرف اللہ ہی کو ہے۔''

---

❶ سنن ابی داؤد، الوتر، باب فی الاستغفار : 1522، سنن نسائی، السھو، باب : 1304، محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

آئے روز بہت سارے لوگ اپنے خود ساختہ حساب و کتاب کی روشنی میں دنیا کے فنا اور وقوع قیامت سے متعلق دعوت کرتے رہتے ہیں۔ان کے ایسے دعوے بے وقعت ہیں ایسے دعویداروں کی دل اور زبان سے تردید و تکذیب لازم ہے۔ کیونکہ جب تمام انبیاء کے سردار اور تمام فرشتوں سے افضل و برتر ہستیوں کو وقوع قیامت کا علم نہیں تو کسی دوسرے شخص کو کیسے ہوسکتا ہے۔

(4) علامات قیامت:

علامات قیامت سے مراد وہ نشانیاں ہیں جن کا ظاہر قیامت کے قریب ہونے کی نشاندہی کرتا ہے۔ ان علامات کی علماء نے مختلف انداز سے دوقسموں میں تقسیم کی، بعض نے علامات عامہ اور علامات خاصہ۔بعض نے علامات قریبہ اور علامات بعیدہ جبکہ بعض علماء نے علامات صغریٰ و کبریٰ کے ساتھ ان کی تقسیم فرمائی ہے۔

حدیث میں ایک علامت کا ذکر ہوا ہے کہ ننگے بدن، ننگے پاؤں والے لوگ ایک دوسرے پر فخر کریں گے۔'' اس سے مراد فقراء، معاشی طور پر تنگدست، مویشی چرا کر گزر بسر کرنے والے افراد کے اچانک حالات کا تبدیل ہو جانا ہے کہ وہ بڑی بڑی بلڈنگوں، پلازوں کے مالک بن جائیں گے اور ایک دوسرے سے اونچی عمارتیں بنانے میں مسابقت اور فخر کریں گے۔ اہل علم کے نزدیک یہ علامت فی زمانہ واقع ہو چکی ہے کہ عمارتوں کے ذریعے یہ سلسلہ بہت بڑھ چکا ہے۔

(5) جبریل علیہ السلام سائل اور متعلّم:

جبریل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں انسانی شکل کے اندر لوگوں کے درمیان بطور سائل اور متعلّم آئے۔ جس سے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت شان واضح ہوتی ہے کہ لوگوں کے سامنے بطور معلم ومفتی دینی امور پر بات کرنے کا اختیار فقط محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے۔لہٰذا پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں دینی امور میں جب جبریل علیہ السلام کو رائے دینے کا اختیار وحق نہیں تو احادیث رسول کی موجودگی میں کسی امام و پیر، فقیر، ولی ومفتی کا قول یا فتویٰ نہیں چل سکتا۔ یہی منہج اہل حدیث اور دعوت وفکر اہل حدیث ہے۔ ؏

منزل ملی، مراد ملی، مدعا ملا
سب کچھ ملا، مجھ کو تیرا صلی اللہ علیہ وسلم نقش پا ملا

(6) دین کتاب وسنت کا نام ہے:

دین اسلام قرآن و حدیث کا مجموعہ ہے۔ اور یہ دونوں وحی الٰہی ہیں۔ علمائے امت نے وحی کی دوقسمیں وحی

متلو (قرآن) جس کی تلاوت کی جاتی ہے۔ اور وحی غیر متلو (سنت) جس کی تلاوت نہیں کی جاتی بیان کی ہیں۔ تنہا قرآن مجید امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی راہنمائی اور لوگوں کی دینی ضروریات پوری نہیں کرسکتا، اسی لیے اللہ رب العزت نے ہادیٔ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کو عملی نمونہ کی حیثیت سے دنیا میں بھیجا فرمایا:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ﴾ (الاحزاب: 21)

''تحقیق تمہارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں ایک عمدہ نمونہ ہے اس کے لیے جو اللہ اور آخرت کے دن کی امید رکھتا ہے اور اللہ کو بہت زیادہ یاد کرتا ہے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اقوال، افعال، احوال میں، اپنی امت مرحومہ کے لیے بہترین نمونہ ہیں۔ امت کو اپنی انفرادی و اجتماعی زندگی کے معاملات آپ کی ہدایت کی روشنی میں مرتب کرنا ہوں گے اور آپ کی اتباع و اطاعت ظاہراً و باطناً واجب ہے۔ رسول برحق کی اتباع کے بغیر نہ بندہ مسلمان ہے اور نہ ہی محبت الٰہی کا حق دار قرار دیا جا سکتا ہے۔ لہٰذا ہر مسلمان کے لیے احادیث کو حرز جان بنانا لازم ہے۔ یہی دین، یہی ایمان اور یہی اسلام ہے۔ ؏

اصل دیں آمد کلام اللہ معظم داشتن

پس حدیث مصطفیٰ برجاں مسلم داشتن

[73]...... حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَى قَالَ: أَنْبَأَنَا مُبَارَكُ بْنُ حَسَّانَ، عَنْ نَافِعٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ عُمَرَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ اللّٰهَ يَقُولُ: يَا ابْنَ آدَمَ، اثْنَتَانِ لَمْ يَكُنْ لَكَ وَاحِدَةٌ مِنْهُمَا: جَعَلْتُ لَكَ نَصِيبًا مِنْ مَالِكَ حِينَ أَخَذْتَ بِكَظْمِكَ لِأُطَهِّرَكَ بِهِ وَأُزَكِّيَكَ، وَصَلَاةُ عِبَادِي عَلَيْكَ بَعْدَ انْقِضَاءِ الْأَجَلِ.

تخریج الحدیث سنن ابن ماجه، الوصايا، باب الوصية بالثلث، رقم الحديث: 2710، سنن دارقطنى: 5/ 262، رقم الحديث: 4287، المعجم الاوسط للطبرانى: 7/ 149، رقم الحديث: 7124، محدث البانی نے اسے کہا کہ اس کی سند میں مبارک بن حسان ''لین الحدیث'' ضعیف راوی ہے۔ السلسلة الضعيفة للألبانى: 9/ 43، رقم الحديث: 4042.

ترجمة الحدیث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اے آدم کے بیٹے! دو چیزیں (جو میں نے تجھے دیں) ان میں سے ایک بھی تیرے اختیار میں نہ تھی۔ میں نے تیرے مال میں اس وقت تیرے حصہ کا تجھے اختیار دیا۔ جب تیری سانس بند کرتا ہوں تاکہ تجھے اس کے

ذریعے پاک صاف کروں اور (دوسری چیز) میرے بندوں کا تیری زندگی کے ختم ہوجانے کے بعد تجھ پر نماز جنازہ ادا کرنا ہے۔''

شرح الحدیث

(1):...... وصیت کی مشروعیت اس کا حکم اوراس سے متعلقہ مسائل کے لیے دیکھئے فوائد حدیث نمبر 56۔

(2) نماز جنازہ کی فضیلت:

نماز جنازہ فرض کفایہ ہے اور یہ ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق ہے۔ جنازہ کی نماز میں تمام اہل علاقہ پر شرکت لازم وضروری نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ جنازوں میں شرکت فرماتے اور بسا اوقات صحابہ کرام آپ علیہ السلام کو اطلاع دیئے بغیر نماز جنازہ پڑھ کر میت کو دفنا دیتے تھے۔ البتہ نماز جنازہ میں شرکت کی فضیلت بیان ہوئی تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ شریک ہوکر میت کے لیے استغفار کریں۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ شَهِدَ الْجَنَازَةَ حَتَّى يُصَلِّيَ فَلَهُ قِيرَاطٌ وَمَنْ شَهِدَ حَتَّى تُدْفَنَ كَانَ لَهُ قِيرَاطَانِ قِيلَ وَمَا الْقِيرَاطَانِ قَالَ مِثْلُ الْجَبَلَيْنِ الْعَظِيمَيْنِ)) [1]

''جو شخص کسی جنازہ میں حاضر ہوا حتی کہ میت پر نماز جنازہ پڑھ لی گئی تو اس کے لیے ایک قیراط اجر ہے اور جو اتنی دیر حاضر رہا حتی کہ میت کو دفن کر دیا گیا تو اس کے لیے دو قیراط ہیں۔ پوچھا گیا کہ دو قیراط کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''دو بڑے پہاڑوں کی مانند ہیں۔''

(3) جنازہ پر کثرت تعداد کی فضیلت:

نماز جنازہ پڑھنے والوں کی تعداد جتنی زیادہ ہو میت کے لیے اتنا ہی زیادہ فائدہ ہے۔ البتہ نماز جنازہ پڑھنے والے مؤمن موحد، شرک سے بیزار کتاب وسنت کے پیروکار ہونے چاہییں۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((مَا مِنْ مَيِّتٍ يُصَلِّي عَلَيْهِ أُمَّةٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يَبْلُغُونَ مِائَةً كُلُّهُمْ يَشْفَعُونَ لَهُ إِلَّا شُفِّعُوْا فِيهِ.)) [2]

---

[1] صحيح بخاری، الجنائز، باب من انتظر حتى تدفن: 1325، صحيح مسلم، الجنائز، باب فضل الصلاة على الجنازة واتباعها: 945.

[2] صحيح مسلم، الجنائز، باب من صلى عليه مائة شفعوا فيه: 947.

''جس مسلمان میت کی نماز جنازہ مسلمانوں کی اتنی بڑی جماعت پڑھے کہ ان کی تعداد سو تک پہنچ جائے اور سب اس (میت) کے لیے سفارش کریں تو ان کی شفاعت قبول کر لی جاتی ہے۔''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ يَمُوتُ فَيَقُومُ عَلٰى جَنَازَتِهِ أَرْبَعُونَ رَجُلًا لَا يُشْرِكُونَ بِاللّٰهِ شَيْئًا إِلَّا شَفَّعَهُمُ اللّٰهُ فِيهِ)) [1]

''کوئی مسلمان فوت ہو جاتا ہے پھر اس کی نماز جنازہ چالیس اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرانے والے افراد ادا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس سے متعلق ان کی شفاعت کو قبول کرتا ہے۔''

(4):......عورتوں کے نماز جنازہ میں شرکت سے متعلق دیکھئے فوائد حدیث نمبر 20۔

[74]...... حَـدَّثَـنَـا أَبُـو أُمَيَّةَ حَـدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ، حَدَّثَنَا أَبُو عَقِيلٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ سَـالِمٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَـحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَـوْمِ الْآخِـرِ، وَتُـؤْمِـنُ بِـاللّٰهِ وَرَسُولِهِ أَنْ تُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ إِلَّا أَنْ يَكُونَ زَوْجٌ))

تخریج الحدیث مسند البزار: 12/ 181، رقم الحديث: 5827، صحيح بخاری، ا لجنائز، باب احداد المرأة على غير زوجها، رقم الحديث: 1280، 1281، 1282، صحيح مسلم، الطلاق، باب وجوب الاحداد فی عدة الوفاة ...... الخ، رقم الحديث: 1486، عن زينب بنت ام سلمة.

ترجمة الحدیث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کسی عورت کے لیے جائز نہیں جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو کہ میت پر تین دن سے زیادہ سوگ منائے الا کہ اس کا خاوند ہو۔''

شرح الحدیث

(1) دکھ تکلیف من جانب اللہ ہے:

اس پر صبر باعث اجر وثواب ہے۔ پریشانی کے ساتھ غیر شرعی کام مؤمن کے شایان شان نہیں، دیکھئے فوائد حدیث نمبر 20۔

[1] صحيح مسلم، الجنائز، باب من صلى عليه اربعون شفعوا فيه: 948.

(2) اللہ اور آخرت پر ایمان کا تقاضا:

اللہ رب العزت پر ایمان اس کی ذات، اس کے اسماء اور صفات پر ایقان دین کی اساس ہے۔ تمام اعمال و عبادات کی بنیاد اور ان کی قبولیت اسی ایمان باللہ سے مشروط ہے۔ اللہ پر ایمان کو افضل العمل شمار کیا گیا۔ ایمان باللہ سب سے قیمتی خزانہ ہے۔ جو اس سے محروم ہے اس سے بڑا فقیر کوئی نہیں۔ ایمان باللہ میں استحکام پیدا کرنے کے لیے اللہ کے اوامر کو بجالانا اور منہیات سے رک جانا لازم ہے۔

ارکان ایمان میں سے آخرت کے دن پر ایمان لانا بھی ہے۔ ایمان بالآخرت سے مراد اللہ اور اس کے رسول کی آخرت سے متعلق دی گئی اخبار، حشر، حساب، صراط، میزان، جنت وجہنم وغیرہ پر ایمان رکھنا ہے۔

ایمان باللہ اور ایمان بالیوم الآخر دونوں اہم ترین ارکان ایمان ہیں دیگر ارکان کا مدار وانحصار انہیں پر ہے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں متعدد آیات میں ایمان باللہ اور ایمان بالیوم الآخر کا اکٹھا تذکرہ کیا، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ذٰلِكُمْ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ﴾ (الطلاق : 2)

''یہ وہ (حکم) ہے جس سے اس شخص کو نصیحت کی جاتی ہے، جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے۔''

اسی طرح ایک مقام پر فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ﴾ (النساء : 59)

''اگر تم کسی چیز میں اختلاف کرو تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دو۔ اگر تم اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو۔''

رسول اللہ ﷺ کی زندگی کو اسوۂ کامل قرار دیا تو فرمایا:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ۝ؕ﴾

(الاحزاب : 21)

''یقیناً تمہارے لیے اللہ کے رسول میں ہمیشہ سے اچھا نمونہ ہے۔ اس کے لیے جو اللہ اور آخرت کے دن کی امید رکھتا ہے اور اللہ کو بہت زیادہ یاد کرتا ہے۔''

(3) سوگ اور بیوہ کی عدت:

سوگ ترک زینت کا نام ہے جس کا تعلق عورتوں کے ساتھ ہے۔ شریعت نے عورتوں کے لیے عام رشتہ داروں کی وفات پر تین دن جبکہ خاوند کی وفات پر چار ماہ دس دن سوگ کا تعین کیا، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا﴾

(البقرہ : 234)

''اور تم میں سے جو لوگ وفات پا جائیں اور پیچھے بیویاں چھوڑ جائیں تو وہ بیویاں چار ماہ دس دن اپنے آپ کو انتظار میں رکھیں۔''

اگر بیوہ مطلقہ ہو تو اس کی عدت وضع حمل ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ (الطلاق : 4)

''اور حمل والی عورتوں کی عدت وضع حمل ہے۔''

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سبیعہ اسلمیہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ان کے خاوند کے قتل ہو جانے کے چالیس دن بعد بچہ پیدا ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نکاح کی اجازت دے دی تھی۔ [1]

[75]...... حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ قَالَ: أَنْبَأَنَا ابْنُ أَبِى زُوَّادٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَتْ تَلْبِيَةُ النَّبِيِّ ﷺ: ((لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ)).

تخریج الحدیث صحیح بخاری، الحج، باب التلبیة، رقم الحدیث: 1549، صحیح مسلم، الحج، باب التلبیة وصفتها ووقتها، رقم الحدیث: 1184.

ترجمة الحدیث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تلبیہ یہ تھا: میں حاضر ہوں، اے اللہ میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں، تمام تعریفات اور نعمتیں تیرے ہی لیے ہیں اور بادشاہی بھی تیرے لیے ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں ہے۔

شرح الحدیث

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تلبیہ:

تلبیہ حج وعمرہ کے عظیم مظاہر میں سے ہے جو سنت رسول اور نیکی کا عمل ہے حج وعمرہ کے موقع پر تلبیہ پکار کر

[1] صحیح بخاری، التفسیر، باب واولات الاحمال اجلهن......الخ، رقم: 4909.

بیت اللہ میں حاضری دینے والا شخص عملاً اس بات کا اظہار کرتا ہے کہ اے اللہ میں تیری عبادت پر قائم ہوں تیرے توفیق دینے اور تیرے بلانے پر تیرے گھر آ گیا ہوں۔

تلبیہ کے مختلف الفاظ رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہیں۔ ان میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں کمی وبیشی کی، آپ نے منع نہیں کیا، لہٰذا کوئی سے بھی ماثور ومسنون الفاظ اختیار کیے جا سکتے ہیں۔ مختصر ترین تلبیہ کے الفاظ جو رسول اللہ ﷺ سے مروی ہیں وہ "لَبَّيْكَ إِلٰهَ الْحَقِّ" ہیں۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ کے تلبیہ کے الفاظ میں سے "لَبَّيْكَ إِلٰهَ الْحَقِّ" "اے برحق معبود! میں حاضر ہوں۔" تھے۔ [1]

لہٰذا آدمی اگر کسی وجہ سے لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ......الخ کے الفاظ یاد نہ کر سکے تو اس کو اس مختصر سے تلبیہ کو یاد کر لینا چاہیے۔

[76]...... وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اللَّيْلُ مَثْنَى مَثْنَى، فَإِذَا خَشِيتَ الصُّبْحَ فَوَاحِدَةٌ تُوتِرُ مَا قَبْلَهَا)).

تخریج الحدیث تخریج کے لیے دیکھئے حدیث نمبر: 62، 65.

ترجمۃ الحدیث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رات کی نماز دو دو رکعتیں ہے۔ جب تو صبح کے طلوع ہونے کا خدشہ محسوس کرے تو ایک رکعت (وتر) پڑھ لے تاکہ جو تو نے پہلے پڑھی ہے اس کو طاق بنا دے۔

شرح الحدیث دیکھئے فوائد حدیث نمبر 5، 62، 65۔

[77]...... وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ فَصُّ خَاتَمِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي كَفِّهِ

تخریج الحدیث صحیح بخاری، اللباس، باب خواتیم الذهب، رقم الحدیث: 5865، صحیح مسلم، اللباس والزینة، باب تحریم خاتم الذهب علی الرجال، رقم الحدیث: 2091.

ترجمۃ الحدیث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ کی انگوٹھی کا نگینہ ہتھیلی کی جانب تھا۔

---

[1] سنن نسائی، مناسك حج، باب كيف التلبية: 2752، سنن ابن ماجه: المناسك، باب التلبية: 2920، وقال الالبانی صحیح.

شرح الحدیث دیکھئے فوائد حدیث نمبر 66۔

[78]...... حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنْ مُغِيرَةَ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ فَلَبِسَهُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، فَفَشَتِ الْخَوَاتِيمُ عَلَى أَصْحَابِهِ، فَرَمَى بِهِ وَاتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ وَنَقَشَ فِيهِ (مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ)، فَكَانَ فِي يَدِهِ حَتَّى مَاتَ، ثُمَّ كَانَ فِي يَدِ أَبِي بَكْرٍ حَتَّى مَاتَ، وَفِي يَدِ عُمَرَ حَتَّى مَاتَ، وَفِي يَدِ عُثْمَانَ سِتَّ سِنِينَ، فَلَمَّا ذَكَرَ كَلِمَةً دَفَعَهُ إِلَى رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَسَقَطَ فِي بِئْرٍ فَالْتُمِسَ فَلَمْ يُوجَدْ، فَاتَّخَذَ خَاتَمًا مِثْلَهُ وَنَقَشَ عَلَيْهِ (مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ).

تخریج الحدیث سنن نسائی، الزينة، باب نزع الخاتم عند دخول الخلاء، رقم الحديث: 5217، صحيح بخارى، رقم الحديث: 5866، صحيح مسلم، رقم الحديث: 2091.

ترجمة الحدیث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے سونے کی انگوٹھی بنوائی اور اسے تین دن پہنا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی انگوٹھیاں بنوا کر پہن لیں۔ آپ نے اس کو اتار دیا اور چاندی کی انگوٹھی بنوا لی اور اس میں ''محمد رسول اللہ'' کندہ کروایا۔ یہ انگوٹھی آپ کے ہاتھ میں رہی حتی کہ آپ فوت ہو گئے۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس رہی حتی کہ وہ وفات پا گئے۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ کے پاس رہی حتی کہ وہ وفات پا گئے۔ پھر عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس چھے سال رہی۔ پھر انہوں نے ایک انصاری آدمی کو دی تھی حتی کہ وہ (اُریس) کنویں میں گر گئی۔ اسے تلاش کیا گیا لیکن نہ ملی تو عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کی طرح کی انگوٹھی بنوائی اور اس میں ''محمد رسول اللہ ﷺ'' کندہ کروایا۔''

شرح الحدیث دیکھئے فوائد حدیث نمبر 66۔

[79]...... حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْفٍ، وَكَثِيرُ بْنُ هِشَامٍ، عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ صَبِيحٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا، إِلَّا أَنْ يَكُونَا اشْتَرَطَا الْخِيَارَ)).

تخریج الحدیث صحيح بخارى، البيوع، باب كم يجوز الخيار، رقم الحديث: 2107، صحيح مسلم، البيوع، باب ثبوت خيار المجلس للمتبايعين، رقم الحديث: 1531.

ترجمة الحدیث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو لین دین کرنے

والوں کو (بیع فسخ کا) اختیار ہے۔ جب تک وہ علیحدہ علیحدہ نہ ہوں الا یہ کہ وہ دونوں اختیار کی شرط لگا لیں۔

شرح الحدیث

(1) بیع میں اختیار:

دین اسلام میں لین دین کے معاشی معاملات کو تفصیل سے بیان کیا گیا۔ اسلام نے ایسے اصول وضوابط دیئے جن سے خریدار اور دکاندار دونوں کو تحفظ ملا، باہمی تجارت خسارہ سے نکلی اور لوگ تھوڑے عرصہ میں خوشحال ہو گئے۔ اگر آج بھی مسلمان اسلامی اصول تجارت اپنالیں تو خود مختار ہو جائیں۔

اسلامی معیشت کے سنہری اصولوں میں سے ایک بیع میں اختیار کا ہے کہ خریدار اور مالک کو کسی بھی چیز کا ریٹ یا بھاؤ طے کرتے وقت ایک دوسرے سے جدا ہونے سے قبل سودا پکا کرنے اور فسخ کرنے کا اختیار ہے اور اگر بائع ومشتری اس اختیار کی مہلت بڑھانا چاہیں تو مشروط اضافہ بھی کر سکتے ہیں۔ مثلاً خریدار دکاندار سے خریدتے وقت یہ عرض کرے کہ اگر چیز پسند آ گئی تو رکھ لیں گے ورنہ دو تین دن میں واپس کر کے اپنے پیسے لے جائیں گے یا اسی طرح دکاندار کہہ دے کہ دو تین دن چیز دیکھ لیں اگر پسند آئے تو رکھ لیں گے ورنہ واپس کر دیں تو یہ بیع خیار شرعاً جائز ہے۔ بیع خیار میں باہمی رضامندی کے ساتھ کم یا زیادہ مدت طے کی جا سکتی ہے۔

جدا ہونے سے مراد بائع ومشتری میں سے کسی کا بھی سودے والی جگہ سے جسمانی طور پر علیحدہ ہونا ہے۔ جیسا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے عمل سے اس حدیث کی وضاحت ہوتی ہے۔ چنانچہ نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب کسی سے بیع پختہ کرنا چاہیے تو سودے کی جگہ سے اٹھ کر تھوڑا سا چلتے پھر واپس آ جاتے (تا کہ سودا پکا ہو جائے)۔ [1]

[80]...... حَـدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ حَدَّثَنَا مَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ حَنْظَلَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ مِنَ الْفِطْرَةِ قَصَّ الشَّارِبِ وَحَلْقَ الْعَانَةِ)).

تخريج الحديث صحيح بخارى، اللباس، باب تقليم الأظفار، رقم الحديث: 5890.

ترجمة الحديث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مونچھوں کا کٹوانا اور زیر ناف بال مونڈنا (امور) فطرت سے ہے۔''

[1] صحيح مسلم، البيوع، باب ثبوت خيار المجلس للمتبايعين: 1531

شرح الحدیث

امور فطرت:

اس سے مراد وہ خصائل ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو پیدا کیا اور تمام شریعتوں کا اس اعتبار سے ان پر اتفاق رہا کہ آدمی کی تکمیل ان سے وابستہ رہنے میں ہے۔ان کو اپنا کر آدمی خوبصورت اچھی ہیئت وشکل والا بن جاتا ہے۔

علامہ وحید الزماں رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''کرمانی نے کہا: یعنی یہ باتیں قدیم سنت ہیں جن پر اگلے پیغمبر چلتے رہے اور تمام شریعتیں ان پر متفق ہیں۔گویا وہ فطری اور خلقی باتیں ہوگئی ہیں۔'' ❶

احادیث میں دس امور فطرت کا بیان ہے جن میں سے مسواک کرنا، مونچھوں کو کتروانا، داڑھی کو بڑھانا، زیر ناف بال مونڈنا، بغلوں کے بال اکھیڑنا، ناخنوں کو کاٹنا، ناک میں پانی چڑھانا، ہاتھوں کی انگلیوں کو دھونا، کلی کرنا اور استنجاء کرنا ہیں۔

(2) مونچھوں کو کاٹنا:

شریعت اسلامیہ میں مونچھوں کو کاٹنے کا حکم دیا گیا مونچھیں کاٹنے اور خوب پست کرنے سے خوبصورتی اور نظافت پیدا ہوتی ہے۔کفار ومشرکین کی مخالفت بھی ہوتی ہے۔جس کا ہمیں تاکید کے ساتھ حکم دیا گیا ہے۔ فی زمانہ لوگ داڑھیوں کو مونڈتے اور مونچھیں رکھتے ہیں۔ اسی طرح بہت سارے داڑھی اور مونچھ دونوں کو مونڈ دیتے ہیں۔ یہ دونوں کام درست نہیں، داڑھی کو رکھنا مرد کا حسن و جمال ہے اور اس سے مردانگی ظاہر ہوتی ہے۔ جبکہ کلین شیو آدمی نسوانی علامات سے آراستہ شریعت کی تعلیمات سے بہت دور ہوتا ہے ؎

تھا جو ناخوب بتدریج وہی خوب ہوا
کہ غلامی میں بدل جاتا ہے قوموں کا ضمیر

(اقبال)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ وَفِّرُوا اللِّحَى وَأَحْفُوا الشَّوَارِبَ)) ❷

---

❶ لغات الحديث : 3/ 440 .

❷ صحيح بخاری، اللباس، باب تقليم الأظفار : 5892، صحيح مسلم، الطهارة، باب خصال الفطرة : 259 .

''مشرکوں کی مخالفت کرو، داڑھیوں کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو کتراؤ۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((جُزُّوا الشَّوَارِبَ وَأَرْخُوا اللُّحٰى خَالِفُوا الْمَجُوسَ)) ❶

''مونچھوں کو کتراؤ اور داڑھیوں کو بڑھاؤ اور مجوسیوں کی مخالفت کرو۔''

(3) زیر ناف بال مونڈنا:

زیر ناف بالوں کا اگ آنا بلوغت کی علامات میں سے ہے۔لڑکوں یا لڑکیوں کے یہ بال بلوغت کے بعد اگتے ہیں۔ان بالوں کو مونڈنا مسنون ہے۔اس کا مقصد نجاست سے صفائی اور پاکیزگی ہے۔ کیونکہ ان بالوں کے بڑھ جانے سے گندگی اور میل کچیل کا جمع ہو جانا ممکن ہے۔ لہٰذا ان کی تھوڑے عرصہ بعد صفائی کرتے رہنے سے انسان صاف ستھرا رہتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بال مونڈنے کے سلسلہ میں وقت کا تعین کیا، چنانچہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((وُقِّتَ لَنَا فِي قَصِّ الشَّارِبِ وَتَقْلِيمِ الْأَظْفَارِ وَنَتْفِ الْإِبِطِ وَحَلْقِ الْعَانَةِ أَنْ لَّا نَتْرُكَ أَكْثَرَ مِنْ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً)) ❷

''ہمارے لیے مونچھیں کاٹنے، ناخن تراشنے، بغل کے بال اکھیڑنے اور زیر ناف بال مونڈنے کے لیے وقت مقرر کیا گیا کہ ہم چالیس دن سے زیادہ نہ چھوڑیں۔''

[81]...... حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: بَلَغَنِي عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَنْحَرُ يَوْمَ الْأَضْحَى بِالْمَدِينَةِ، وَكَانَ إِذَا لَمْ يَنْحَرْ يَذْبَحُ

تخریج الحدیث صحیح بخاری، العیدین، باب النحر والذبح یوم النحر بالمصلی، رقم الحدیث: 982، 5552، سنن نسائی، الضحایا، باب ذبح الامام اضحیته بالمصلی، رقم الحدیث: 4367.

ترجمة الحديث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الاضحیٰ کے دن مدینہ میں (اونٹ) نحر کرتے اور جب (اونٹ) نحر نہ کرتے تو (بھیڑ، بکری) ذبح کرتے تھے۔

---

❶ صحيح مسلم، الطهارة، باب خصال الفطرة : 260.

❷ صحيح مسلم، الطهارة، خصال الفطرة : 258.

شرح الحديث

(1) نحر اور ذبح میں فرق:

نحر کے معنی اونٹ کے حلقوم میں چھری یا نیزہ مار کر اسے قربان کرنا ہے جبکہ دوسرے جانوروں کو زمین پر لٹا کر ان کے گلوں پر چھری پھیرنے کو ذبح کرنا کہتے ہیں۔

(2) قربانی کی اہمیت ومشروعیت:

قربانی ایک مشروع عمل ہے۔ سنت ابراہیم علیہ السلام اور سلام کا شعار ہے جس سے اللہ رب العزت کا تقرب حاصل ہوتا ہے۔ ملت اسلامیہ تو اتر کے ساتھ اس پر عمل پیرا ہے۔ عہد نبوت سے آج تک ہر مسلم معاشرے میں اس پر عمل ہوتا آ رہا ہے اور یہ قیامت تک اسی طرح رہے گا اور یہ ہر سال ہر گھر والوں خصوصاً اصحاب استطاعت پر قربانی ضروری ہے۔

اللہ رب العزت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا اور فرمایا:

﴿ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝ ﴾ (الکوثر : 2)

''اور اپنے رب کے لیے نماز پڑھ اور قربانی کر۔''

عطاء بن یسار رحمہ اللہ نے سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا:

((كَيْفَ كَانَتْ الضَّحَايَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ .))

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں تم قربانیاں کس طرح کرتے تھے؟''

تو انہوں نے جواب دیا:

((كَانَ الرَّجُلُ يُضَحِّي بِالشَّاةِ عَنْهُ وَعَنْ أَهْلِ بَيْتِهِ)) ❶

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں آدمی اپنے اور اپنے گھر والوں کی طرف سے ایک قربانی دیا کرتا تھا۔''

مخنف بن سلیم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میدان عرفات میں تھے کہ آپ نے ارشاد فرمایا:

((يَا أَيُّهَا النَّاسُ عَلَى كُلِّ أَهْلِ بَيْتٍ فِي كُلِّ عَامٍ أُضْحِيَةٌ)) ❷

---

❶ سنن ترمذی، الاضاحی، باب ما جاء ان الشاة الواحدة ...... الخ : 1505، سنن ابن ماجه، الاضاحی، باب من ضحی بشاة عن اهله : 3147، محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ سنن ترمذی، الاضاحی، بابٌ : 1518، سنن ابی داؤد، الضحایا، باب ما جاء فی ایجاب الأضاحی : 2788، سنن نسائی : 4224، سنن ابن ماجه : 3125، محدث البانی نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

''اے لوگو! ہر گھر والوں پر ہر سال ایک قربانی ہے۔''

(3) ایک جانور میں شراکت:

عہد نبوی میں اونٹ، گائے، بھیڑ، بکری کی جنس سے قربانی دی جاتی تھی۔ اگر کسی میں قربانی کے لیے علیحدہ مستقل ایک جانور خریدنے کی طاقت نہ ہو تو ایک گائے کو سات آدمی اور اونٹ کو دس آدمی مل کر خرید لیں تو وہ ان کی طرف سے اور ان کے تمام گھر والوں کی طرف سے کفایت کر جائیں گے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں، ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے کہ عید الاضحیٰ آگئی، تو ہم ایک گائے میں سات آدمی اور ایک اونٹ میں دس آدمی شریک ہوئے تھے۔ [1]

[82]...... حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي نَافِعٌ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَجُلًا نَادَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ: مَاذَا يَتْرُكُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ؟ قَالَ: ((لَا يَلْبَسُ الْقَمِيصَ، وَلَا الْعِمَامَةَ، وَلَا الْبُرْنُسَ، وَلَا السَّرَاوِيلَ، وَلَا الْخُفَّيْنِ، إِلَّا أَنْ لَا يَجِدَ نَعْلَيْنِ، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْهُمَا وَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ، وَلَا ثَوْبَ مَسَّهُ الزَّعْفَرَانُ أَوِ الْوَرْسُ)).

تخریج الحدیث صحیح بخاری، العلم، باب من اجاب السائل باكثر مما سأله، رقم الحديث: 134، صحيح مسلم، الحج، باب ما يباح للمحرم بحج أو عمرة لبسه ...... الخ، رقم الحديث: 1177.

ترجمة الحدیث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں آواز دی اور دریافت کیا، محرم کون سے کپڑے نہ پہنے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''محرم قمیص، پگڑی، ٹوپی اور شلوار نہ پہنے اور نہ ہی موزے پہنے الا یہ کہ جوتے میسر نہ ہوں۔ اگر جوتے نہ ہوں تو موزے پہن لے اور ان کو ٹخنوں سے نیچے تک کاٹ دے اور نہ ایسا لباس استعمال کرے جس کو زعفران یا ورس (خوشبو) لگی ہو۔''

شرح الحدیث دیکھئے فوائد حدیث نمبر 68۔ 47۔

[83]...... حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ الْهَيْثَمِ، حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي نَافِعٌ، أَنَّ

[1] سنن ترمذی، الاضاحی، باب ما جاء في الاشتراك في الاضحية: 1501، سنن نسائی، الضحايا، باب ما تجزئ عنه البدنة في الضحايا: 4392، محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ابْـنَ عُـمَرَ ، كَانَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَـأْكُلُ أَحَدُكُمْ مِنْ أُضْحِيَّتِهِ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ)) ، فَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ إِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ مِنَ الْيَوْمِ الثَّالِثِ لَا يَأْكُلُ مِنْ لَحْمِ هَدْيِهِ

تخریج الحدیث صحيح مسلم ، الاضحاحی ، باب بيان ما كان من النهى عن أكل ...... الخ ، رقم الحديث : 1970 .

ترجمة الحديث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی بھی قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ نہ کھائے۔''

جب تیسرے دن کا سورج غروب ہوجاتا تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اپنی قربانی کا گوشت نہیں کھاتے تھے۔

شرح الحديث

(1):......قربانی کی مشروعیت واہمیت کے لیے دیکھئے فوائد حدیث نمبر 81۔

(2) قربانی کے گوشت کی تقسیم:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا فَكُلُوا مِنْهَا وَ أَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَ الْمُعْتَرَّ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝﴾ (الحج : 36)

''اور جب ان کے پہلوگر پڑیں تو ان سے کھاؤ اور قناعت کرنے والوں کو کھلاؤ اور مانگنے والے کو بھی، اسی طرح ہم نے انہیں تمہارے لیے مسخر کر دیا تاکہ تم شکر کرو۔''

آیت بالا کی تفسیر میں مفسرین لکھتے ہیں: قربانی کے جانور کی جان پوری طرح نکلنے کے بعد جتنی جلدی ہو سکے، اس کا گوشت کھانے اور کھلانے کا اہتمام کرنا چاہیے۔ کیونکہ قربانی کے گوشت ہی سے ناشتہ کرنا مستحب ہے۔ معلوم ہوا قربانیوں کا گوشت خود بھی کھانا چاہیے، دوست احباب، خویش و اقارب اور ان مساکین کو بھی کھلانا چاہیے جو سوال نہیں کرتے اور ان فقراء ومساکین کو بھی جو سوال کے لیے آجاتے ہیں۔ گویا قربانی کے گوشت کے تین حصے کیے جا سکتے ہیں اور ضروری نہیں کہ تینوں برابر ہوں۔ [1]

[84]...... حَـدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ قَالَ: أَنْبَأَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: خَمْسٌ يَقْتُلُهُنَّ الْمُحْرِمُ: الْفَأْرَةُ ، وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ ، وَالْحِدَأَةُ ،

[1] تفسير القرآن : 2/ 822 .

وَالْغُرَابُ، وَالْعَقْرَبُ.

تخريج الحديث صحيح بخارى، جزاء الصيد، باب ما يقتل المحرم من الدواب، رقم الحديث: 1826، صحيح مسلم، الحج، باب ما يندب للمحرم وغيره قتله من الدواب فى الحل والحرم، رقم الحديث: 1199.

ترجمة الحديث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پانچ جانوروں کو محرم مارسکتا ہے۔ چوہیا، کاٹنے والا کتا، چیل، کوا اور بچھو۔''

شرح الحديث دیکھئے فوائد حدیث نمبر 33۔

[85]...... حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ حَدَّثَنَا أَبُو شَرِيكٍ مَعْقِلُ بْنُ مَالِكٍ، حَدَّثَنَا عُقْبَةُ الْأَصَمُّ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ، حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا أَعْجَلَهُ السَّيْرُ أَخَّرَ الْمَغْرِبَ حَتَّى يَجْمَعَ بَيْنَهُمَا وَبَيْنَ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ، وَقَدْ فَعَلَهُ ابْنُ عُمَرَ وَأَنَا مَعَهُ.

تخريج الحديث صحيح بخارى، التقصير، باب تصلى المغرب ثلاثاً فى السفر، رقم الحديث: 1091، عن سالم عن ابيه، صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب جواز الجمع بين الصلاتين فى السفر، رقم الحديث: 703.

ترجمة الحديث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب جلدی سفر پر روانہ ہونا ہوتا تو مغرب کو مؤخر کرتے اور مغرب اور عشاء کو جمع کر لیتے۔ نافع رحمہ اللہ کہتے ہیں، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح کیا جبکہ میں ان کے ساتھ تھا۔

شرح الحديث دیکھئے فوائد حدیث نمبر 3، 60۔

[86]...... حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ يَعْنِي ابْنَ شُقَيْرٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ، حَدَّثَنَا نَافِعٌ، حَدَّثَنَا ابْنُ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((بَيْنَمَا ثَلَاثَةٌ يَمْشُونَ إِذْ أَخَذَتْهُمُ السَّمَاءُ فَأَوَوْا إِلَى غَارٍ فِي جَبَلٍ فَوَقَعَتْ عَلَيْهِمْ صَخْرَةٌ)) وَذَكَرَ الْحَدِيثَ بِطُولِهِ.

تخريج الحديث صحيح بخارى، البيوع، باب اذا اشترىٰ شيئًا لغيره بغير اذنه فرضى، رقم الحديث: 2215، صحيح مسلم، الذكر والدعاء، باب قصة اصحاب الغار الثلاثة والتوسل بصالح الأعمال، رقم الحديث: 2743.

ترجمة الحديث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین افراد جا رہے تھے کہ آسمان کی بارش وبجلی نے ان کو گھیر لیا تو انہوں نے ایک پہاڑ کی غار میں پناہ لی کہ ایک بڑا پتھر اس (غار کے منہ) پر آ گرا۔ آگے حدیث کو تفصیل سے بیان کیا۔

شرح الحديث

(1) تین افراد تین کہانیاں:

مذکورہ روایت ایک طویل واقعہ کا ابتدائی حصہ ہے۔ مکمل حدیث یوں ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو بیان کرتے ہوئے سنا: تم سے پہلے لوگوں میں تین آدمی (ایک ساتھ کام کے لیے) چلے یہاں تک وہ رات کے وقت ایک غار کے پاس پہنچے اور وہ تینوں اس میں داخل ہو گئے۔ ایک پتھر پہاڑ سے لڑھکا اور اس نے غار کا منہ بند کر دیا تو انہوں نے کہا اس جگہ سے اب کوئی چیز رہائی نہیں دے سکتی۔ مگر یہ کہ تم اپنے اپنے نیک اعمال کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ سے دعا کرو، لہٰذا ان میں سے ایک شخص کہنے لگا: اے اللہ! میرے ماں باپ بوڑھے تھے اور میں ان سے پہلے نہ تو اپنے بچوں کو دودھ پلاتا تھا اور نہ ہی لونڈی اور غلاموں کو، ایک دن اتفاق سے مجھے دیر ہو گئی حتی کہ میں گھر آیا تو وہ سو گئے تھے۔ لہٰذا میں نے ان کے لیے شام کا دودھ دوھا، برتن ہاتھ میں لیا دیکھا تو وہ سوئے ہوئے ہیں اور مجھے یہ بات گوارا نہ تھی کہ ان سے پہلے گھر والوں اور لونڈی غلاموں کو کچھ پلاؤں، لہٰذا میں رک گیا اور پیالہ پکڑے ان کے بیدار ہونے کا انتظار کرتا رہا یہاں تک کہ صبح ہو گئی اور وہ دونوں بیدار ہوئے اور انہوں نے اپنا شام کا دودھ اس وقت پیا، اے اللہ! اگر میں نے یہ کام محض تیری رضامندی حاصل کرنے کے لیے کیا تھا تو تو اس پتھر کی وجہ سے جس حال میں ہم ہیں اس کو ہم سے دور کر دے۔ چنانچہ وہ پتھر کچھ ہٹ گیا لیکن وہ اس سے نکل نہ سکتے تھے۔

دوسرے شخص نے کہا: اے اللہ! میری چچا زاد تھی جو مجھے تمام لوگوں سے بڑھ کر محبوب تھی۔ میں نے اس سے بدکاری کی خواہش کی لیکن وہ راضی نہ ہوئی یہاں تک کہ ایک سال قحط پڑا اور وہ ضرورتمند ہوئی تو میرے پاس آئی اور میں نے اس کو ایک سو بیس اشرفیاں اس شرط پر دینے کی حامی بھری کہ مجھے اپنی ذات سے نہیں روکے گی۔ اس نے اس شرط کو منظور کر لیا حتی کہ جب مجھے اس پر مکمل قدرت حاصل ہو گئی تو وہ کہنے لگی؛ میں تیرے لیے اس فعل کو جائز نہیں سمجھتی کہ ناحق میرے کنوارے پن کو ختم کرے۔ میں نے یہ سن کر اس کے ساتھ ملاپ کو گناہ سمجھا اور اس سے علیحدہ ہو گیا تھا حالانکہ مجھے اس سے سب سے زیادہ محبت تھی اور میں نے اسے دی ہوئی اشرفیاں بھی واپس نہ

لیں، اے اللہ! اگر میں نے یہ کام فقط تیری رضا مندی حاصل کرنے کے لیے کیا ہو تو ہم سے اس مصیبت کو دور کر دے، چنانچہ وہ پتھر کچھ مزید ہٹ گیا لیکن ابھی بھی وہ اس سے نہیں نکل سکتے تھے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیسرے شخص نے کہا: اے اللہ! میں نے کچھ لوگوں کو مزدوری پر لگایا تھا اور ان کو ان کی مزدوری بھی دی لیکن ایک شخص اپنی مزدوی لیے بغیر چلا گیا، میں نے اس کی مزدوری سے تجارت کی، یہاں تک کہ اس سے بہت زیادہ مال حاصل ہوا، پھر وہ ایک لمبے عرصے کے بعد میرے پاس آیا اور آ کر مجھ سے مزدوری کا مطالبہ کیا تو میں نے اس سے کہا: تو یہ جس قدر اونٹ، گائے، بکری اور غلام دیکھ رہا ہے۔ یہ سب تیری مزدوری کے ہیں۔ اس نے کہا: اے اللہ کے بندے! کیا تو میرے ساتھ مذاق کرتا ہے۔ میں نے کہا میں تیرے ساتھ مذاق نہیں کرتا۔ تو اس نے وہ تمام چیزیں لے لیں اور انہیں ہانک کر لے گیا، ایک چیز بھی نہ چھوڑی، اے اللہ! اگر میں نے یہ کام محض تیری رضا مندی حاصل کرنے کے لیے کیا ہو تو جس مصیبت میں ہم ہیں، اس کو ہم سے دور کر دے، چنانچہ وہ پتھر مکمل طور پر غار سے ہٹ گیا اور وہ اس سے باہر نکل آئے۔ [1]

درج بالا حدیث کثیر فوائد پر مشتمل ہے۔ جن میں سے بعض درج بالا اختصار ذیل میں بیان کیے گئے ہیں:

i: سابقہ امتوں کے واقعات وعظ و نصیحت کے لیے بیان کیے جا سکتے ہیں۔

ii: نیک اعمال کا وسیلہ پیش کرنا جائز ہے۔

iii: مصیبت و مشکل میں دعا کرنی چاہیے۔

iv: ہر قسم کی مشکل و پریشانی اللہ رب العزت ہی دور کرتے ہیں۔

v: والدین کی خدمت عظیم عمل ہے۔ جس کے دنیا و آخرت میں کثیر فوائد ہیں۔

vi: اللہ کے خوف و ڈر سے گناہ ترک کر دینے والے کو اللہ کی رضا و خوشنودی حاصل ہوتی ہے۔

vii: لوگوں کی مجبوریوں سے ناجائز فوائد حاصل نہیں کرنے چاہییں۔

viii: مزدور سے مزدوری کروانا جائز ہے۔

ix: مزدور کی مزدوری بروقت ادا کرنا لازم ہے۔

x: کسی دوسرے کی عدم موجودگی میں اس کے مال سے تجارت وخرید وفروخت کی جا سکتی ہے۔

---

[1] صحیح بخاری، البیوع، باب اذا اشتری شیئاً لغیرہ: 2215، 2272، صحیح مسلم، الرقاق، باب قصة اصحاب الغار الثلاثة: 2743.

xi: مزدور کی مزدوری ہر حال میں کام کرنے والے کے ذمہ رہے گی اگرچہ وہ کئی برس بعد اس کا تقاضا کرنے آئے۔

xii: نیکی رائیگاں نہیں جاتی۔

xiii: عمل اخلاص وللّٰہیت سے کیا جائے تو اس کا صلہ دنیا میں بھی عطا کیا جاتا ہے۔

xiv: اللہ رب العزت سے بڑھ کر کوئی قدر دان نہیں۔

xv: نیک اعمال سے مشکلات کافور ہوتی ہیں۔

[87]...... حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ دَاوُدَ، عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ.

تخريج الحديث صحيح بخارى، الجهاد والسير، باب قتل الصبيان فى الحرب، رقم الحديث: 3014، 3015، صحيح مسلم، الجهاد، باب تحريم قتل النساء والصبيان فى الحرب، رقم الحديث: 1744.

ترجمة الحديث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے سے منع کیا۔

شرح الحديث

فتح مکہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کی شدید آرزو تھی کہ مکہ مکرمہ میں موجود اللہ کے گھر جائیں، اس کا طواف کریں، وہاں حج وعمرہ جیسی عبادات بجالیں۔ لیکن قریش کی دشمنی اور قبائل عرب کی عام مخالفت سے ایسا ممکن نہ تھا۔ صلح حدیبیہ کی بدولت مسلمانوں کے لیے عمرہ کا موقع میسر آیا پھر مشرکین مکہ کی طرف سے عہد شکنی نے فتح مکہ کی راہ کو ہموار کر دیا۔

رمضان 8ھ میں دس ہزار اسلامی فوج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سربراہی میں مکہ کی طرف روانہ ہوئی۔ قریش مکہ میں اس فوج کے مقابلہ کی تاب نہ تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کے ساتھ اس سرزمین میں فاتحانہ داخل ہوئے، جس سے انتہائی بے سروسامانی کے عالم میں محروم کیے گئے تھے۔

دوران جنگ خواتین و بچوں کا قتل:

دین اسلام میں جہاد فی سبیل کی ضرورت واہمیت اور مجاہدین فی سبیل کی فضیلت کو خوب تفصیل سے بیان کیا

گیا جہاد کا مقصد اللہ کی رضا، اس کے کلمے کی بلندی، حق کی ترویج اور باطل کی بیخ کنی ہے اور جہاد کو افضل الاعمال میں سے شمار کیا گیا ہے۔ داعی اسلام جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی مجاہدانہ زندگی سے جہاد کے اصول وضوابط اور آداب مترشح ہوتے ہیں۔ ان آداب میں سے ایک ادب مجاہدین اسلام کو یہ بھی سکھایا گیا کہ دوران جنگ خواتین، بچوں اور بوڑھوں کو قتل نہیں کرنا۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے کسی غزوے میں ایک عورت کی لاش دیکھی جسے قتل کیا گیا تھا، تو آپ نے عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے سے منع فرما دیا۔ ❶

نبی اکرم ﷺ نے جب ابن ابی الحقیق کی طرف خیبر میں صحابہ کو بھیجا تو انہیں بھی عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے سے منع کیا۔ ❷

[88]...... حَـدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ دَاوُدَ، حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَاءَ، عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ قَالَ: مِنَ السُّنَّةِ أَنْ تَأْكُلَ قَبْلَ أَنْ تُصَلِّيَ .

تخریج الحدیث تلاش بسیار کے بعد بھی یہ الفاظ حدیث نہیں مل سکے۔

ترجمۃ الحدیث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، نماز پڑھنے سے پہلے کھانا کھا لینا مسنون ہے۔

شرح الحدیث

دوران کھانا جماعت کی اقامت:

کھانے کے دوران اگر جماعت کھڑی ہو جائے تو کھانا نہیں چھوڑنا چاہیے کہ خوب اچھی طرح فارغ ہو کر پھر نماز باجماعت کی طرف آنا چاہیے جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا كَـانَ أَحَـدُكُمْ عَلَى الطَّعَامِ فَلَا يَعْجَلْ حَتَّى يَقْضِيَ حَاجَتَهُ مِنْهُ وَإِنْ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ)) ❸

''جب تم میں سے کوئی کھانے پر ہو تو جب تک اس سے اپنی ضرورت پوری نہ کر لے تو جلدی نہ کرے اگرچہ نماز کے لیے اقامت کہہ دی گئی ہو۔''

---

❶ صحیح بخاری، الجهاد والسیر، باب قتل الصبیان فی الحرب: 3014، 3015، صحیح مسلم، الجهاد، باب تحریم قتل النساء والصبیان فی الحرب: 1744.

❷ سنن الکبریٰ للبیهقی: 9/ 78، مسند الشافعی: 1734، 1735.

❸ صحیح بخاری، الاذان، باب اذا حضر الطعام واقیمت الصلاة: 674.

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا صَلٰوةَ بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ وَلَا هُوَ يُدَافِعُهُ الْأَخْبَثَانِ)) ❶

''کھانے کی موجودگی میں نماز نہیں ہوتی اور نہ ہی اس حال میں کہ آدمی پیشاب، پاخانہ روکے ہوئے ہو۔''

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کھانا کھا رہے ہوتے۔ جماعت کھڑی ہو جاتی تو کھانے سے فارغ ہو کر نماز میں شمولیت اختیار کرتے جبکہ وہ امام کی قرأت بھی سن رہے ہوتے تھے۔ ❷

[89]...... حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ، حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَشْرَبْهَا فِي الْآخِرَةِ، إِلَّا أَنْ يَتُوبَ)).

تخريج الحديث صحيح بخاری، الاشربة، باب قول الله تعالىٰ: "انما الخمر والميسر والانصاب...... الخ، رقم الحديث: 5575، صحيح مسلم، الأشربة، باب بيان أن كل مسكر خمر وأن كل خمر حرام، رقم الحديث: 2003.

ترجمة الحديث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے دنیا میں شراب پی وہ آخرت میں نہیں پی سکے گا الا یہ کہ توبہ کر لے۔''

شرح الحديث دیکھئے فوائد حدیث نمبر 42۔

[90]...... حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، أَنَّ نَافِعًا، أَخْبَرَهُ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَأْثِرُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي رَاكِبًا، كَذَلِكَ وَيُوتِرُ رَاكِبًا، وَقَدْ زَعَمَ مُوسَى، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ: إِنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ يُوتِرُ رَاكِبًا.

تخريج الحديث صحيح بخاری، التقصير، باب صلاة التطوع على الدواب وحيثما توجهت، رقم الحديث: 1095، صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب جواز صلاة النافلة على

❶ صحيح مسلم، المساجد، باب كراهة الصلاة بحضرة الطعام: 560.

❷ صحيح بخاری، الاذان، باب اذا حضر الطعام واقيمت الصلاة: 673.

الدابة فی السفر حيث توجهت ، رقم الحديث : 700 .

ترجمة الحديث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق کہا کہ آپ سواری پر نماز پڑھتے تھے۔اسی طرح وتر بھی سواری پر ادا کر لیتے تھے۔

موسیٰ بن عقبہ کا خیال ہے، نافع رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا،انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سواری پر وتر پڑھتے دیکھا۔''

شرح الحديث دیکھئے فوائد حدیث نمبر 60۔

[91]...... حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أُسَامَةُ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ ، مَا حَاشَا فَاطِمَةَ ، وَلَا غَيْرَهَا)) .

تخريج الحديث مسند احمد : 9/ 518، رقم الحديث : 5707، السنن الكبرىٰ للنسائی : 7/ 324، رقم الحديث : 8130، مسند ابی يعلى : 9/ 352، رقم الحديث : 5462، مجمع الزوائد : 9/ 282، رقم الحديث : 15543 ، علامہ ہیثمی ،شیخ حسین سلیم اور احمد شاکر نے اسے ''صحیح الإسناد'' قرار دیا ہے۔

ترجمة الحديث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''اسامہ (بن زید) مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے فاطمہ وغیرہ کے علاوہ۔

شرح الحديث

(1) اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ:

سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ بولے بیٹے تھے اور آپ کو زید رضی اللہ عنہ سے بڑی محبت تھی۔انہیں غزوہ موتہ میں سپہ سالار متعین کیا اور وہ شہید ہوئے۔سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ ان کے لخت جگر ہیں۔یہ دونوں باپ بیٹا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب افراد میں شامل ہیں۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر کو روانہ کیا تو اس کا امیر اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو بنایا، ان کے امیر بنائے جانے پر بعض لوگوں نے اعتراض کیا،تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''اگر آج تم اس کے امیر بنائے جانے پر اعتراض کر رہے ہو تو تم نے اس کے باپ کے امیر بنائے جانے پر بھی اعتراض کیا تھا اور اللہ کی قسم! وہ (زید) امارت کے مستحق تھے اور مجھے سب سے زیادہ محبوب تھے اور یہ (اسامہ) اب ان کے

بعد مجھے سب سے زیادہ عزیز ہے۔'' ❶

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

''ایسے مراتب بزور بازو حاصل نہیں ہوتے بلکہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہوتا ہے۔''

ہر مدعی کے واسطے یہ دار و رسن کہاں

فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ اَحَبَّنِی فَلْيُحِبَّ اُسَامَةَ)) ❷

''جو مجھ سے محبت کرتا ہے، وہ اسامہ سے محبت کرے۔''

فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کو پیغام نکاح دیا تو انہوں نے قبول کرلیا، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں:

((فَجَعَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيْهِ خَيْرًا وَاغْتَبَطْتُ بِهِ)) ❸

''اللہ تعالیٰ نے اس نکاح میں خیر و برکت ڈالی حتی کہ مجھ پر رشک کیا گیا۔''

سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی گواہی اور اسامہ رضی اللہ عنہ سے متعلق کلمات خیر اسامہ رضی اللہ عنہ کے حسن خلق اور انتہائی اجلے و اعلیٰ کردار کے مظہر ہیں۔

[92]...... حَـدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ، حَدَّثَنَا حَكِيمُ بْنُ نَافِعٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَـنْ نَـافِعٍ، عَـنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَـالَ: يَـدْخُـلُ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ، وَيَـدْخُـلُ أَهْلُ النَّارِ النَّارَ، فَيَقُومُ مُؤَذِّنٌ بَيْنَهُمْ فَيَقُولُ: يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ لا مَوْتَ، يَا أَهْلَ النَّارِ لَا مَوْتَ، كُلٌّ خَالِدٌ فِيمَا هُوَ فِيهِ.

تخريج الحديث صحيح بخارى، الرقاق، باب يدخل الجنة سبعون الفاً بغير حساب، رقم الحديث: 6544، صحيح مسلم، الجنة ونعيمها، باب النار يدخلها الجبارون والجنة يدخلها الضعفاء، رقم الحديث: 2850.

---

❶ صحيح بخارى، فضائل اصحاب النبى، باب مناقب زيد بن حارثه: 3730، صحيح مسلم، فضائل الصحابة، باب فضائل زيد بن حارثه و اسامه بن زيد: 2426.

❷ صحيح مسلم، الفتن، باب قصة الجساسة: 2942.

❸ سنن نسائى، النكاح، باب اذا استشارت المرأة رجلاً...... الخ: 3247.

ترجمة الحديث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اہل جنت، جنت میں اور اہل جہنم جہنم میں داخل ہو جائیں گے تو ایک اعلان کرنے والا ان کے درمیان کھڑا ہو کر کہے گا: اے اہل جنت! اب موت نہیں ہے۔ اے اہل جہنم! اب موت نہیں ہے۔ ہر کوئی جس جگہ ہے وہاں ہمیشہ رہنے والا ہے۔

شرح الحديث

(1) جنتیوں اور جہنمیوں کی زندگی دائمی ہے:

مرنے کے بعد ہر انسان کا آخری ٹھکانہ جنت یا جہنم میں سے ایک ہے۔ اللہ پر ایمان لانے والے اور بعد از ایمان نیک وصالح اعمال کرنے والوں کے لیے آخرت میں انعامات ہیں اور انہیں ہمیشہ کی نعمتوں والی اخروی زندگی حاصل ہوگی جبکہ ایمان کا انکار کرنے والے کفار ومشرکین کے لیے جہنم ہے۔ جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَاَمَّا الَّذِیْنَ شَقُوْا فَفِی النَّارِ لَهُمْ فِیْهَا زَفِیْرٌ وَّ شَهِیْقٌ ۝ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ ۝ وَ اَمَّا الَّذِیْنَ سُعِدُوْا فَفِی الْجَنَّةِ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ عَطَآءً غَیْرَ مَجْذُوْذٍ ۝ ﴾ (هود: 106-108)

”تو وہ جو بدبخت ہوئے سو وہ آگ میں ہوں گے اور ان کے لیے اس میں گدھے کی طرف آواز کھینچنا اور نکالنا ہے۔ ہمیشہ اس میں رہنے والے ہیں۔ جب تک سارے آسمان اور زمین قائم ہیں مگر جو تیرا رب چاہے۔ بے شک تیرا رب کر گزرنے والا ہے جو وہ چاہتا ہے۔ اور رہ گئے وہ جو خوش قسمت بنائے گئے تو وہ جنت میں ہوں گے، ہمیشہ اس میں رہنے والے جب تک سارے آسمان وزمین قائم ہیں۔ مگر جو تیرا رب چاہے ایسا عطیہ ہے جو قطع کیے جانے والا نہیں ہے۔“

قرآن میں متعدد آیات کے اندر اہل جنت وجہنم کا ذکر ہوا تو آخر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”هم فيها خلدون“ وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

(2) جنت وجہنم میں موت نہیں:

جس طرح جنت وجہنم ہمیشہ کے لیے ہیں اسی طرح اہل جنت وجہنم کو بھی دائمی زندگی ملے گی، نہ جنتیوں کی عیش وعشرت ختم ہوگی اور نہ ہی جہنمیوں کے عذاب ختم ہوں گے۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يُـجَآءُ بِالْمَوْتِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَاَنَّهٗ كَبْشٌ اَمْلَحُ فَيُوقَفُ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَيُقَالُ يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ هَلْ تَعْرِفُونَ هٰذَا فَيَشْرَئِبُّونَ وَيَنْظُرُونَ وَيَقُولُونَ نَعَمْ هٰذَا الْمَوْتُ قَالَ وَيُقَالُ يَا اَهْلَ النَّارِ هَلْ تَعْرِفُونَ هٰذَا قَالَ فَيَشْرَئِبُّونَ وَيَنْظُرُونَ وَيَقُولُونَ نَعَمْ هٰذَا الْمَـوْتُ قَـالَ فَيُـؤْمَرُ بِهٖ فَيُذْبَحُ قَالَ ثُمَّ يُقَالُ يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ خُلُودٌ فَـلَا مَوْتَ وَيَا اَهْلَ النَّارِ خُلُودٌ فَـلَا مَوْتَ قَالَ ثُمَّ قَرَاَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِيَ الْاَمْرُ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ وَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ وَاَشَارَ بِيَدِهٖ اِلَى الدُّنْيَا)) [1]

''موت کو ایک مینڈھے کی شکل میں قیامت کے دن لایا جائے گا اور اسے جنت وجہنم کے درمیان لا کر کھڑا کر دیا جائے گا۔ پھر اہل جنت سے پوچھا جائے گا کیا تم اس کو جانتے ہو؟ تو وہ گردنیں اٹھا کر اس کو دیکھیں گے اور کہیں گے، ہاں، یہ موت ہے۔ پھر کہا جائے گا اسے جہنمیو! کیا تم اس کو پہچانتے ہو؟ تو وہ سر اٹھائیں گے اور دیکھیں گے تو کہیں گے، ہاں، یہ موت ہے۔'' فرمایا: ''اس سے متعلق حکم ہوگا اور اسے ذبح کر دیا جائے گا۔ پھر کہا جائے گا اے جنتیو! اب (جنت میں) ہمیشہ رہنا ہے کبھی موت نہیں اور اسے جہنم والو! تمہیں بھی ہمیشہ رہنا ہے کبھی موت نہیں آئے گی۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ پڑھی اور اپنے ہاتھ سے دنیا کی طرف اشارہ کیا۔

[93]...... حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ، حَدَّثَنَا مِنْدَلٌ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُـقْبَةَ، عَـنْ نَـافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَيُّـمَا عَبْدٍ تَزَوَّجَ بِغَيْرِ إِذْنِ مَوَالِيهِ فَهُوَ زَانٍ)).

تخریج الحدیث سنن ابی داؤد، النكاح، باب فی نكاح العبد بغير إذن سيدة، رقم الحديث: 2079، سنن ابن ماجه، النكاح، باب ترويج العبد بغير اذن سيده، رقم الحديث: 1960، امام ابوداؤد نے کہا کہ یہ حدیث ضعیف ہے، اور درحقیقت یہ موقوف ہے یعنی ابن عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔ محدث البانی نے اسے ''حسن'' قرار دیا ہے۔

ترجمة الحديث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس غلام نے اپنے مالک کی اجازت کے بغیر شادی کی وہ زانی ہے۔''

---

[1] صحيح بخاری، التفسير، سوره كهيعص، باب قوله وانذرهم يوم الحسرة: 4730، صحيح مسلم، الجنة وصفة نعيمها واهلها، باب النار يدخلها الجبارون: 2849.

شرح الحدیث

(1) نکاح کی اہمیت:

اسلام دین فطرت ہے جس میں فطری تقاضوں کو احسن انداز سے پورا کرنے کی ترغیب دلائی گئی۔ اسی لیے اسلام میں نکاح کی ضرورت و اہمیت کو واضح کیا گیا اور نکاح کرنے والوں کی تحسین وتعریف کی گئی جبکہ نکاح کو بلاوجہ ترک کرنے والوں کی شدید الفاظ میں مذمت بیان ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ نے نوجوانوں کو نکاح کرنے کی ترغیب دلاتے ہوئے فرمایا:

((یَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَائَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ)) [1]

"اے نوجوانوں کی جماعت! تم میں سے جو نکاح کی استطاعت رکھتا ہو وہ شادی کر لے یقیناً اس سے نظر نیچی رہتی اور شرمگاہ کی حفاظت ہوتی ہے۔"

دین اسلام میں تبتل (خواتین سے بالکل الگ تھلگ رہنے) کو انتہائی ناپسند کیا گیا، سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے تبتل کی اجازت چاہی تو آپ علیہ السلام نے انکار فرما دیا۔ [2]

مسلم آزاد مردوں اور عورتوں کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے غلاموں اور لونڈیوں کے نکاح کا بھی حکم دیا تاکہ معاشرہ بے راہ روی کا شکار نہ ہو۔ عصمت وعفت محفوظ رہے اور شرم وحیا کا تحفظ ہو سکے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَ الصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَ اِمَآىِٕكُمْ ؕ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝﴾ (النور : 32)

"اور اپنے میں سے بے نکاح مردوں اور عورتوں کا نکاح کر دو اور اپنے غلاموں اور اپنی لونڈیوں سے جو نیک ہیں ان کا بھی، اگر وہ محتاج ہوں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے غنی کر دے گا اور اللہ وسعت والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔"

(2) غلام کا آقا کی اجازت کے بغیر نکاح:

جس طرح کسی خاتون کے لیے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرنا درست نہیں۔ اسی طرح غلام کے لیے آقا

---

[1] صحيح بخاری، النكاح، باب من لم يستطع الباءة فليصم : 5066، صحيح مسلم، النكاح، باب استحباب النكاح لمن تاقت ...... الخ : 1400.

[2] صحيح بخاری، النكاح، باب ما يكرهُ من التبتل والخصاء : 5073، صحيح مسلم، النكاح، باب استحباب النكاح لمن تاقت ...... الخ : 1402.

و مالک کی اجازت کے بغیر نکاح ممنوع ہے۔ کیونکہ بعد از نکاح غلام کو اپنے بیوی بچوں کو وقت دینا ہوگا، جوان کا حق ہے۔ جس سے مالک کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی ممکن ہے۔ لہٰذا غلام کے لیے لازم ہے کہ قبل از نکاح اپنے مالک سے اجازت لے اور اگر آقا اپنے حقوق میں کچھ کمی کرنے پر آمادہ ہو جائے تو نکاح کر لے ورنہ صبر کرے۔

[94]...... حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى أَنْ يُنْبَذَ الْبُسْرُ وَالرُّطَبُ جَمِيعًا، وَالْبُسْرُ وَالتَّمْرُ جَمِيعًا.

تخریج الحدیث صحيح مسلم، الاشربة، باب كراهية انتباذ التمر والزبيب مخلوطين، رقم الحديث: 1991.

ترجمة الحديث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجوروں کے پکنے سے پہلے اور تازہ کھجوروں کی نبیذ بنانے سے منع کیا۔ بسر اور خشک کھجور کی اکٹھی نبیذ بنانے سے بھی منع کیا۔

شرح الحديث

دو میوں کو ملا کر نبیذ بنانا:

کھجور یا انگور کو کچھ وقت کے لیے پانی میں بھگو کر رکھ دیا جائے تو پانی میٹھا ہو جاتا ہے۔ اس میٹھے پانی کو نبیذ کہتے ہیں۔ اگر کھجور یا انگور کو زیادہ دیر پانی میں رکھا جائے تو اس میں نشہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح دو میوں کو ملا کر یا دو طرح کی کھجوروں کو اکٹھا بھگویا جائے تو اس سے بھی جلد نشہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اس لیے دو طرح کی کھجوروں کو ملا کر نبیذ تیار کرنے سے منع کیا گیا۔ نشہ آور پانی کا استعمال حرام ہے۔ جبکہ نبیذ کا استعمال شرعاً جائز ہے۔

[95]...... حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ، عَنْ لَيْثِ بْنِ أَبِي سُلَيْمٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قِيلَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: إِنَّ مَيْسَرَةَ الْمَسْجِدِ قَدْ عُطِّلَتْ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ عَمَّرَ مَيْسَرَةَ الْمَسْجِدِ كَانَ لَهُ كِفْلَانِ مِنَ الْأَجْرِ))

تخریج الحدیث سنن ابن ماجه، اقامة الصلوات والسنة فيها، باب فضل ميمنة الصف، رقم الحديث: 1007، محدث البانی نے اسے لیث بن ابی سلیم کی وجہ سے ''ضعیف'' کہا ہے۔

ترجمة الحديث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا، مسجد کی بائیں جانب بالکل خالی ہوگئی۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے مسجد کی بائیں جانب کو آباد کیا اس کو دگنا

ثواب ملے گا۔"

شرح الحدیث

صف کی دائیں جانب کھڑا ہونا:

رسول اللہ ﷺ ہر اچھے کام میں دائیں جانب کو مقدم کرتے تھے۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں رسول اللہ ﷺ اپنے تمام کاموں میں، وضو کرنے، کنگھی کرنے اور جوتے پہننے میں دائیں طرف سے شروع کرنے کو پسند فرماتے تھے۔ ❶

چونکہ ہر معاملے میں دائیں جانب کی فضیلت ہے اسی لیے نماز باجماعت میں امام کے دائیں جانب کھڑا ہونا بھی باعث فضیلت ہے۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى مَيَامِنِ الصُّفُوْفِ)) ❷

"بے شک اللہ صفوں میں دائیں جانب والوں پر رحمت بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے ان کے لیے دعا کرتے ہیں۔"

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تو ہمیں آپ کی دائیں جانب کھڑا ہونا پسند ہوتا تھا۔ ❸

ان روایات کا قطعاً یہ مطلب نہیں کہ پہلی صف نامکمل چھوڑ کر دوسری صف شروع کر دی جائے کیونکہ جہاں صف کی دائیں جانب کی فضیلت کو احادیث میں بیان کیا گیا، وہاں صف بندی کی اہمیت اور صف کو ملانے کا بھی تاکید سے تذکرہ ہوا۔ تاہم بائیں جانب کھڑا ہونے کی فضیلت پر مبنی روایت ضعیف ہے۔

[96]...... حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ دَاوُدَ، حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدٌ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَتْ لُغَةُ النَّبِيِّ ﷺ: أَتَحْسَبُ وَيَحْسَبُونَ.

تخریج الحدیث یہ حدیث ہمیں نہیں ملی۔

❶ صحيح بخاری الوضو، باب التيمن فی الوضوء والغسل: 168، صحيح مسلم، الطهارة، باب التيمن فی الطهور وغيره: 268.

❷ سنن ابن ماجه، اقامة الصلاة، باب فضل ميمنة الصف: 1005، سنن ابی داؤد، الصلاة، باب من يستحب ان يلی الامام فی الصف: 676.

❸ صحيح مسلم، المساجد، باب استحباب يمين الامام: 709.

ترجمة الحديث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے بیان کیا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان ''کیا آپ گمان کرتے ہیں، اور وہ گمان کرتے ہیں۔'' یعنی عربی تھی۔

[97]...... حَـدَّثَـنَـا أَبُـو أُمَيَّةَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي نُعَيْمٍ الْقَارِئُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَبَّى قَالَ: ((لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَـرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْـحَـمْـدَ وَالـنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ)) . قَالَ: وَأَخْبَـرَنِي نَافِعٌ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَزِيدُ فِيهَا: لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ، وَالْخَيْرُ بِيَدَيْكَ، وَالـرَّغْبَـاءُ إِلَيْكَ وَالْـعَمَلُ . قَالَ: وَأَخْبَرَنِي نَافِعٌ قَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ الْأَسْوَدَ وَالْيَمَانِيَّ وَيَقُولُ: مَا تَرَكْتُهُمَا فِي شِدَّةٍ وَلَا رَخَاءٍ مُنْذُ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَسْتَلِمُهُمَا .

تخريج الحديث صحيح مسلم، الحج، باب التلبية وصفتها ووقتها، رقم الحديث : 1184،

حدیث کے دوسرے حصہ کی تخریج کے لیے حدیث نمبر 39 دیکھیں۔

ترجمة الحديث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلبیہ پکارا تو فرمایا: میں حاضر ہوں، اے اللہ! میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں، تمام قسم کی تعریفات اور نعمتیں تیرے ہی لیے ہیں اور تیری ہی بادشاہت ہے تیرا کوئی شریک نہیں۔

نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اس (تلبیہ) میں ان الفاظ کا اضافہ کرتے، میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں اور تجھ سے موافقت چاہتا ہوں اور ہر قسم کی خیر تیرے ہاتھ میں ہے، ہر قسم کی رغبت اور عمل تیری طرف (تیرے لیے) ہے۔'' نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ حجر اسود اور رکن یمانی کا استلام کرتے اور فرماتے میں نے بھیڑ اور سکون کی حالت میں اس استلام کو کبھی بھی نہیں چھوڑا، جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان دونوں کا استلام کرتے دیکھا ہے۔

شرح الحديث

(1):......تلبیہ اور اس سے متعلق مسائل کے لیے دیکھئے فوائد حدیث نمبر 75۔

(2) حجر اسود کے استلام اور اس سے متعلقہ مسائل کے لیے دیکھئے فوائد حدیث نمبر 6، 18۔

ثم الجزء والحمد للّٰه وحده

وصلى اللّٰه على سيدنا محمد وآله وصحبه.